میلاد النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور معمولات و نظریات

مشمولات و مندرجات

افعال میلاد (نعت خوانی، جلوس، چراغاں، پرچم وغیرہ) کا ثبوت
یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عید کہنے کے دلائل، تاریخ ولادت کی تحقیق
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب، نور مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر تحقیقی مقالہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ناظر ہیں، سایۂ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں تھا
ایمان ابوین کا ثبوت، وسیلہ کی شرعی حیثیت

مصنف

مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی مد ظلہ العالی

مکتبہ بہار شریعت، داتا دربار مارکیٹ، لاہور
فون:03223378611,03224304109

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ
وعلی اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب	میلاد النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور معمولات و نظریات
مصنف	مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی مد ظلہ
سنِ اشاعت	صفر المظفر ١٤٣٤ھ بمطابق دسمبر 2012ء
صفحات	336
قیمت	
ناشر	**مکتبہ بہارِ شریعت**، داتا دربار، لاہور

ملنے کے پتے

مکتبہ بہار شریعت، دربار مارکیٹ لاہور — مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور
مکتبہ شمس وقمر لاہور — مکتبہ برکات المدینہ کراچی — مکتبہ غوثیہ کراچی
مکتبہ اہلسنت فیصل آباد — مکتبہ فیضان مدینہ، فیصل آباد

فہرست

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين اما بعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

ثبوتِ میلاد

سوال: میلاد شریف منانے کے ثبوت پر کیا دلائل ہیں؟

جواب: کچھ دلائل درج ذیل ہیں:

سب سے بڑی نعمت

اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کے بیان واظہار کا حکم دیا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کرو۔ (پ30، سورۃ الضحی، آیت11)

ایک مقام پر فرماتا ہے ﴿وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ﴾ ترجمہ: تمہارے رب کی تم پر جو نعمت ہے اسے یاد کرو۔ (پ6، سورۃ المائدہ، آیت 7)

سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقیناً اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے ((محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نعمة)) ترجمہ: محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نعمت ہیں۔

(صحیح بخاری، باب قتل ابی جہل، ج5، ص76، مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

بلکہ ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام نعمتوں کی اصل ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِنْ أَنْفُسِهِمْ﴾ ترجمہ: بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔ (پ4، سورۃ آل عمران، آیت258)

فضل ورحمت ملنے پر خوشی منانے کا حکم

اور اللہ تعالی نے اپنے فضل ورحمت پر خوشی منانے کا حکم دیا ہے، اللہ تعالیٰ

ارشادفرماتا ہے﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا﴾ترجمہ:اے محبوب! فرمادیجئے کہ اللہ کے فضل اوراس کی رحمت (کے ملنے) پرچاہئے کہ (لوگ) خوشی کریں۔ (پ11،سورۂ یونس،آیت58)

اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقیناً اللہ تعالیٰ کی رحمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ترجمہ:اورہم نےتمہیں نہ بھیجامگر رحمت سارے جہانوں کے لئے۔ (پ17،سورۃ الانبیاء،آیت107)

اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔سورۂ احزاب میں اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفات مبارکہ شاھد،مبشر،نذیر،داعی باذن اللہ اورسراجِ منیر بیان کر کےفرماتا ہے﴿وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا﴾ترجمۂ کنزالایمان:ایمان والوں کوخوشخبری دوکہ ان کے لیےاللہ کا بڑافضل ہے۔ (پ22،سورۃالاحزاب،آیت47)

معلوم ہواحضور جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی رحمت اوراس کافضل ہیں اورفضل ورحمت ملنے پرخوشی کرنے کاحکم اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں دیا ہے۔

ذکر مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ذکر خدا عزوجل ھے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر بکثرت کروتا کہ فلاح پاؤ۔ (پ10،سورۃالانفال،آیت45)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بعینہٖ خدا کا ذکر ہے،حق سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سےفرماتا ہے﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ بلندکیاہم نے تمہارے ذکرکوتمہارے واسطے۔ (پ30،سورۃالانشراح،آیت4)

امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاءشریف میں اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں سیدنا ابن عطاقدس سرہ العزیز سے یوں نقل فرماتے ہیں:((جعلتك ذكرا من ذكرى فمن ذكرك ذكرني)) یعنی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سےفرماتا ہے کہ میں نے تم کو اپنے ذکر میں سے ایک ذکر بنایاپس جس نے تمہاراذکرکیا اس نے میراذکرکیا۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ،الفصل الاول،ج1،ص15،المکتبۃ الشرکۃ الصحافیۃ)

بالجملہ کوئی مسلمان اس میں شک نہیں کرسکتا کہ سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی یادوتعریف بعینہٖ خدا کی یاد ہے،پس جس جس طریقہ سے آپ کی یاد کی جائے گی حسن ومحمود رہے گی۔

میلاد شکر نعمت

اللہ عزوجل ارشادفرماتا ہے﴿وَاشْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ﴾ترجمہ کنزالایمان:اوراللہ کی نعمت کاشکرکرو۔ (سورۃ النحل،سورت16،آیت114)

تفسیر روح البیان میں ہے''قال الامام السیوطی قدس سرہ یستحب لنا اظھار الشکر لمولدہ علیہ السلام ''ترجمہ:امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم کوحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پرشکرکااظہارکرنامستحب ہے۔

(تفسیر روح البیان،فی التفسیر،سورۃ فتح،سورت 48،آیت 28،جلد9،صفحہ56،دار الفکر ، بیروت)

امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ میلاد شریف کےمتعلق استخراج اصل عمل مولد مبارک میں فرماتے ہیں''والشکر للّٰہ تعالی یحصل بانواع العبادۃ کالسجود والصیام والصدقۃ والتلاوۃ وای نعمۃ اعظم من النعمۃ ببروز ھذا النبی الکریم نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم فی ذلك الیوم ''ترجمہ:اللہ تعالیٰ کا شکر کئی قسم کی عبادات مثلا صیام،سجود،تلاوت،صدقہ خیرات وغیرہ کے ذریعے ادا ہوجاتا ہے اور نبی کریم جورحمت والے نبی ہیں اس دن ان کے ظہور سے بڑی نعمت اور

کون سی ہوسکتی ہے؟

(الحاوی للفتاوی بحوالہ ابن حجر، حسن المقصد فی عمل المولد، جلد1، صفحہ196، دارالفکر، بیروت)

میلاد کرنے میں تعظیمِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کا حکم فرمایا ہے ﴿وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ﴾ ترجمہ: اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کرو۔

(پ26، سورۃ الفتح، آیت9)

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کے لیے جو افعال کیے جاتے ہیں ان میں سے میلاد منانا بھی ہے۔ تفسیر روح البیان میں ہے "ومن تعظیمه عمل المولد اذا لم یکن فیه منکر" ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم میں سے میلاد منانا ہے جبکہ وہ بُری باتوں سے خالی ہو۔

(تفسیر روح البیان، فی التفسیر، سورۃ فتح، سورت 48، آیت 28، جلد9، صفحہ56، دار الفکر، بیروت)

مذکورہ دلائلِ میلاد پر اعلیٰ حضرت کا تبصرہ

امام اہل سنت مجدددین وملت امام احمدرضا خان رحمۃ اللہ علیہ "مذکورہ آیات" کو دلائلِ میلاد کے طور پر بیان کرکے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ارشادفرماتے ہیں "اللہ عزوجل فرماتا ہے ﴿قل بفضل اللہ وبرحمته فبذٰلک فلیفرحوا﴾ ترجمہ: تم فرمادو کہ اللہ کے فضل اوراس کی رحمت ہی پر لازم ہے کہ خوشیاں مناؤ۔

اور فرماتا ہے ﴿وذکرھم بایّام اللہ﴾ ترجمہ: انہیں اللہ کے دن یاددلاؤ۔

(پارہ13، سورۃ ابراہیم، آیت5)

اور فرماتا ہے ﴿واماّ بنعمة ربّک فحدّث﴾ ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

(پ30، سورۃ الضحی، آیت11)

اور فرماتا ہے ﴿انّا ارسلنٰک شاھدا و مبشرا ونذیرا ہ لتؤمنوا

باللہ ورسوله وتعزروہ وتوقروہ﴾ ترجمہ: اے نبی! بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا، تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو۔

(پ26، سورۃ الفتح، آیت8,9)

اور فرماتا ہے ﴿فالذین اٰمنوا به وعزّروہ و نصروہ واتبعوا النور الذی انزل معه اولئک ھم المفلحون﴾ ترجمہ: تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اُسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اُترا، وہی بامراد ہوئے۔

(پ9، سورۃ الاعراف، آیت157)

اور فرماتا ہے ﴿لئن اقمتم الصلوة واتیتم الزکوة واٰمنتم برسلی وعزرتموھم واقرضتم اللہ قرضا حسنا لاکفرن عنکم سیاتکم ولادخلنکم جنّٰت تجری من تحتھا الانھٰر فمن کفر بعد ذٰلک منکم فقدضل سواء السبیل﴾ ترجمہ: اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو اور اللہ کو قرض حسن دو بیشک میں تمہارے گناہ اتاردوں گا اور ضرور تمہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں پھر اس کے بعد جو تم میں سے کفر کرے وہ ضرور سیدھی راہ سے بہکا۔

(پ6، سورۃ المائدہ، آیت12)

پہلی تینوں آیتوں میں حکم فرماتا ہے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر شادیاں مناؤ، لوگوں کو اللہ کے دن یاددلاؤ، اللہ کی نعمت کا خُوب چرچا کرو۔ اللہ کا کون سا فضل ورحمت، کون سی نعمت اس حبیب کریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوۃ والتسلیم کی ولادت سے زائد ہے کہ تمام نعمتیں تمام رحمتیں تمام برکتیں اسی کے صدقے میں عطا ہوئیں۔ اللہ کا کون سا دن اس نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظہور پرنور کے دن سے بڑا ہے، تو بلاشبہ قرآن کریم ہمیں حکم دیتا ہے کہ ولادتِ اقدس پر خوشی کرو۔ مسلمانوں

کے سامنے اُسی کا چرچا خوب زور شور سے کرو، اسی کا نام مجلس میلاد ہے، بعد کی تین
آیتوں میں اپنے رسولوں خصوصا سید الرسل صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم کا حکم مطلق
فرماتا ہے، اور قاعدہ شرعیہ المطلق یجری علی اطلاقہ۔(مطلق اپنے اطلاق پر
جاری ہوتا ہے۔)

(التوضیح والتلویح،فصل حکم المطلق،ج1،ص169،مطبع میرمحمد ،کراچی)

جو بات اللہ عزوجل نے مطلق ارشاد فرمائی وہ مطلق حکم عطا کرے گی جو جو کچھ
اس مطلق کے تحت میں داخل ہے سب کو وہ حکم شامل ہے بلا تخصیص شرع جو اپنی طرف
سے کتاب اللہ تعالٰی کے مطلق کو مقید کرے گا تو وہ کتاب اللہ کو منسوخ کرتا ہے جب
ہمیں تعظیم حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا حکم مطلق فرمایا تو جمیع طرق تعظیم کی اجازت
ہوئی جب تک کسی خاص طریقے سے شریعت منع نہ فرمائے۔ یونہی رحمت پر فرحت
ایامِ الٰہی کا تذکرہ ،نعمتِ ربانی کا چرچا یہ بھی مطلق ہیں جس طریقہ سے کیے جائیں
سب امتثال امر الٰہی (اللہ تعالٰی کے حکم کی پیروی) ہیں جب تک شرع مطہر کسی خاص
طریقہ پر انکار نہ فرمائے۔تو روشن ہوا کہ مجلس و قیام پر خاص دلیل نام لے کر چاہنا یا
بعینہ اُن کا قرون ثلثہ میں وجود تلاش کرنا نری اوندھی مت ہی نہیں بلکہ قرآن مجید کو اپنی
رائے سے منسوخ کرنا ہے۔اللہ عزوجل تو مطلق حکم فرمائے اور منکرین کہیں کہ وہ مطلق
کہا کرے ہم تو خاص وہ صورت جائز مانیں گے جسے بالتخصیص نام لے کر جائز کیا ہو یا
جس کا بہیئت کذائی قرون ثلٰثہ میں وجود ہوا ہو،انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون ۔

عقل و دین رکھتے تو جو طریقہ اظہارِ فرحت و تذکرہ نعمت و تعظیم سرکار رسالت
دیکھتے اس میں یہ تلاش کرتے کہ کہیں خاص اس صورت کو اللہ و رسول نے منع تو نہیں
فرمایا، اگر اُس کی خاص ممانعت نہ پاتے یقین جانتے کہ یہ اُنہیں احکام کی بجا آوری
ہے جو ان آیاتِ کریمہ میں گزرے، مگر آدمی دل سے مجبور ہے، محبوب کا چرچا محبّ کا

چین، اور اس کی تعظیم آنکھوں کی ٹھنڈک اور جس دل میں غیظ بھرا ہے وہ آپ ہی ذکر
سے بھی جلے گا تعظیم سے بھی بگڑے گا۔ دوست دشمن کی یہ بڑی پہچان ہے، آخر نہ دیکھا
کہ دل کی دبی نے بھڑک کر کہاں تک پھونکا، جانتے ہو کہ اب یہ منکران مجلس و قیام
کون ہیں، ہاں ہاں وہی ہیں جو اول تو اتنا کہتے تھے کہ وہ بڑے بھائی ہم چھوٹے
بھائی، ان کی سروری ایسی ہی ہے جیسے گاؤں کا پدھان یا قوم کا چودھری، اُن کی تعریف
ایسی ہی کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کی کرتے ہو بلکہ اس سے بھی کم، باتوں
مثالوں میں چوڑھے چمار سے تشبیہ بھی دے بھاگتے تھے کہ یہ سب اور ان سے بہت
زائد ان کی دھرم پوتھی تقویۃ الایمان میں مصرح ہیں اور اب تو اور بھی کھیل کھیلے کہ ان
کے علم سے شیطان کا علم زیادہ ہے۔ جیسا علم غیب ان کو ہے ایسا تو ہر پاگل ہر چوپائے
کو ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ کلماتِ ملعونہ۔

مسلمانو! یہ ہیں جو آج تمہارے سامنے مجلس مبارک و قیام سے منکر ہیں اب
تو سمجھو کہ علتِ انکار کیا ہے واللہ واللہ بغضِ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، دیکھو
خبردار ہوشیار یہ ہیں وہ جن کی خبر حدیث میں دی تھی کہ ((ذیاب فی ثیاب))
بھیڑیئے ہوں گے کپڑے پہنے، یعنی ظاہر میں انسانی لباس اور باطن میں گرگ
خنّاس۔اے مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بھولی بھیڑو! اپنے دشمن کو پہچانو، نہیں نہیں
تمہارے دشمن نہیں تمہارے پیارے مالک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دشمن جنہوں نے وہ
ملعون گالیاں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں لکھیں، چھاپیں اور
آج تک اُن پر مصر ہیں۔ (فتاوی رضویہ،ج29،ص249تا251،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں ’’آپ (صلی اللہ تعالٰی علیہ
وسلم) کی خوبیوں کے بیان واظہار کا نص قطعی سے ہمیں حکم ہوا اور کارِ خیر میں جس

قدر مسلمان کثرت سے شامل ہوں اسی قدر زائد خوبی اور رحمت کا باعث ہے، اسی مجمع میں ولادت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کرنے کا نام مجلس ومحفل میلاد ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج23، ص754، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سب نے میلاد منایا

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

قرآن مجید اور آمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

(1) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ٥﴾ ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جب میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تمہارے پاس وہ رسول تشریف لائیں جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائیں، تو تم ضرور ضرور ان پر ایمان لانا اور ضرور ضرور ان کی مدد کرنا، فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا، فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں خود تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔ (پ3، سورۃ آل عمران، آیت81)

(2) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے، تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر کمال مہربان۔ (پ11، سورۃ التوبہ، آیت128)

(3) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور

روشن کتاب۔ (پ6،سورۃ المائدہ،آیت15)

(4) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ﴾ ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔

(پ17،سورۃ الانبیاء،آیت107)

(5) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا o وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا﴾ ترجمہ کنزالایمان: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی)! بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔ (پ22،سورۃ الاحزاب،آیت45,46)

(6) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ﴾ ترجمہ: رب العلمین وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا۔ (پ28،سورۃ التوبہ،آیت33)

سابقہ انبیاء و امتیں اور آمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

(1) حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَمَّا بَلَغَ وَلَدُ مَعْدِ بْنِ عَدْنَانَ أَرْبَعِينَ رَجُلًا، وَقَفُوا عَلَى عَسْكَرِ مُوسَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَانْتَهَبُوهُ فَدَعَا عَلَيْهِمْ مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَا رَبِّ هَؤُلَاءِ وَلَدُ مَعْدٍ قَدْ أَغَارُوا عَلَى عَسْكَرِي، فَأَوْحَى اللهُ إِلَيْهِ يَا مُوسَى بْنَ عِمْرَانَ، لَا تَدْعُوا عَلَيْهِمْ، فَإِنَّ مِنْهُمُ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ النَّذِيرَ الْبَشِيرَ)) ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب معد بن عدنان کی اولاد کی تعداد چالیس ہوگئی تو انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کے لشکر پر پڑے اور ان کو لوٹ لیا تو موسیٰ بن عمران نے ان کے خلاف دعاء ضرر کی کہ

اے اللہ! یہ معد بن عدنان کی اولاد نے میرے لشکر کے خلاف قتل و غارت کی، تو اللہ عزوجل نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ اے موسیٰ ان کے خلاف دعا نہ کر کہ انہیں میں سے **بشیر ونذیر نبی امی** ہوگا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، شداد ابوعمار، عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ، ج8، ص140، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ)

(2) ابن عساکر نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: ((لم یزل اللہ تعالی یتقدم فی النبی إلی آدم فمن بعدہ ولم تزل الأمم تتباشر بہ وتستفتح بہ حتی أخرجہ اللہ فی خیر أمۃ وفی خیر قرن وفی خیر أصحاب وفی خیر بلد)) ترجمہ: ہمیشہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آدم اور ان کے بعد سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے پیشگوئی فرماتا رہا، اور قدیم سے سب امتیں حضور کی تشریف آوری پر خوشیاں مناتیں اور آپ کے توسل سے اپنے اعداء پر فتح مانگتی آئیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین امت و بہترین زمانہ و بہترین اصحاب و بہترین شہر میں ظاہر فرمایا۔

(الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابن عساکر، باب خصوصیت باخذ المیثاق، ج1، ص16، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

(3) سنن دارمی میں ہے ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ سَأَلَ كَعْبَ الْأَحْبَارِ: كَيْفَ تَجِدُ نَعْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرَاةِ؟ فَقَالَ كَعْبٌ: نَجِدُهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ يُولَدُ بِمَكَّةَ، وَيُهَاجِرُ إِلَى طَابَةَ، وَيَكُونُ مُلْكُهُ بِالشَّامِ وَلَيْسَ بِفَحَّاشٍ)) ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے انہوں نے کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے توراۃ میں نبی

کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا صفات پائیں؟ فرمایا: ہم نے اس میں پایا کہ **محمد بن عبداللہ** (صلی اللہ علیہ وسلم) **مکۃ المکرّمہ میں پیدا ہوں گے**، مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کریں گے شام میں ان کی سلطنت ہوگی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طعن وتشنیع کرنے والے نہیں ہوں گے۔

(سنن دارمی، باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الکتب قبل مبعثہ، ج1، ص158، دارالمغنی للنشر والتوزیع، عرب)

(4) مدارج النبوۃ میں ہے "تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی امتوں کو حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی آمد کی خبریں دیں۔" (مدارج نبوۃ، جلد 1، باب چہارم، ص162، معنیً)

(5) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿**مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد**﴾ ترجمہ کنزالایمان: ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔ (پ28، سورۃ الصف، آیت6)

(6) خصائص کبری میں ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں ((وَکَانَ آخر من بشر بِی عِیسَی بن مَرْیَم عَلَیْہِمَا الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام)) ترجمہ: سب سے آخر میں میری آمد کی بشارت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے دی۔

(الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابن عساکر، باب خصوصیت باخذ المیثاق، ج1، ص17، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

(7) حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((وَعَنْ کَعْبٍ یَحْکِی عَنِ التَّوْرَاۃِ قَالَ: نَجِدُ مَکْتُوبًا محمدٌ رسولُ اللہ عَبْدِی الْمُخْتَارُ لَا فظٌّ وَلَا غَلِیظٍ وَلَا سَخَّابٍ فِی الْأَسْوَاقِ وَلَا یَجْزِی بِالسَّیِّئَۃِ السَّیِّئَۃَ وَلَکِنْ یَعْفُو وَیَغْفِرُ مَوْلِدُہُ بِمَکَّۃَ وَھِجْرَتُہُ بِطِیبَۃَ وَمُلْکُہُ بِالشَّامِ وَأُمَّتُہُ الْحَمَّادُونَ یَحْمَدُونَ اللَّہَ فِی السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ)) ترجمہ: حضرت کعب الاحبار رضی

اللہ تعالیٰ عنہ **توراۃ شریف** سے حکایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم نے اس میں لکھا ہوا پایا "محمد اللہ کے رسول ہیں، میرے پسندیدہ بندے ہیں نہ بدخلق ہیں نہ سخت رو اور نہ ہی بازاروں میں شور کرنے والے، برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے بلکہ عفو ودرگزر فرمائیں گے، **مکہ میں پیدا ہوں گے** مدینہ طیبہ کو ہجرت کریں گے اور ملک شام میں ان کی سلطنت ہوگی اور آپ کی امت بڑی حمد کرنے والی ہوگی خوشحالی وتنگی میں اللہ تعالی کی حمد کرے گی۔"

(مشکوۃ المصابیح، باب فضائل سید المرسلین، فصل ثانی، ج 3، ص1606، المکتب الاسلامی، بیروت)

میلادِ مصطفی بزبان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

(1) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: ((تَذَاکَرَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم وَأَبُو بَکْرٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ مِیلَادَھُمَا عِنْدِی)) ترجمہ: میرے سامنے رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے **اپنے میلاد کا ذکر کیا**۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، سن ابی بکر وخطبتہ، ج1، ص58، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ)

(2) رحمت عالم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہر پیر کو روزہ رکھا کرتے تھے، حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس دن روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا تو جواباً ارشاد فرمایا: ((ذاك یوم ولدت فیہ ویوم بعثت او انزل علی فیہ)) ترجمہ: **یہ دن میری ولادت کا دن ہے**، اسی دن میں مبعوث کیا گیا اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل کیا گیا۔

(صحیح مسلم، کتاب الصیام، ج2، ص819، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(3) رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ((إِنَّ اللہَ اصْطَفَی کِنَانَۃَ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِیلَ، وَاصْطَفَی قُرَیْشًا مِنْ کِنَانَۃَ، وَاصْطَفَی مِنْ قُرَیْشٍ بَنِی

هَاشِمٍ، وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ)) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل میں سے کنانہ، کنانہ میں سے قریش، قریش میں سے بنی ہاشم اور بنی ہاشم میں سے مجھے چنا۔

(صحیح مسلم، باب فضل نسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج 4، ص 1782، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

(4) حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ وہ نبی کریم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، گویا کہ نبی کریم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے کسی سے کچھ سنا تھا ((فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: مَنْ أَنَا؟، فَقَالُوا: أَنْتَ رَسُولُ اللهِ عَلَيْكَ السَّلَامُ. قَالَ: أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ قَبِيلَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوتًا فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ بَيْتًا وَخَيْرِهِمْ نَسَبًا)) ترجمہ: تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: میں کون ہوں؟ صحابہ نے عرض کیا: آپ پر سلام ہو آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میں محمد بن عبد اللہ بن عبدالمطلب ہوں، **بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا** تو مجھے ان کے بہترین گروہ میں رکھا پھر انہیں دو گروہ کیا تو مجھے بہترین فرقہ میں رکھا پھر ان کے قبیلے کئے تو مجھے بہترین قبیلہ میں رکھا پھر ان کے گھر بنائے تو مجھے بہترین گھر میں کیا اور ان میں بہترین نسب والا بنایا۔

(جامع الترمذی، ج 5، ص 433، دارالغرب الاسلامی، بیروت ☆ مشکوۃ المصابیح، باب فضائل سید المرسلین، فصل ثانی، ج 3، ص 1604، المکتب الاسلامی، بیروت)

(5) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو فرماتے سنا: ((انَا عَبْدُ اللهِ، وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ،

وَإِنَّ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمُنْجَدِلٌ فِي طِينَتِهِ، وَسَأُخْبِرُكُمْ عَنْ ذَلِكَ: دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ، وَبِشَارَةُ عِيسَى، وَرُؤْيَا أُمِّي الَّتِي رَأَتْ، وَكَذَلِكَ أُمَّهَاتُ النَّبِيِّينَ يَرَيْنَ، وَإِنَّ أُمَّ رَسُولِ اللهِ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِينَ وَضَعَتْهُ رَأَتْ نُورًا أَضَاءَتْ لَهَا قُصُورَ الشَّامِ)) ترجمہ: میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس وقت سے خاتم النبیین ہوں جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کا ابھی خمیر بھی تیار نہ ہوا تھا اور عنقریب میں تمہیں اس کی خبر دوں گا، میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشارت اور اپنی والدہ کا خواب ہوں جو انھوں نے دیکھا اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مائیں ایسا ہی دیکھتی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ نے جب آپ کو جنا تو ایک نور دیکھا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، باب عبد الاعلی بن ہلال سلمی عن عرباض ساریہ، ج 18، ص 252، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ ☆ مسند احمد بن حنبل، حدیث عرباض بن ساریہ، ج 28، ص 395، موسسۃ الرسالہ، بیروت)

(6) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک محفلِ میلاد کی اصل آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا یہ عمل ہے کہ آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے مدینہ منورہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنی ولادت کی خوشی میں جانور ذبح کئے۔ بعض لوگوں نے اس عمل کو عقیقہ قرار دیا تھا، لیکن آپ علیہ الرحمہ ان کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''العقيقة لاتعاد مرة ثانية فيحمل ذلك على ان الذى فعله النبى اظهاراً لشكر على ايجاد الله اياه رحمة للعلمين وتشريع لامته'' ترجمہ: عقیقہ زندگی میں دوبارہ نہیں کیا جاتا، اس لیے آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے اس عمل کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس بات پر اللہ تعالیٰ کے شکر کا اظہار کیا کہ اس نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا اور یہ عمل آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس لیے بھی کیا کہ یہ

میری امت کے لئے مشروع ہو جائے۔ (حسن المقصد فی عمل المولد،196)

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے میلاد منایا

(1) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں ((ان رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خرج علی حلقة یعنی من اصحابه)) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک محفل میں تشریف لائے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ارشاد فرمایا: ((مااجلسکم)) ترجمہ: کس چیز نے تمہیں یہاں بیٹھایا ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ((جلسنا ندعوالله ونحمده علی ماهدانا لدینه ومن علینابك)) ہم یہاں اس لیے بیٹھے ہیں، (یہ محفل سجانے کا مقصد یہ ہے) کہ ہمیں جو اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی دولت عطا فرمائی ہے اور آپ کو بھیج کر ہم پر احسان فرمایا اس پر اس کا ذکر کریں اور اس کا شکرادا کریں۔

فرمایا: ((أالله مااجلسکم الاذلك)) اللہ کی قسم! تم صرف اسی لیے بیٹھے ہو؟

عرض کی: ((أالله مااجلسناالا ذلك)) ترجمہ: اللہ کی قسم ہم صرف اسی لیے بیٹھے ہیں کہ دین اسلام کی دولت اور آپ کی آمد کی نعمت عظمی پر اللہ کا شکرادا کریں۔

ارشاد فرمایا: ((امانی لم استحلفکم تهمة لکم وانما اتانی جبرائیل علیه السلام فاخبرنی ان الله عزوجل یباهی بکم الملائکة)) ترجمہ: اے میرے صحابہ! میں تم سے قسم اس لیے نہیں لے رہا کہ مجھے تم پر شک ہے بلکہ (معاملہ یہ ہے کہ) میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور مجھے خبر دی کہ تمہارے اس عمل پر اللہ تعالیٰ فرشتوں پر فخر فرما رہا ہے۔

(سنن نسائی، کیف یستحلف الحاکم، ج8، ص249، مکتب المطبوعات الاسلامیه، حلب)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((جَلَسَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ حَتَّى إِذَا دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَاكَرُونَ قَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ اللَّهَ اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا وَقَالَ آخَرُ: مُوسَى كَلَّمَهُ اللَّهُ تَكْلِيمًا وَقَالَ آخَرُ: فَعِيسَى كَلِمَةُ الله وروحه. وَقَالَ آخَرُ: آدَمُ اصْطَفَاهُ اللَّهُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَعَجَبَكُمْ أَنَّ إِبْرَاهِيمَ خَلِيل الله وَهُوَ كَذَلِكَ وَآدَمُ اصْطَفَاهُ اللَّهُ وَهُوَ كَذَلِكَ أَلَا وَأَنَا حَبِيبُ اللَّهِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَحْتَهُ آدَمُ فَمَنْ دُونَهُ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ حَلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللَّهُ لِي فَيُدْخِلُنِيهَا وَمَعِي فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَكْرَمُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ عَلَى اللَّهِ وَلَا فَخْرَ)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بیٹھے ہوئے تھے تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے یہاں تک کہ ان کے قریب ہو گئے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں سنا وہ باہم گفتگو کر رہے تھے ان میں سے کسی نے کہا: اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا، دوسرے نے کہا: اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حقیقتاً کلام فرمایا، ایک اور نے کہا: پس حضرت عیسی علیہ الصلوٰۃ والسلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں، اور کسی نے کہا: حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام صفی اللہ ہیں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: تحقیق میں نے تمہارا کلام سن لیا اور تمہیں یہ بات بھاتی ہے کہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور آدم صفی اللہ ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور سن لو میں اللہ کا حبیب ہوں اور اس پہ کچھ فخر نہیں، اور میں قیامت کے دن اس لواء الحمد کو اٹھانے والا ہوں جس کے نیچے آدم علیہ السلام اور ان

کے ماسوا (سب لوگ) ہوں گے، اور میں کچھ فخر نہیں کرتا، اور روز قیامت سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی، اور اس پر کچھ فخر نہیں، اور میں وہ پہلا شخص ہوں جو جنت کے حلقے کو حرکت دے گا تو اللہ تعالیٰ میرے لئے جنت کا دروازہ کھول دے گا اور مجھے اور میرے ساتھ غریب مسلمانوں کو جنت میں داخل کرے گا، اور کچھ فخر نہیں، اور میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اولین وآخرین میں سب سے زیادہ عزت والا ہوں، اور کچھ فخر نہیں۔

(مشکوۃ المصابیح، باب فضائل سید المرسلین، فصل ثانی، ج 3، ص1604، المکتب الاسلامی، بیروت☆جامع الترمذی، باب فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج6، ص15، دارالغرب الاسلامی، بیروت☆سنن دارمی، باب ما اعطی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج1، ص194، دارالمغنی للنشر والتوزیع، عرب)

(3) حضرت عطا بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ((لَقِيتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قُلْتُ: أَخْبِرْنِي عَنْ صِفَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرَاةِ قَالَ: أَجَلْ الخ)) ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے عرض کیا: مجھے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی وہ نعت بیان کریں جو تورات میں ہے، جواباً فرمایا: جی ہاں! بیان کرتا ہوں (اور پھر وہ صفات بیان کیں جو تورات میں مذکور تھیں)۔

(مشکوۃ المصابیح، باب فضائل سید المرسلین، ج3، ص1600، المکتب الاسلامی، بیروت)

فرشتوں کا میلاد منانا

(1) امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 923ھ) مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں ((لما حضرت ولادة آمنة قال الله تعالى لملائكته: افتحوا أبواب السماء كلها، وأبواب الجنان، وألبست الشمس يومئذ نورا عظيما، وكان قد أذن الله تعالى تلك السنة لنساء الدنيا أن يحملن ذكورا كرامة لمحمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ)) ترجمہ: جب حضرت آمنہ کے وضع حمل کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو فرمایا کہ آسمان اور جنت کے سب دروازے کھول دو، اور سورج کو اس دن نور عظیم پہنایا گیا، اور اللہ تعالیٰ نے اس سال دنیا کی تمام عورتوں کو حکم فرمادیا کہ وہ مذکر اولاد کو پیدا کریں، (یہ سب) حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعزاز کو تھا۔

(المواہب اللدنیہ، آیات ولاتہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج1، ص76، المکتبۃ التوفیقیہ، القاہرہ)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے ((لما ولد صلى الله عليه وسلم قال في أذنه رضوان خازن الجنان: أبشر يا محمد فما بقي لنبي علم إلا وقد أعطيته، فأنت أكثرهم علما، وأشجعهم قلبا)) ترجمہ: جب سرکار علیہ السلام پیدا ہوئے تو آپ کے کان میں رضوان جنت کے خازن نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو بشارت ہو کہ کسی بھی نبی کو جو علم دیا گیا وہ آپ کو عطا کر دیا گیا تو آپ سب سے زیادہ علم والے ہیں اور دلی طور پر سب سے زیادہ بہادر ہیں۔

(مواہب اللدنیہ، آیات ولاتہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج1، ص78، المکتبۃ التوفیقیہ، القاہرہ)

(3) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((قَالَ لِي جِبْرِيلُ: يَا مُحَمَّدُ، قَلَّبْتُ الْأَرْضَ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا، فَلَمْ أَجِدْ وَلَدَ أَبٍ خَيْرًا مِنْ بَنِي هَاشِمٍ)) ترجمہ: مجھ سے جبریل علیہ السلام نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے زمین کے مشرق ومغرب کو الٹ پلٹ کر دیکھا، میں نے بنی ہاشم سے بڑھ کر کسی باپ کے بیٹوں کو نہ پایا۔

(فضائل الصحابۃ لاحمدبن حنبل، ج2، ص628، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے تیرے پائے کا نہ پایا   تجھے یک نے یک بنایا

(4) سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ((رَأَيْتُ ثَلَاثَةَ أَعْلَام

مضروبات علما فِی الْمشرق وعلما فِی الْمغرب وعلما علی ظهر الْكَعْبَة فَولدت مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم)) ترجمہ: میں نے دیکھا کہ تین جھنڈے نصب کئے گئے۔ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبے کی چھت پر،تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوگئی۔

(خصائص کبری ،ج1،ص 82،دارالکتب العلمیہ،بیروت☆مواہب اللدنیہ،آیات ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم،ج 1،ص76,77،المکتبۃ التوفیقیہ،القاہرہ☆دلائل النبوۃ،القول فیمااوتی عیسیٰ کل الخ،ج1،ص610،دارالنفائس،بیروت☆مدارج النبوۃ ،جلد 2،باب ولادت مبارکہ،ص 34،مطبوعہ ضیاء القرآن)

روح الامین نے گاڑا کعبے کی چھت پہ جھنڈا — تاعرش اڑا پھریرا،صبح شب ولادت

اولیاء وعلماء بلکہ تمام عالمِ اسلام

امام ابن جوزی اور میلاد

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 597ھ) فرماتے ہیں ''لازال اھل الحرمین الشریفین والمصر والیمن والشام وسائر بلاد العرب من المشرق والمغرب یحتفلون بمجلس مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویفرحون بقدوم ھلال شھر ربیع الاول ویھتمون اھتماماً بلیغاً علی السماع والقرأۃ لمولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وینالون بذلک اجراً جزیلاً وفوزاً عظیماً'' ترجمہ: اہل مکہ،اہل مدینہ،اہل مصر،اہل یمن وشام اور مشرق ومغرب میں تمام بلاد عرب ہمیشہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد کی محافل کا انعقاد کرتے چلے آئے ہیں،اور ربیع الاول کا چاند نظر آنے پر خوشیاں مناتے ہیں،اور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف پڑھنے اور سننے کا بہت زیادہ اہتمام کرتے اور اس کے ذریعے عظیم اجر اور بڑی کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ (المیلاد النبوی،ص58)

امام ابن حجر مکی اور میلاد

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 852ھ) کا قول میلاد کے بارے میں امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 911ھ) نے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں ''وَقَدْ سُئِلَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ حَافِظُ الْعَصْرِ أبو الفضل ابن حجر عَنْ عَمَلِ الْمَوْلِدِ، فَأَجَابَ بِمَا نَصُّهُ :أَصْلُ عَمَلِ الْمَوْلِدِ بِدْعَةٌ لَمْ تُنْقَلْ عَنْ أَحَدٍ مِنَ السَّلَفِ الصَّالِحِ مِنَ الْقُرُونِ الثَّلَاثَةِ، وَلَكِنَّهَا مَعَ ذَلِكَ قَدِ اشْتَمَلَتْ عَلَى مَحَاسِنَ وَضِدِّهَا، فَمَنْ تَحَرَّى فِي عَمَلِهَا الْمَحَاسِنَ وَتَجَنَّبَ ضِدَّهَا كَانَ بِدْعَةً حَسَنَةً وَإِلَّا فَلَا، قَالَ :وَقَدْ ظَهَرَ لِي تَخْرِيجُهَا عَلَى أَصْلٍ ثَابِتٍ وَهُوَ مَا ثَبَتَ فِي الصَّحِيحَيْنِ مِنْ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَوَجَدَ الْيَهُودَ يَصُومُونَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، فَسَأَلَهُمْ فَقَالُوا :هُوَ يَوْمٌ أَغْرَقَ اللَّهُ فِيهِ فرعون وَنَجَّى مُوسَى فَنَحْنُ نَصُومُهُ شُكْرًا لِلَّهِ تَعَالَى ، فَيُسْتَفَادُ مِنْهُ فِعْلُ الشُّكْرِ لِلَّهِ عَلَى مَا مَنَّ بِهِ فِي يَوْمٍ مُعَيَّنٍ مِنْ إِسْدَاءِ نِعْمَةٍ أَوْ دَفْعِ نِقْمَةٍ، وَيُعَادُ ذَلِكَ فِي نَظِيرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ مِنْ كُلِّ سَنَةٍ، وَالشُّكْرُ لِلَّهِ يَحْصُلُ بِأَنْوَاعِ الْعِبَادَةِ كَالسُّجُودِ وَالصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالتِّلَاوَةِ، وَأَيُّ نِعْمَةٍ أَعْظَمُ مِنَ النِّعْمَةِ بِبُرُوزِ هَذَا النَّبِيِّ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ؟'' ترجمہ: شیخ الاسلام حافظ العصر ابوالفضل ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ سے میلاد کے عمل کے بارے سوال کیا گیا،تو آپ نے یہ جواب دیا،کہ میلاد کے عمل کی اصل بدعت ہے جو کہ قرون ثلاثہ کے سلف صالحین میں سے کسی سے منقول نہیں،لیکن بدعت ہونے کے ساتھ یہ اچھے کاموں اور ان کی ضد پر مشتمل ہے،تو جو شخص اس کے محاسن پر نظر رکھتے ہوئے اور ان کی ضد سے اجتناب کرتے ہوئے یہ عمل کرے تو بدعت حسنہ ہے ورنہ نہیں،اور فرمایا کہ میرے لئے اس عمل کی تخریج ایک اصل مقرر سے ظاہر ہوئی جو کہ صحیحین میں ثابت ہے کہ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مدینہ طیبہ میں آئے تو یہودیوں کو یوم عاشوراء کا روزہ رکھتے پایا پھر ان سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ وہ دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی تو ہم اس کے شکرانے میں روزہ رکھتے ہیں تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ کوئی نعمت عطا فرما کر یا کسی مصیبت کو دور کر کے احسان فرمائے تو اس معین دن میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے اور ہر سال اسی دن کی مثل فعل شکر کا اعادہ کیا جائے ،اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا عبادت کی اقسام میں سے کسی کے ساتھ ہوتا ہے، جیسے سجدہ ،روزہ،صدقہ،تلاوت۔اور اس روز (بارہویں شریف کو) نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظہور سے بڑھ کر کونسی نعمت ہے؟

(الحاوی للفتاوی،حسن المقصد فی عمل المولد،ج1،ص229،دارالفکر للنشر ولتوزیع ،بیروت)

امام سخاوی اور میلاد

امام ابوالخیر سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 902ھ) فرماتے ہیں ”ثم لازال اھل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن یشتغلون فی شھر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم بعمل الولائم البدیعة المشتملة علی الامور البھجة الرفیعة ویتصدقون فی لیالیه بانواع الصدقات و یظھرون السرور یزیدون فی المبرات ویتمون بقرائة مولدہ الکریم ویظھر علیھم من برکاته کل فضل عمیم “ترجمہ: پھر اہل اسلام تمام اطراف واقطار اور شہروں میں بماہ ولادت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم عمدہ کاموں اور بہترین شغلوں میں رہتے ہیں اور اس ماہ مبارک کی راتوں میں قسم قسم کے صدقات اور اظہار سرور وکثرت حسنات واہتمام قراءۃ مولد شریف عمل میں لاتے ہیں اور اس کی برکت سے ان پر فضل عظیم ظاہر ہوتا ہے۔

(انسان العیون،بحوالہ السخاوی باب تسمیة صلی اللہ علیه وسلم محمداواحمد،ج 1، ص83،

المکتبة الاسلامیه ،بیروت)

علامہ محمد بن یوسف شامی اور میلاد

علامہ محمد بن یوسف الصالحی شامی (متوفی 942ھ) نے بھی اپنی کتاب سبل الھدی میں امام ابوالخیر سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے ”لازال اھل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الکبار یحتفلون فی شھر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم “ترجمہ: تمام اطراف اور بڑے شہروں میں اہل اسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے مہینہ میں ولادت کی خوشی میں محافل سجاتے ہیں۔

(سبل الھدی،الباب الثالث عشر فی اقوال العلماء الخ،ج1،ص362،دارالکتب العلمیه،بیروت)

امام قسطلانی اور میلاد

شارح بخاری امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 923ھ) فرماتے ہیں ”ولا زال أھل السلام یحتفلون بشھر مولدہ -علیہ السلام-، ویعملون الولائم، ویتصدقون فی لیالیه بأنواع الصدقات، ویظھرون السرور، ویزیدون فی المبرات .ویعتنون بقراء ة مولدہ الکریم، ویظھر علیھم من برکاته کل فضل عمیم “ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے اور دعوت طعام کرتے آئے ہیں اور ان راتوں میں انواع واقسام کی خیرات کرتے اور خوشی کا اظہار، نیک کاموں کی زیادتی کرتے آئے ہیں۔میلاد شریف پڑھنے کا اہتمام کرتے رہے ہیں اور اس کی برکت سے ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ظاہر ہوتا ہے۔

(مواھب اللدنیه،باب ذکر رضاعه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم،ج1،ص89،المکتبة التوفیقیه،القاھرہ مصر)

علامہ اسماعیل حقی ،امام جلال الدین سیوطی اور امام تقی الدین سبکی

تفسیر روح البیان میں علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1127ھ) فرماتے ہیں "قال الامام السیوطی قدس سرہ یستحب لنا اظھار الشکر لمولدہ علیہ السلام انتھی .وقد اجتمع عند الامام تقی الدین السبکی رحمہ اللہ جمع کثیر من علماء عصرہ فأنشد منشد قول الصرصری رحمہ اللہ فی مدحہ علیہ السلام" ترجمہ: امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ نے فرمایا کہ ہمارے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے شکر کا اظہار مستحب ہے، اور امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ان کے دور کے کثیر علماء جمع تھے تو آپ نے حضرت صرصری رحمۃ اللہ علیہ کی نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھی۔

(تفسیر روح البیان، سورۃ الفتح، آیت 28,29، ج9، ص56، دارالفکر، بیروت)

شیخ محقق اور میلاد

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1052ھ) فرماتے ہیں "ولازال اھل الاسلام یحتفلون بشھر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم" ترجمہ: اہل اسلام ہمیشہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے مہینے میں میلاد کی محفلیں سجاتے آئے ہیں۔ (ماثبت بالسنۃ، ص274، دار الاشاعت کراچی)

مخالفین کے اکابر اورمیلاد

مہاجر مکی اور میلاد

مخالفین کے پیر ومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں "اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔"

(فیصلہ ہفت مسئلہ، ص5، مطبوعہ قیمی پریس، کانپور)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور میلاد

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں "مکہ مکرمہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کے دن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولود مبارک پر حاضر تھا، جس میں حاضرین نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے تھے اور وہ معجزات بیان کرتے تھے جو آپ کی ولادت باسعادت پر ظاہر ہوئے، یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ انوار میں نے جسم کی آنکھ سے دیکھے یا روح کی آنکھ سے، میں نے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار ملائکہ کی جانب سے ہیں (جو میلاد شریف جیسے) اجتماعات ومجالس پر مقرر ہیں۔"

(فیوض الحرمین، ص27)

شاہ عبد الرحیم اور میلاد

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد شاہ عبدالرحیم دہلوی فرماتے ہیں "کنت اصنع فی ایام المولد طعاماً صلۃ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یفتح لی سنۃ من السنین شیء اصنع بہ طعاماً فلم اجد الا حمصاً مقلیاً فقسمتہ بین الناس فرأیتہ صلی اللہ علیہ وسلم و بین یدیہ ھذا الحمص متجھاً بشاشاً" ترجمہ: میں ہر سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کے موقع پر کھانے کا اہتمام کرتا تھا، لیکن ایک سال کھانے کا انتظام نہ کر سکا، ہاں کچھ بھنے ہوئے چنے لے کر میلاد کی خوشی میں لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بڑی خوشی کی حالت میں تشریف فرما ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہی چنے رکھے ہوئے ہیں۔

(الدرالثمین فی مجموعۃ المسلسلات و ....، الحدیث الثانی والعشرون، ص61، میر محمد کتب خانہ کراچی)

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اور میلاد

شاہ عبدالعزیز دہلوی فرماتے ہیں "ربیع الاول شریف کی برکت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد شریف کی سے ہے، جتنا امت کی طرف سے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درودوں اور طعاموں کا ہدیہ پیش کیا جاتا ہے اتنا ہی امت پر آپ صلی اللہ علیہ

وَسَلَّمَ کی برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔'' (فتاوی عزیزی،ج1،ص163)

صدیق حسن بھوپالی اور میلاد

صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد لکھتا ہے ''عبارت سابقہ سے اظہار فرح میلاد نبوی صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر پایا جاتا ہے، سوجس کو حضرت کے میلاد کا سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کا منکر ہے وہ مسلمان نہیں۔'' (الشمامة العنبريه،ص70)

جانوروں نے ایک دوسرے کو خوشخبری دی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((فَكَانَ مِنْ دَلَالَاتِ حَمْلِ النَّبِيِّ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَنَّ كُلَّ دَابَّةٍ كَانَتْ لِقُرَيْشٍ نَطَقَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَقَالَتْ:حُمِلَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ وَهُوَ أَمَانُ الدُّنْيَا وَسِرَاجُ أَهْلِهَا۔ وَمَرَّتْ وُحُوشُ الْمَشْرِقِ إِلَى وُحُوشِ الْمَغْرِبِ بِالْبُشَارَاتِ ,وَكَذَلِكَ الْبِحَارِ يُبَشِّرُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا به)) ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حمل کی نشانیوں میں سے تھا کہ اس رات قریش کے سب چوپایوں کو قوت گویائی عطا کی گئی اور انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حمل میں آ گئے ،اور رب کعبہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا کے لئے امان اور اس کے اہل کے لئے روشن چراغ ہیں۔

(دلائل النبوة،القول فیمااوتی عیسیٰ کل الخ،ج1،ص610،دارالنفائس،بیروت)

سوائے ابلیس کے

ابن کثیر دمشقی البدایہ والنھایہ میں لکھتے ہیں ''حكى السهيلي عن تفسير بقي بن مخلد الحافظ أن إبليس رن أربع رنات حين لعن، وحين أهبط، **وحين ولد رسول الله** صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وحين أنزلت الفاتحة'' امام سہیلی نے بقی

بن مخلد حافظ کی تفسیر سے روایت کیا کہ شیطان چار مرتبہ چیخ کر رویا جب اس پر لعنت کی گئی، جب اس کو جنت سے نکال کر زمین پر بھیج دیا گیا، **جب نبی کریم** صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ **پیدا ہوئے** اور جب سورۃ فاتحہ نازل ہوئی۔

(البداية والنهاية،فصل فيما وقع من الآيات ليلة مولده عليه الصلاة والسلام،جلد 2،صفحه 326، دار إحياء التراث العربي،بيروت)

نثار تیری چہل پہل پر ہزاروں عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

برکات میلاد مصطفی صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ابولهب کا قصه

حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائیوں میں سے ابولہب بھی تھا، جب نبی کریم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ولادت ہوئی تو ابولہب کی لونڈی نے آکر اسے خوشخبری دی کہ آج تیرے بھائی عبداللہ کے ہاں بچہ کی ولادت ہوئی ہے، اس نے خوش ہوکر اسے انگلی کے اشارے سے کہا: جا تو آزاد ہے۔ یہ سخت کافر تھا جس کی مذمت میں قرآن کی پوری سورت نازل ہوئی ہے، مگر ولادت مصطفیٰ کی اس طرح خوشی منانے کی وجہ سے اس پر یہ کرم ہوا کہ اسے شہادت کی انگلی سے پانی ملتا ہے جسے پی کر اس کی پیاس بجھ جاتی ہے۔ اس واقعہ کے پیش نظر علماء فرماتے ہیں کہ وہ کافر تھا ہم مؤمن ہیں، وہ دشمن تھا ہم ان کے غلام ہیں، اس نے اللہ عزوجل کا رسول سمجھ کر ولادت کی خوشی نہیں کی اور ہم رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ولادت کی خوشی مناتے ہیں تو جب اس پر یہ کرم ہوا کہ عذاب میں تخفیف دی گئی تو ہمیں تو ان شاء اللہ عزوجل اس کی برکت سے دنیا و آخرت کی بھلائیاں نصیب ہوں۔ یہ واقعہ صحیح بخاری میں اس طرح ہے ((فلما مات ابو لهب اریه بعض اهله بشرهیئة قال له ماذا بقیت قال ابو لهب لم الق بعدکم خیرا انی سقیت فی هٰذه بعتاقتی ثـــویبة)) ترجمہ: جب ابولہب مرگیا تو اس کو اس کے بعض گھر والوں نے خواب میں برے حال میں دیکھا، پوچھا: کیا گذری، ابولہب بولا: تم سے جدا ہوکر مجھے کوئی خیر نصیب نہ ہوئی، ہاں مجھے اس کلمہ کی انگلی سے پانی ملتا ہے، کیونکہ میں نے ثویبہ لونڈی کو آزاد کیا تھا۔

(صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب وامهاتکم التی ارضعنکم وما یحرم من الرضاعة، ج 7، ص9، مطبوعه دار طوق النجاه)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ((لَمَّا مَاتَ أَبُو لَهَبٍ رَأَيْتُهُ فِي مَنَامِي بَعْدَ حَوْلٍ فِي شَرِّ حَالٍ فَقَالَ مَا لَقِيتُ بَعْدَكُمْ رَاحَةً إِلَّا أَنَّ الْعَذَابَ يُخَفَّفُ عَنِّي كُلَّ يَوْمِ اثْنَيْنِ قَالَ وَذَلِكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وُلِدَ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَكَانَتْ ثُوَيْبَةُ بَشَّرَتْ أَبَا لَهَبٍ بِمَوْلِدِهِ فَأَعْتَقَهَا)) ترجمہ: جب ابولہب مرگیا تو میں نے اسے ایک سال بعد خواب میں برے حال میں دیکھا تو اس نے کہا مجھے تم سے جدا ہونے کے بعد کوئی راحت نہ ملی سوائے اس کے کہ ہر پیر کو میرے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے، (حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں) اور یہ اس وجہ سے کہ نبی اکرم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پیر کے دن دنیا میں تشریف لائے، ثویبہ نے ابولہب کو نبی کریم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ولادت کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے اسے آزاد کر دیا۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری لابن حجر، ج9، ص145، دار المعرفة، بیروت)

مسلمان خوشی کرے تو

امام قسطلانی شارح بخاری (متوفی 923ھ) مواہب اللدنیہ میں فرماتے ہیں ''قال ابن الجزری: فإذا كان هذا أبو لهب الكافر، الذی نزل القرآن بذمه جوزی فی النار بفرحه لیلة مولد النبی -صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ- به، فما حال المسلم الموحد من أمته -علیہ السلام- الذی یسر بمولده، ویبذل ما تصل إلیه قدرته فی محبته -صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ-، لعمری إنما یکون جزاؤه من الله الكريم أن یدخله بفضله العمیم جنات النعیم'' ترجمہ: امام شمس الدین ابن الجزری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: جب ابولہب جیسا کافر جس کی مذمت میں قرآن کی سورت نازل ہوئی ہے نبی کریم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی میلاد کی رات خوشی کرنے پر اس کے عذاب میں کمی کر دی جاتی ہے تو وہ مسلمان جو آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی امت میں سے ہے وہ

میلاد کی خوشی کرے اور جتنا ممکن ہو حضور کی محبت میں خرچ کرے، تو بخدا اس کی جزاء یہی ہے کہ اللہ اسے اپنے فضل سے جنت میں داخل فرمائے۔

(مواہب اللدنیہ، باب ذکر رضاعه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، ج1، ص89، المکتبة التوفیقیه، القاہرہ مصر)

میلاد والوں کے لیے دلیل

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ''اس واقعہ میں مولود والوں کی بڑی دلیل ہے جو حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی شب ولادت میں خوشیاں مناتے اور مال خرچ کرتے ہیں یعنی ابولہب جو کافر تھا جب حضور کی ولادت کی خوشی اور لونڈی کے دودھ پلانے کی وجہ سے انعام دیا گیا تو اس مسلمان کا کیا صلہ ہوگا جو محبت وخوشی سے بھرا ہوا ہے اور مال خرچ کرتا ہے۔''

(مدارج النبوۃ، فصل رضاعت، ج 2، ص38، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

اللہ تعالیٰ نے اس کا عمل ضائع نہ کیا

حافظ ابن قیم (متوفی 751ھ) نے لکھا ''وَلما ولد النَّبِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بشرت بِهِ ثويبة عَمه أَبَا لَهب وَكَانَ مَوْلَاهَا وَقَالَت قد ولد اللَّيْلَة لعبد الله ابْن فَأَعْتقهَا أَبُو لَهب سُرُورًا بِهِ فَلم يضيع الله ذَلِك لَهُ وسقاه بعد مَوته فِي النقرة الَّتِي فِي أصل إبهامه'' ترجمہ: جب نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ولادت ہوئی تو ثویبہ نے اپنے آقا ابولہب کو خوشخبری سنائی اور کہا کہ رات حضرت عبداللہ کے ہاں بیٹے کی ولادت ہوئی ہے تو ابولہب نے خوش ہو کر اسے آزاد کر دیا پس اللہ تعالیٰ نے (حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ولادت کی خوشی میں کئے گئے) اُس کے اس عمل کو بھی ضائع نہ کیا اور اس کی موت کے بعد جہنم کے گڑھے میں اسے اس کے انگوٹھے سے مشروب

پلایا۔ (تحفة المودود باحکام المولود، ج1، ص28، مکتبه دارالبیان، دمشق)

سارا سال امن وامان

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں ''ومما جرب من خواصه أنه أمان في ذلك العام، وبشرى عاجلة بنيل البغية والمرام، فرحم الله امرآ اتخذ ليالي شهر مولده المبارك أعيادا، ليكون أشد علة على من في قلبه مرض وعناد'' ترجمہ: محفل میلاد کے خواص میں یہ بات مجرب ہے کہ محفل میلاد منعقد کرنا اس سال میں امن وامان کا سبب ہوتا ہے اور ہر مقصود ومراد پانے کے لیے جلدی آنے والی خوشخبری ملتی ہے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس پر رحمت فرمائے جس نے میلاد مبارک کی ہر رات کو عید بنالیا تاکہ یہ عید میلاد سخت مصیبت ہو جائے اس شخص پر جس کے دل میں مرض اور عناد ہے۔

(مواہب اللدنیہ، باب ذکر رضاعه صلی الله علیه وسلم، ج1، ص89,90، المکتبة التوفیقیه، القاہرہ مصر)

شب قدر سے افضل

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''ليلة القدر افضل أو ليلة مولده صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ أجيب: بأن ليلة مولده أفضل من ليلة القدر من وجوه ثلاثة: أحدها: أن ليلة المولد ليلة ظهوره صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وليلة القدر معطاة له، وما شرف بظهور ذات المشرف من أجله أشرف مما شرف بسبب ما أعطيه، ولا نزاع في ذلك، فكانت ليلة المولد -بهذا الاعتبار- أفضل. الثاني: أن ليلة القدر شرفت بنزول الملائكة فيها، وليلة المولد شرفت بظهوره صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فيها. ومن شرفت به ليلة المولد أفضل ممن شرفت بهم ليلة القدر، على الأصح المرتضى، فتكون ليلة المولد أفضل. الثالث: أن ليلة القدر وقع التفضل فيها على أمة محمد -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ-، ولیلة المولد الشریف وقع التفضل فیها علی سائر الموجودات، فهو الذی بعثه الله عز وجل -رحمة للعالمین، فعمت به النعمة علی جمیع الخلائق، فکانت لیلة المولد أعم نفعا، فکانت أفضل ''ترجمہ: کونسی رات افضل ہے لیلۃ القدر یا حضور کی شب ولادت؟ میں نے جواب دیا شب ولادت مصطفیٰ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، شب قدر سے تین وجوہ سے افضل ہے۔ **ایک وجہ** یہ کہ میلاد کی رات آپ کے ظہور کی رات ہے اور شب قدر آپ کو عطا کی گئی اور جو چیز مشرف کی ذات کے ظہور کی وجہ سے شرف یاب ہوئی وہ اس چیز کی بنسبت زیادہ عظمت والی ہے جو مشرف کو عطا کئے جانے کے سبب شرافت والی ہوئی، اور اس میں کوئی اختلاف نہیں، تو اعتبار سے شب ولادت افضل ہوئی، **دوسری وجہ** یہ ہے کہ شب قدر کی عظمت اس وجہ سے ہے کہ اس میں ملائکہ اترتے ہیں اور شب ولادت کی عظمت اس وجہ سے ہے کہ اس میں حضور کا ظہور ہوا اور جس کی بدولت شب ولادت کو شرف ملا ہے وہ ذات اصح اور مختار قول کے مطابق ان سے افضل ہے جن کی نسبت سے شب قدر معظم ہوئی، تو شب ولادت افضل ٹھہری۔ **تیسری وجہ** یہ کہ لیلۃ القدر کی برکت صرف امت محمدیہ کو ملی جبکہ میلاد کی رات کی برکت سے تمام موجودات پر فضل ہوا کہ جس کو اللہ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے اس کے ذریعے سب مخلوق پر عام نعمت ہوئی ہے تو شب ولادت زیادہ نفع مند ہوئی لہذا یہی افضل ہے۔

(مواہب اللدنیہ، باب ذکر رضاعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج1، ص88، المکتبۃ التوفیقیہ، القاہرہ مصر)

سرورِ کائنات صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خوش ہوتے ہیں

میلاد کی خوشی کرنے والوں سے آقائے نامدار صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خوش ہوتے ہیں، انسان العیون میں ہے'' بعض صالحین خواب میں زیارت جمال اقدس سے مشرف ہوئے عرض کی یارسول اللہ! یہ جو لوگ ولادت حضور کی خوشی کرتے ہیں،

فرمایا((مَنْ فَرِحَ بِنَا فَرِحْنَا بِهٖ)) ترجمہ: جو ہماری خوشی کرتا ہے ہم اس سے خوش ہوتے ہیں، صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ (فتاوی رضویہ، ج23، ص754، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی وجہ سے تخفیف

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ ابولہب والا واقعہ قرآن پاک کی ان آیات کے خلاف ہے جن میں ہے کہ کفار کے اعمال انہیں کام نہیں آئیں گے اور ان عذاب میں تخفیف نہیں کی جائے گی۔

جواب: اس کے متعدد جوابات ہیں:

(1) یہ حدیث پاک صحیح بخاری میں ہے اور ائمہ نے اسے رد نہیں کیا بلکہ مقبول رکھا۔

(2) اکابر ائمہ نے اس سے میلاد پر استدلال کیا جیسا کہ ماقبل میں مذکور ہوا۔

(3) واقعی کفار کا کوئی عمل قابلِ قبول نہیں اور نہ ہی ان کے عذاب میں تخفیف کی جائے گی مگر رحمت دوعالم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے خصائص میں ہے کہ آپ کی وجہ سے تخفیف ہوسکتی ہے، جس طرح کہ ابوطالب کا کفر پر خاتمہ ہوا مگر حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہوئی۔ امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس طرح کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں'' یہ روایت صحیح بخاری شریف میں ہے، ائمہ نے اسے مقبول رکھا اور اس میں قرآن عظیم کی اصلاً مخالفت نہیں، قطع نظر اس سے (کہ) یہ اغنا نہ ہو (یعنی اس کے مال اور کسب نے فائدہ نہ دیا بلکہ) اس کا سبب حضور پرنور رحمت عالم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے علاقہ (ہے)۔ حضور کی ولادت کریمہ پر خوشی کہ یہ نہ اس کا مال ہے نہ اس کا کسب وفعل اختیاری (ہے)۔

یہ تو کیا ایسا فائدہ ہے حضور اقدس صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے علاقہ ابو طالب کو ایسا کام آیا کہ سراپا آگ میں غرق تھے۔ حضور انور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے پایاب آگ میں کھینچ لیا کہ اب صرف تلووں میں آگ ہے حالانکہ کفار کے حق میں اصل حکم یہ ہے کہ ﴿لَا یُخَفَّفُ عَنْھُمُ الْعَذَابُ وَلَا ھُمْ یُنْظَرُوْنَ﴾ ترجمہ: نہ ان سے عذاب ہلکا کیا جائے نہ کوئی ان کی مدد کرے۔

(پ2، سورۃ البقرۃ، آیت162)

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ((نعم ھو فی ضحضاح من نار ولو لا انا لکان فی الدرك الاسفل من النار)) ترجمہ: ہاں وہ تھوڑی سی آگ میں ہے، اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوتا۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب شفاعة النبی صلی الله علیه وسلم لابی طالب الخ، ج1، ص115، قدیمی کتب خانه کراچی ☆صحیح البخاری، کتاب الادب باب کنیة المشرك، ج2، ص91، قدیمی کتب خانه کراچی)

ایک روایت میں ہے ((وجدته فی غمرات من النار فاخرجته الیٰ ضحضاح)) ترجمہ: میں نے اس کو جہنم کی گہرائیوں میں پایا تو اس کو تھوڑی سی آگ کی طرف نکال لیا۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب شفاعة النبی صلی الله علیه وسلم لابی طالب الخ، ج1، ص115، قدیمی کتب خانه کراچی)

امام عینی شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں "فان قلت اعمال الکفرة هباء منثور لافائدة فیها، قلت هذ النفع من برکة رسول الله صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ و خصائصه" اگر تو کہے کہ کافروں کے اعمال تو بکھرے ہوئے غبار کے ذروں کی طرح ہوتے ہیں جس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا، تو میں کہوں گا یہ نفع رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی برکت اور آپ کے خصائص سے ہے۔

(عمدة القاری شرح صحیح البخاری، باب قصة ابی طالب، ج17، ص17، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

امام ابن حجر کی فتح الباری شرح بخاری میں ہے "یؤید الخصوصیة انه بعد ان امتنع شفع لاحتی خفف عنه العذاب بالنسبة لغیره" ترجمہ: اس خصوصیت کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ ایمان لانے سے انکار کے بعد بھی آپ نے اس کیلئے شفاعت کی یہاں تک کہ اس کے عذاب میں دوسروں کی بہ نسبت تخفیف کردی گئی۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج10، ص123، کتاب التفسیر، سورة القصص، مصطفی البابی، مصر)

اسی طرح مجمع بحار الانوار وغیرہ میں ہے، ان سب کا حاصل یہ ہے کہ یہ نفع کافر کے عمل سے نہ ہوا بلکہ حضور رحمۃ اللعالمین کی برکت سے، اور یہ خصائص عُلیہ حضور اکرم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے ہے۔

(فتاوی رضویه، ج30، ص125تا127، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ابولہب والی حدیث پر طویل تقریر اور مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد آخر میں فرماتے ہیں "قُلْتُ وَتَتِمَّةُ ھَذَا اَنْ یَقَعَ التَّفَضُّلُ الْمَذْکُوْرُ اِکْرَامًا لِمَنْ وَقَعَ مِنَ الْکَافِرِ الْبِرُّ لَهُ وَنَحْوُ ذَلِكَ" ترجمہ: میں کہتا ہوں: اس تقریر کا تتمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فضل مذکور (ابولہب پر عذاب کی تخفیف) اس ذات اقدس (صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کے اکرام میں کیا ہے جس کی خاطر اس کافر (ابولہب) سے یہ نیکی صادر ہوئی ہے۔

(فتح الباری، باب من قال لارضاع بعد الحولین، ج9، ص146، دارالمعرفه، بیروت)

افعالِ میلاد پر دلائل

سوال: میلاد شریف میں مسلمان کون سے اعمال کرتے ہیں؟

جواب: میلاد شریف کے بابرکت موقع پر مسلمان ذکر مصطفیٰ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محافل سجاتے ہیں، نعت خوانی کرتے ہیں، محافل کے آخر میں کوئی چیز کھانے وغیرہ کی پیش کی جاتی ہے، جلوس نکالتے ہیں، چراغاں کرتے ہیں، جھنڈے لگاتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں اور صدقہ وخیرات کرتے ہیں۔

سوال: ان افعال پر کیا دلائل ہیں؟

جواب: سب افعال کی ایک ہی دلیل کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فضل اور رحمت حاصل ہونے پر خوشی منانے کا حکم فرمایا، ارشاد فرماتا ہے ﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوا ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں، وہ ان کے سب دھن ودولت سے بہتر ہے۔ (پ11، سورۂ یونس، آیت58)

نبی رحمت صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم یقیناً رحمت بلکہ رحمۃ للعالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔ (پ17، سورۃ الانبیاء، آیت107)

تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی آمد اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔ سورۂ احزاب میں اللہ تعالیٰ حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی صفات مبارکہ شاھد، مبشر، نذیر، داعی باذن اللہ اور سراجِ منیر بیان کرکے فرماتا ہے ﴿وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَضْلًا کَبِیْرًا﴾ ترجمۂ کنزالایمان: ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لیے اللہ کا بڑا فضل ہے۔ (پ22، سورۃ الاحزاب، آیت47)

اللہ تعالیٰ نے ﴿فَلْیَفْرَحُوا﴾ فرما کر مطلق حکم دیا کہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت وفضل ملنے پر خوشیاں مناؤ، کسی مخصوص طریقے کے ساتھ مقید نہ فرمایا کہ فلاں طریقے سے خوشی مناؤ، فلاں طریقے سے خوشی نہ مناؤ، بلکہ مطلق فرما کر اجازت دے دی کہ رب عزوجل کی طرف سے رحمت وفضل ملنے پر ہر جائز طریقے سے خوشی منا سکتے ہو اور صرف اجازت نہیں دی بلکہ حکم فرمایا کہ خوشیاں مناؤ۔

جلوس نکالنے کا ثبوت:

صحیح مسلم میں ہے کہ جب نبی کریم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہجرت کرکے مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو مدینہ منورہ میں جو مسلمان موجود تھے، ان کا حال یہ تھا ((فصعد الرجال والنساء فوق البیوت وتفرق الغلمان والخدم فی الطرق ینادون یا محمد یا رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ)) ترجمہ: مرد اور عورتیں چھتوں پر چڑھ گئے، بچے اور غلام راستوں میں پھیل گئے اور اس طرح پکارتے تھے یا محمد یا رسول اللہ، یا محمد یا رسول اللہ۔ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔

(صحیح مسلم، باب فی حدیث الھجرۃ، ج4، ص2310، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

اس حدیث پاک سے پتا چلا کہ خوشی کے موقعہ پر جلوس نکالنا صحابہ کرام علیہم الرضوان کا طریقہ ہے۔

جھنڈے لہرانے کا ثبوت:

نبی مکرم نور مجسم شاہ بنی آدم رسول محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدۂ محترمہ سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ((رَأَیْتُ ثَلَاثَۃَ أَعْلَامٍ مضروبات علما فِی الْمشرق وعلما فِی الْمغرب وعلما علی ظھر الْکَعْبَۃ۔۔۔فولدت مُحَمَّدًا صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم)) ترجمہ: میں نے دیکھا کہ تین جھنڈے نصب کئے گئے۔ ایک مشرق میں

دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبے کی چھت پر تو حضورانور صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ولادت ہوگئی۔

(خصائص کبری ،ج1،ص 82،دارالکتب العلمیہ،بیروت☆مواہب اللدنیہ،آیات ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم،ج 1،ص76,77،المکتبۃ التوفیقیہ،القاہرہ☆دلائل النبوۃ،القول فیمااوتی عیسیٰ کل الخ،ج1،ص610،دارالنفائس،بیروت)

روح الامین نے گاڑا کعبے کی چھت پہ جھنڈا تاعرش اڑا پھریرا، صبح شبِ ولادت

رحمت عالم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے جب سوے مدینہ ہجرت فرمائی اور مدینہ پاک کے قریب **''موضع غمیم''** میں پہنچے تو بریدہ اسلمی ،قبیلۂ بنی سہم کے ستر سوار لے کر سرکار نامدار صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو معاذ اللہ گرفتار کرنے آئے ،مگر سرکار عالی وقار صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی نگاہ فیض اثر سے خود ہی محبتِ شاہ ابرار صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ میں گرفتار ہو کر پورے قافلے سمیت مشرف باسلام ہوگئے اب عرض کی ،یارسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مدینۂ منورہ میں آپ کا داخلہ پرچم کے ساتھ ہونا چاہئے ۔چنانچہ اپنا عمامہ اتار کر نیزے پر باندھ لیا اور سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے آگے آگے روانہ ہوئے ۔چنانچہ علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ) فرماتے ہیں:((وقد روی ابن الجوزی فی شرف المصطفی من طریق البیہقی موصولا إلی بریدۃ قال:کان النبی صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لا یتطیر، وکان یتفاء ل، وکانت قریش جعلت مائۃ من الإبل لمن یأخذ نبی اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فیردہ إلیہم حین توجہ إلی المدینۃ، فرکب بریدۃ فی سبعین راکبا من أہل بیتہ من بنی سہم، فلقی نبی اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فقال نبی اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :من أنت؟ قال :أنا بریدۃ، فالتفت النبی صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إلی أبی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فقال :یا أبا بکر، برد أمرنا وصلح، ثم قال صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:ممن أنت؟ قال:من أسلم، فقال رسول

اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لأبی بکر:سلمنا، ثم قال :ممن؟قال:من بنی سہم، قال:خرج سہمک، فقال بریدۃ للنبی صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:من أنت؟ قال:أنا محمد بن عبد اللہ رسول اللہ، فقال بریدۃ :أشہد ألاإلہ إلا اللہ، وأشہد أن محمدا عبدہ ورسولہ، فأسلم بریدۃ وأسلم من کان معہ جمیعا، فلما أصبح قال بریدۃ للنبی صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:لا تدخل المدینۃ إلا ومعک لواء، فحل عمامتہ ثم شدّھا فی رمح ثم مشی بین یدیہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)) ترجمہ: علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے شرف المصطفی میں امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے طریق سے بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ تک موصولاً روایت کیا ،فرماتے ہیں:رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بدشگونی نہیں لیا کرتے تھے اور اچھی فال لیتے تھے اور جب رسول مکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مدینۃ المنورہ کی جانب ہجرت کررہے تھے تو قریش نے مقرر کیا کہ جو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو گرفتار کر کے ان کے حوالے کرے اسے سو اونٹ دیئے جائیں گے تو بریدہ اسلمی اپنے قبیلہ بنی سہم کے ستر (70) سوار لے کر حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو گرفتار کرنے کے ارادہ سے آئے پس جب رسول کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ملے تو آپ نے فرمایا:تم کون ہو؟ کہا: میں بریدہ ہوں تو نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف التفات فرمایا اور فرمایا اے ابوبکر ہمارا معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا اور صلح والا ہوگیا، پھر فرمایا؟ تم کس قبیلہ سے ہو؟ کہا: اسلم سے ،تو اللہ کے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر سے فرمایا: ہم محفوظ رہے، پھر فرمایا:تم کس کی اولاد سے ہو، کہا: بنوسہم سے ،فرمایا تمہارا تیر نکل گیا، پھر بریدہ نے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سوال کیا: آپ کون ہیں؟ فرمایا میں محمد بن عبداللہ، اللہ تعالی کا رسول ہوں تو بریدہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں، پس حضرت بریدہ اور آپ کے ساتھ جتنے لوگ تھے سب مسلمان ہو گئے، پھر جب صبح ہوئی تو حضرت بریدہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: آپ مدینہ طیبہ میں اس حال میں داخل ہوں گے کہ آپ کے ساتھ ایک جھنڈا بھی ہو تو انہوں نے اپنا عمامہ اتارا اور اسے نیزے پہ باندھ لیا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے آگے چلنے لگے۔

(وفاء الوفا، باب خروج ابی بریدہ لاستقبال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، ج1، ص190، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

چراغاں کرنے کا ثبوت:

حضرت ابوالعاص کی والدہ بیان کرتی ہیں: ((شَهِدْتُ آمِنَةَ لَمَّا وَلَدَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا ضَرَبَهَا الْمَخَاضُ نَظَرْتُ إِلَى النُّجُومِ تَدَلَّى، حَتَّى إِنِّي أَقُولُ لَتَقَعَنَّ عَلَيَّ، فَلَمَّا وَلَدَتْ خَرَجَ مِنْهَا نُورٌ أَضَاءَ لَهُ الْبَيْتُ الَّذِي نَحْنُ فِيهِ وَالدَّارُ، فَمَا شَيْءٌ أَنْظُرُ إِلَيْهِ، إِلَّا نُورٌ)) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ولادت کے موقع پر میں سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا موجود تھی، جب آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ولادت قریب ہوئی تو ستارے اتنے قریب ہو گئے کہ میں نے کہا کہ ستارے مجھ پر گر جائیں گے، جب آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ولادت ہوئی تو ایسا نور نکلا جس نے ہمارے کمرے اور گھر کو بھر دیا، پس میں جس چیز کی طرف بھی دیکھتی نور ہی نظر آتا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ج1، ص147، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ)

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 923ھ) نے ایک روایت نقل کی، فرماتے ہیں: ((وأخرج أبو نعيم عن عطاء بن يسار عن أم سلمة عن آمنة: قالت: لقد رأيت ليلة وضعته نورا أضاءت له قصور الشام حتى رأيتها)) ترجمہ: حافظ ابونعیم نے عطا بن یسار کے واسطے سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا، انہوں نے

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا، وہ فرماتی ہیں: رات میں نے دیکھا کہ میں نے ایک نور جنا ہے جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے یہاں تک کہ میں نے انہیں دیکھ لیا۔

(مواہب اللدنہ، ج1، ص78، المکتبۃ التوفیقیہ، القاہرہ)

معراج کی رات جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرۃ المنتہی پر پہنچے تو آپ کی آمد پر آپ کے اعزاز واکرام کے اظہار کے لئے اس مبارک درخت کو سونے کے جگمگاتے ٹکڑوں سے سجایا گیا تھا۔ چنانچہ صحیح مسلم اور سنن نسائی شریف میں فرمانِ باری ﴿إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى﴾ ترجمہ کنزالایمان: جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔

(پارہ 27، سورۃ النجم، آیت16)

کی تفسیر میں مذکور ہے ((فَرَاشٌ مِنْ ذَهَبٍ)) یعنی اس وقت سدرۃ المنتہی پر سونے کے جگمگ جگمگ کرتے ٹکڑے چھا رہے تھے۔

(صحیح مسلم، باب فی ذکر سدرۃ المنتہی، ج1، ص157، داراحیاء التراث العربی، بیروت☆سنن نسائی، فرض الصلوۃ وذکر اختلاف الناقلین، ج1، ص223، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب)

نعت خوانی کا ثبوت:

رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نعت خوانی کے ذریعہ کفار کے اعتراضات کا جواب دینے کا حکم فرماتے اور ان کے لیے دعا فرمایا کرتے، صحیح بخاری میں ہے، رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فرماتے: ((يَا حَسَّانُ، أَجِبْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اللَّهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ)) ترجمہ: اے حسان! اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی طرف سے جواب دو، اے اللہ روح القدس کے ذریعہ حسان کی مدد فرما۔

(صحیح بخاری، باب الشعر فی المسجد، ج1، ص98، دارطوق النجاۃ☆صحیح مسلم، باب فضائل حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، ج4، ص1932، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مسجد میں حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے منبر رکھوا دیتے اور وہ منبر پر کھڑے ہوکر حضور کے اوصاف بیان کرتے، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:((کَانَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَضَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِی الْمَسْجِدِ یَقُومُ عَلَیْہِ قَائِمًا یُفَاخِرُ عَنْ رَسُولِ اللہِ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں منبر رکھوا دیتے، وہ منبر پر کھڑے ہوکر رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے مفاخر بیان کرتے (یعنی نعت خوانی کرتے)۔

(جامع الترمذی، باب ماجاء فی انشاد الشعر، ج4، ص435، دارالغرب الاسلامی، بیروت)

شہاب الدین محمد بن احمد الابشیہی (متوفی 852ھ) نے کہتے ہیں "صحابی رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی مدح اس طرح کی:

فَأَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنٌ   وَأَکْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّءً امِنْ کُلِّ عَیْبٍ   کَأَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

ترجمہ: آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے دیکھا نہیں، آپ سے زیادہ جمیل (خوبصورت) کسی ماں نے جنا ہی نہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا ہے گویا جیسے آپ نے چاہا ویسے ہی آپ کو پیدا کیا گیا۔

(المستطرف فی فن مستطرف، ماقیل فی الشعر، ج1، ص263، عالم الکتب، بیروت☆مختارات من اجل الشعر فی مدح الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، باب محمد الانسان الکبیر، ج1، ص10، دارالمعرفہ، دمشق☆سلک الدرر فی اعیان القرن، ج2، ص191، دارالبشائر الاسلامیہ، دارابن حزم)

حضرت سیدنا کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے سامنے نعتیہ اشعار پڑھے، جن میں ایک شعر اس طرح تھا:

اِنَّ الرَّسُولَ لَنُورٌ یُسْتَضَاءُ بِہِ   مُھَنَّدٌ مِنْ سُیُوفِ اللہِ مَسْلُول

ترجمہ: بے شک یہ رسول صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نور ہیں، جن سے روشنی اخذ کی جاتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کی شمشیروں میں سے برہنہ شمشیر ہیں۔

یہ شعر سن کر آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بہت خوش ہوئے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، کعب بن زہیر، ج19، ص178، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ☆المستدرک للحاکم، ذکر کعب، ج3، ص670، دارالکتب العلمیہ، بیروت☆السنن الکبری للبیہقی، باب من شبب فلم یسم احداً، ج10، ص412، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لکھی ہوئی نعت پڑھی جس کا ایک شعر اس طرح ہے:

أَرَانَا الْھُدَی بَعْدَ الْعَمَی فَقُلُوبُنَا

بِہِ مُوقِنَاتٌ أَنَّ مَا قَالَ وَاقِعُ

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جہالت کے بعد راہ ہدایت دکھائی، اور جو انہوں نے فرمایا ہے ہمارے دل یقین رکھتے ہیں کہ وہ ہوکر رہے گا۔

(صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب فضل من تعار من اللیل فصلی، ج2، ص54، دارطوق النجاۃ)

محافل سجانے کا ثبوت:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں ((ان رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خرج علی حلقۃ یعنی من اصحابہ)) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک محفل میں تشریف لائے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ارشاد فرمایا: ((ماأجلسکم)) ترجمہ: کس چیز نے تمہیں یہاں بیٹھایا ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا:((جلسنا ندعوالله ونحمده علی ماهدانا لدينه ومن علينابك)) ہم یہاں اس لیے بیٹھے ہیں،(یہ محفل سجانے کا مقصد یہ ہے) کہ ہمیں جواللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی دولت عطافرمائی ہے اور آپ کو بھیج کر ہم پر احسان فرمایا اس پر اس کا ذکر کریں اور اس کا شکرادا کریں۔

نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:((آللہ مااجلسکم الاذلك)) اللہ کی قسم !تم صرف اسی لیے بیٹھے ہو؟

عرض کی:((آللہ مااجلسنا الا ذلك)) ترجمہ:اللہ کی قسم ہم صرف اسی لیے بیٹھے ہیں کہ دین اسلام کی دولت اور آپ کی آمد کی نعمت عظمیٰ پر اللہ کا شکرادا کریں۔

ارشادفرمایا:((اما انی لم استحلفکم تھمة لکم وانما اتانی جبرائیل علیہ السلام فاخبرنی ان اللہ عزوجل یباھی بکم الملائکة)) ترجمہ:اے میرے صحابہ!میں تم سے قسم اس لیے نہیں لے رہا کہ مجھے تم پر شک ہے بلکہ (معاملہ یہ ہے کہ) میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور مجھے خبر دی کہ تمہارے اس عمل پر اللہ تعالیٰ فرشتوں پر فخر فرمارہا ہے۔

(سنن نسائی، کیف یستحلف الحاکم،ج8،ص249،مکتب المطبوعات الاسلامیہ،حلب)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ کچھ صحابہ کرام علیہم الرضوان بیٹھ کر مختلف انبیاء علیہم السلام کے درجات وکمالات کا تذکرہ کررہے تھے۔ایک نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ تھے،دوسرے نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کیا اور کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے کلیم تھے،تیسرے نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا کہ وہ کلمۃ اللہ اور روح اللہ تھے،ایک نے حضرت آدم علیہ السلام کو صفی اللہ کہا۔

اتنے میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا جو کچھ تم نے کہا، میں نے سن لیا اور یہ تمام حق ہے اور میرے بارے میں سن لو:((الا وانا حبیب

الله ولا فخر)) میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور اس پر فخر نہیں۔

(جامع ترمذی،ابواب المناقب عن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم،ص827،دارالکتب العلمیه، بیروت☆مشکوۃ المصابیح،باب فضائل سید المرسلین،ص513،قدیمی کتب خانہ،کراچی)

محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 597ھ) فرماتے ہیں''لازال اهل الحرمين الشريفين والمصر واليمن والشام وسائر بلاد العرب من المشرق والمغرب يحتفلون بمجلس مولد النبي صلى الله عليه وسلم ويفرحون بقدوم هلال شهر ربيع الاول ويهتمون اهتماماً بليغاً على السماع والقرأة لمولد النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وينالون بذلك اجراً جزيلاً وفوزاً عظيماً'' ترجمہ:اہل مکہ،اہل مدینہ،اہل مصر،اہل یمن وشام اور مشرق ومغرب میں تمام بلادعرب ہمیشہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد کی محافل کا انعقاد کرتے چلے آئے ہیں،اور ربیع الاول کا چاند نظر آنے پر خوشیاں مناتے ہیں،اور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف پڑھنے اور سننے کا بہت زیادہ اہتمام کرتے اور اس کے ذریعے عظیم اجراور بڑی کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ (المیلاد النبوی،ص58)

روزہ رکھنے کاثبوت:

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر پیر کو روزہ رکھا کرتے تھے،حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس دن روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا تو جواباً ارشادفرمایا((ذاك يوم ولدت فيه ويوم بعثت او انزل علی فيه)) ترجمہ:یہ دن میری ولادت کا دن ہے،اسی دن میں مبعوث کیا گیا اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل کیا گیا۔

(صحیح مسلم،کتاب الصیام،ج2،ص819،دار احیاء التراث العربی،بیروت)

کھانا وغیرہ کھلانے کاثبوت:

حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں((فی کل ذات کبد

رطبة اجر)) ترجمہ: ہر گرم جگر میں ثواب ہے، یعنی زندہ کو کھانا کھلائے گا، پانی پلائے گا ثواب پائے گا۔

(سنن ابن ماجه،ص270،باب فضل صدقه الماء ،ج،ص،ایچ ایم سعید کمپنی ،کراچی)

بدعت کہنے کا جواب

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ میلاد شریف موجودہ ہیئت کے ساتھ قرون ثلثہ (دورِ نبوی، دورِ صحابہ، دورِ تابعین) میں نہ تھا، لہذا بدعت وممنوع ہے۔

جواب: اس طرح کہنا کئی وجوہ سے باطل ہے:

اولاً تو اس لیے کہ میلاد کی اصل قرآن وحدیث اور افعالِ صحابہ سے ثابت ہے، جیسا کہ اس کے کثیر دلائل ماقبل میں مذکور ہیں۔

ثانیاً قرون وزمانہ کو حاکم بنانا (فلاں زمانے میں تھا تو جائز اور فلاں زمانے میں نہ تھا تو ناجائز) جہالت اور اپنی طرف سے شریعت گھڑنا ہے، ہمیں تو صاحبِ شریعت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اصول دیا کہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے حلال کی وہ حلال اور جو حرام فرمائی وہ حرام اور جس کے بارے میں سکوت کیا وہ بھی کر سکتے ہیں، ترمذی وابن ماجہ وحاکم نے سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((اَلْحَلَالُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ)) ترجمہ: حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام بتایا اور جس سے سکوت فرمایا وہ معاف ہے یعنی اس پہ کچھ مواخذہ نہیں۔

(جامع الترمذي ابواب اللباس، باب ماجاء في لبس الفراء ،ج3،ص272،دارالغرب الاسلامي، بيروت☆سنن ابن ماجه،باب اكل الجبن والسمن،ج2،ص1117،داراحياء الكتب العربيه، بيروت☆المستدرك للحاكم، كتاب الاطعمه،ج4،ص129،دارالكتب العلميه،بيروت)

ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((إِنَّ اللّٰهَ عزوجل فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَيِّعُوهَا وَحَرَّمَ حُرُمَاتٍ فَلَا تَنْتَهِكُوهَا، وَحَدَّ حُدُودًا فَلَا تَعْتَدُوهَا، وَسَكَتَ عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ غَيْرِ نِسْيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوا عَنْهَا)) ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے کچھ باتیں فرض کیں انہیں ہاتھ سے نہ جانے دو اور کچھ حرام فرمائیں اُن کی حرمت نہ توڑو اور کچھ حدیں باندھیں اُن سے آگے نہ بڑھو اور کچھ چیزوں سے بے بھولے سکوت فرمایا اُن میں کاوش نہ کرو۔

(سنن دارقطنی، کتاب الرضاع،ج5،ص325،موسسة الرسالة،بيروت)

ثالثاً ہر نئے کام کو بدعتِ سیئہ (بری بدعت) کہنا بھی جہالت ہے، ہمیں تو صاحبِ شریعت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا: ((مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً، فَلَهُ أَجْرُهَا، وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ)) ترجمہ: جس نے اچھا طریقہ ایجاد کیا تو اس کو اپنے ایجاد کرنے کا ثواب بھی ملے گا اور جو اس طریقے پر عمل کریں گے ان کا اجر بھی اسے ملے گا۔

(صحیح مسلم، کتاب العلم،باب من سنّ سنة حسنةالخ،ج2،ص341،قدیمی کتب خانه، کراچی)

رابعاً بدعت کو بدعتِ سیئہ میں منحصر کرنا بھی شریعت پر افتراء ہے، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تراویح کی (جماعت) کے متعلق فرماتے ہیں ((نعم البدعة هذه)) ترجمہ: یہ اچھی بدعت ہے۔

(صحیح بخاری،باب فضل من قام رمضان،ج3،ص45،مطبوعه دارطوق النجاة)

ثابت ہوا کہ ہر نیا کام اگر موافق اصول شرعی کے ہے تو وہ بدعت حسنہ ہے اور حدیث پاک ((من سن سنة حسنة)) کے عموم میں داخل ہو کر محمود ومقبول ہوگا اور اگر مخالف اصول شرعی ہو تو مذموم اور مردود ہوگا۔ شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 852ھ) ارشاد فرماتے ہیں" البدعة هو فعل ما لم يسبق

إليه فما وافق السنة فحسن وما خالف فضلالة وهو المراد حيث وقع ذم البدعة وما لم يوافق ولم يخالف فعلى أصل الإباحة ''ترجمہ: **بدعت ایسے کام کو کہتے ہیں کہ جو پہلے نہ ہوا ہو پس نیا کام سنت کے موافق ہو وہ اچھا اور جو سنت کے خلاف ہو وہ گمراہی ہے۔ جہاں کہیں بدعت کی مذمت ہوگی اس سے مراد وہ بدعت ہوگی جو سنت کے مخالف ہے۔ جو سنت کے مخالف نہیں، وہ مباح ہے۔**

(فتح الباری شرح صحیح بخاری، مقدمۃ الفتح ، جلد01، صفحہ84، دارالمعرفۃ ، بیروت)

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ **(متوفی 544ھ) نے فرمایا**'' مااحدث بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فهو بدعة والبدعة فعل مالاسبق اليه فماوافق اصلامن السنةويقاس عليهافهومحمودوماخالف اصول السنن فهوضلالة ومنه قوله عليه الصلوة والسلام كل بدعة ضلالة ''ترجمہ: **نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو نیا کام نکالا گیا وہ بدعت ہے اور بدعت وہ فعل ہے جس کا پہلے وجود نہ ہو، جس کی اصل سنت کے موافق اور اس پر قیاس کی گئی ہو وہ محمود ہے اور جو اصول سنن کے خلاف ہو وہ ضلالہ، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول مبارک ''ہر بدعت گمراہی ہے'' اسی قبیل سے ہے۔**

اور سیرت شامی میں ہے''تعرض البدعة على القواعد الشريعة فاذا دخلت فى الايجاب فهى واجبة اوفى قواعد التحريم فهى محرمة اوالمندوب فهى مندوبة اوالمكروه فهى مكروهة اوالمباح فهى مباحة ''ترجمہ: **بدعت کو قواعد شرعیہ پر پیش کیا جائے گا پس اگر وجوب کے قاعدہ میں داخل ہو تو واجب، یا اگر حرام کے تحت ہو تو حرام، یا مستحب کے تحت ہو تو مستحب، یا مکروہ کے تحت ہو تو مکروہ، یا وہ مباح کے قاعدہ کے تحت ہو تو مباح ہوگی۔**

(الحاوی للفتاویٰ، ج1، ص192، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ **(متوفی 855ھ) شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں** ''ان كانت ممايندرج تحت مستحسن فى الشرع فهى بدعة حسنة وان كانت ممايندرج تحت مستقبح فى الشرع فهى بدعة مستقبحة '' ترجمہ: **اگر وہ بدعت شریعت کے پسندیدہ امور میں داخل ہے تو وہ بدعت حسنہ ہوگی، اور اگر وہ شریعت کے ناپسندیدہ امور میں داخل ہے تو وہ بدعت قبیحہ ہوگی۔**

(عمدة القاری شرح صحیح البخاری، کتاب التراویح، باب فضل من قام رمضان، ج11، ص126، بیروت)

کیمیائے سعادت میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ **(متوفی 505ھ) ارشاد فرماتے ہیں**''ایں ہمہ گرچہ بدعت ست وازصحابہ وتابعین نقل نہ کردہ اندلیکن نہ ہرچہ بدعت بودنہ شاید کہ بسیاری بدعت نیکوباشد پس بدعت مذموم آں بود کہ برمخالفت سنّت بود ''ترجمہ: **یہ سب امور اگرچہ نوپید ہیں اور صحابہ وتابعین** رضی اللہ تعالیٰ عنہم **سے منقول نہیں ہیں، مگر ایسا بھی نہیں کہ ہر نئی بات ناجائز وبدعت ہو کیونکہ بہت ساری نئی باتیں اچھی ہیں۔ چنانچہ مذموم بدعت وہ ہوگی جو سنت رسول کے مخالف ہو۔**

(کیمیائے سعادت، رکن دوم، اصل ہشتم، باب دوم، صفحہ388، انتشارات گنجینہ، ایران)

شارح مسلم شریف علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ **(متوفی 676ھ) بدعت کی تعریف اور اس کی اقسام کے متعلق فرماتے ہیں**''قال أهل اللغة هى كل شيء عمل على غير مثال سابق قال العلماء البدعة خمسة أقسام واجبة ، ومندوبة ومحرمة ، ومكروهة ، ومباحة ''ترجمہ: **اہل لغت نے فرمایا ہر وہ عمل جس کی مثال پہلے نہ ہو وہ بدعت ہے۔ علماء نے ارشاد فرمایا بدعت کی پانچ اقسام**

ہیں: واجب، مستحب، حرام، مکروہ اور مباح۔

(شرح الصحیح المسلم للنووی، کتاب الصلوٰۃ ، تخفیف الصلوٰۃ و الخطبۃ، جلد 6، صفحہ 154، دار إحیاء التراث العربی ،بیروت)

امام جلال الدین سیوطی، امام بیہقی، ملا علی قاری رحمہم اللہ اور غیر مقلدوں کے پیشوا شوکانی نے حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں ''المحدثات من الامور ضربان احدھما احدث مما یخالف کتاباً او سنّۃً او اثراً او اجماعاً فھذہ البدعۃ ضالۃ والثانی ما احدث من الخیر ولا خلاف فیہ لواحد من ھذہ وھی غیر مذمومۃ ''ترجمہ: نو پید باتیں دو قسم کی ہیں، ایک وہ کہ قرآن، حدیث، آثار یا اجماع کے خلاف نکالی جائیں یہ تو بدعت وگمراہی ہیں۔ دوسری وہ جو بھلائی کے کاموں سے نکالی جائے اور اس میں ان (مذکورہ) چیزوں کا خلاف نہ ہو تو وہ بری نہیں۔

(القول المفید فی أدلۃ الاجتہاد والتقلید، جلد1، صفحہ79، دار القلم ،الکویت)

مشہور غیر مقلد عالم وحید الزمان بدعت کی اقسام کے بارے میں لکھتا ہے

''اما البدعۃ اللغویہ فھی تنقسم الی مباحۃ ومکروھۃ و حسنۃ و سئیۃ ''

ترجمہ: بہر حال باعتبار لغت کے بدعت کی حسب ذیل اقسام ہیں بدعت مباح، بدعت مکروہ، بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ۔ (ہدیتہ المہدی ،صفحہ117، میور پریس ،دہلی)

ان عبارات سے ثابت ہوا کہ بدمذہبوں کا بدعت کو صرف بدعت سیئہ (بری بدعت) میں منحصر جاننا اور اس کی کیفیت کی طرف نظر نہ کرنا باطل ہے بلکہ بعض بدعت بدعت حسنہ ہے اور بعض بدعت واجبہ ہے جس کلیہ کے تحت داخل ہو ویسا ہی حکم ہوگا، اور یہ کتاب کے شروع میں گزر چکا کہ ذکر ولادت شریف ﴿وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔(پ30، سورۃ الضحی، آیت11)

کے تحت داخل ہے تو قطعاً مندوب ومشروع ہوا۔

علامہ ابن حجر نے فتح المبین میں لکھا ہے ''والحاصل ان البدعۃ الحسنۃ متفق علی ندبھا وعلی المولد واجتماع الناس کذٰلک ''ترجمہ: یعنی بدعت حسنہ کے مندوب ہونے پر اتفاق ہے اور عمل مولد شریف اور اس کے لئے لوگوں کا جمع ہونا اسی قبیل سے ہے۔

(انسان العیون بحوالہ ابن حجر، باب تسمیۃ صلی اللہ علیہ وسلم محمداواحمدا، ج1، ص84، المکتبۃ الاسلامیہ ،بیروت)

لیجئے اس میں مجمع کی تصریح بھی موجود ہے، اور مسلم الثبوت میں ہے ''شاع وزاع احتجاجھم سلفاً وخلفاً بالعمومات من غیر نکیر ''ترجمہ: شرع کے عموم کو حجت ماننا اسلاف واخلاف میں بلا انکار مشہور ومعروف ہے۔

(مسلم الثبوت ،الفصل الخامس، مسئلہ للعموم صیغ ،ص73، مطبع الانصاری، دہلی)

اور یہ بھی اسی میں ہے ''والعمل بالمطلق یقتضی الاطلاق ''

ترجمہ: مطلق پر عمل میں اطلاق کا لحاظ ہوتا ہے۔

(مسلم الثبوت، فصل المطلق مادلّ علی فردمنتشر ،ص119، مطبع الانصاری ،دہلی)

تحریر الاصول لعلامہ ابن الہمام اور اس کی شرح میں ہے ''العمل بہ ان یجری فی کل ماصدق علیہ المطلق ''ترجمہ: اس پر عمل یوں کہ جس پر مطلق صادق آتا ہے اس میں حکم جاری ہوگا۔

(التقریر والتحریر، مسئلۃ الاکثر ان منتھی التخصیص جمع یزید علیٰ نصفہ الخ، ج1، ص366,367، دارالفکر، بیروت)

سوال: میلاد شریف کا انکار کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ''میلاد مبارک وقیام کے آج کل منکر وہابیہ ہیں اور وہابیہ گمراہ بے دین۔ میلاد شریف قرآن عظیم کی متعدد

آیات کریمہ اور حدیث صحیح سے ثابت ہے۔"

(فتاوی رضویہ،ج23،ص744،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

تاریخِ ولادت

سوال: نبی اکرم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کس تاریخ کو اس دنیا میں تشریف لائے؟

جواب: رسول اکرم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ولادت باسعادت 12 ربیع الاول شریف کو ہوئی۔ حافظ ابن کثیر دمشقی (متوفی 774ھ) نے امام اجل ابن ابی شیبہ (متوفی 235ھ) کے حوالے سے ایک حدیث پاک نقل کی ((عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُمَا قَالَا :وُلِدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم عَامَ الْفِيلِ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ الثَّانِي عَشَرَ مِنْ شَهْرِ ربيع الأول)) ترجمہ: حضرت جابر و ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، آپ دونوں فرماتے ہیں: رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ولادت باسعادت عام الفیل میں پیر کے روز بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔

(السیرۃ النبویۃ لابن کثیر،باب مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،ج 1،ص199،دارالمعرفۃ للنشر والتوزیع ،بیروت☆البدایۃ والنہایۃ،باب مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،ج 2، ص320،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1122ھ) فرماتے ہیں"المشہور انہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم ولد یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول وھو قول محمد بن اسحاق امام المغازی وغیرہ "ترجمہ: مشہور یہ ہے کہ حضور انور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم بارہ ربیع الاول بروز پیر کو پیدا ہوئے، امام المغازی محمد بن اسحاق وغیرہ کا یہی قول ہے۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ ،ج1،ص132،دارالمعرفۃ، بیروت)

شرح الہمزیہ میں ہے"ھو المشہور وعلیہ العمل "ترجمہ: یہی مشہور ہے اور اسی پر عمل ہے۔ (الفتوحات الاحمدیۃ بالمنح المحمدیۃ شرح الہمزیۃ،ص10،جمالیہ ،قاہرہ)

اس کے علاوہ درج ذیل کتب میں بھی یہی لکھا ہے کہ آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی

ولادت 12 ربیع الاول کو ہوئی:

(1) سیرت حلبیہ
(2) ماثبت بالسنۃ
(3) مدارج النبوۃ
(4) المستدرک
(5) نسیم الریاض
(6) حجۃ اللہ علی العلمین
(7) المورد الروی
(8) تاریخ ابن جریر
(9) سبل الھدی والرشاد
(10) الوفاء
(11) بیان میلاد نبی
(12) المولد العروس
(13) عیون الاثر
(14) تاریخ ابن خلدون
(15) فقہ السیرۃ
(16) اعلام النبوۃ
(17) شعب الایمان
(18) الروض الانف
(19) دلائل النبوۃ
(20) تاریخ خمیس
(21) تواریخ حبیب الٰہ

اعلیٰ حضرت اور تاریخ ولادت

سوال: بعض حضرات کہتے ہیں کہ تمہارے اعلیٰ حضرت نے ولادت کی تاریخ 8 لکھی ہے تو تم 12 کو میلاد کیوں مناتے ہو؟

جواب: مذکورہ بالا اعتراض جہالت اور تعصب پر مبنی ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے پہلے ولادت اقدس کی تاریخ کے بارے میں مختلف اقوال نقل فرمائے ہیں، اور پھر دو (12 اور 8 ربیع الاول کے) اقوال کو معتبر قرار دے کر ان پر دلائل ارشاد فرمائے ہیں اور پھر 8 ربیع الاول کو ایک وجہ سے اور 12 ربیع الاول کو کئی وجوہات سے ترجیح دی ہے لہٰذا 8 ربیع الاول کو حساب کے اعتبار سے ترجیح

دی ہے چنانچہ فرماتے ہیں ’’ہم نے حساب لگایا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اقدس والے سال محرم کا غرہ وسطیہ (آغاز) جمعرات کے روز پایا تو اس طرح ماہ ولادت کریمہ کا غرہ وسطیہ بروز اتوار اور غرہ ہلالیہ بروز پیر ہوا اس طرح پیر کے روز ماہ ولادت مبارکہ کی آٹھ تاریخ بنتی ہے۔

(فتاوی رضویہ،ج26،ص412،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

اور پھر 12 ربیع الاول کو جمہور کا قول ہونے، معمول بہ ہونے، مشہور ہونے کے اعتبار سے ترجیح دی ہے اور اسی پر عمل کا حکم فرمایا ہے۔ امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ’’اشہر واکثر وماخوذ ومعتبر بارہویں ہے، مکہ معظّمہ میں ہمیشہ اسی تاریخ مکان مولد اقدس کی زیارت کرتے ہیں کما فی المواھب والمدارج (جیسا کہ مواہب لدنیہ اور مدارج النبوۃ میں ہے) اور خاص اس مکان جنت نشان میں اسی تاریخ مجلس میلاد مقدس ہوتی ہے۔ علامہ قسطلانی وفاضل زرقانی فرماتے ہیں ’’المشھور انہ صلی اللہ علیہ وسلم ولد یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول وھو قول محمد بن اسحاق امام المغازی وغیرہ‘‘ ترجمہ: مشہور یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ربیع الاول بروز پیر کو پیدا ہوئے، امام المغازی محمد بن اسحاق وغیرہ کا یہی قول ہے۔

(شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیة ،ج1،ص132،دارالمعرفة، بیروت)

شرح مواہب میں امام ابن کثیر سے ہے ’’ھو المشھور عندالجمھور‘‘ ترجمہ: جمہور کے نزدیک یہی مشہور ہے۔

(شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیة،ج1،ص132،دارالمعرفة ،بیروت)

اسی میں ہے ’’ھو الذی علیہ العمل‘‘ ترجمہ: یہی وہ ہے جس پر عمل ہے۔

(شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیة،ج1،ص132،دارالمعرفة ،بیروت)

شرح الہمزیہ میں ہے ’’ھو المشھور وعلیہ العمل‘‘ ترجمہ: یہی مشہور ہے اور اسی پر عمل ہے۔ (الفتوحات الاحمدیة بالمنح المحمدیة شرح الھمزیة،ص10،جمالیہ ،قاھرہ)

اسی طرح مدارج وغیرہ میں تصریح کی۔ اور شک نہیں کہ تلقی امت بالقبول کے لئے شان عظیم ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((الفطر یوم یفطر الناس والاضحٰی یوم یضحی الناس)) ترجمہ: عیدالفطر اس دن ہے جس دن لوگ عید کریں اور عیدالاضحٰی اس روز ہے جس روز لوگ عید سمجھیں۔

(جامع الترمذی،ج1،ص99،امین کمپنی، دہلی)

یعنی مسلمانوں کا روز عیدالفطر وعیدالاضحٰی روز عرفہ سب اس دن ہے جس دن جمہور مسلمین خیال کریں وان لم یصادف الواقع ونظیرہ قبلة التحری (اگرچہ وہ واقع کے مطابق نہ ہو اور اس کی نظیر قبلہ کے لئے تحری کرنے کا مسئلہ ہے) لاجرم عید میلادِ صوالا بھی کہ عید اکبر ہے قول وعمل جمہور مسلمین ہی کے مطابق بہتر ہے فاوفق العمل ماعلیہ العمل (بہترین ومناسب ترین عمل وہی ہے جس پر جمہور مسلمانوں کا عمل ہے)۔ (فتاوی رضویہ ملخصاً،ج26،ص411تا414،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

اعلی حضرت کی مذکورہ عبارت سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ان کے نزدیک ولادت کی بارہ تاریخ ہی راجح ہے اور اسی پر عمل کرنا چاہئے لیکن اگر معترض پھر بھی نہیں مانتا تو وہ 8 ربیع النور ہی کو میلاد منالے۔

12 ربیع الاول کو خوشی ھی کیوں؟

سوال: 12 ربیع الاول یوم ولادت ہونے کے ساتھ ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم وصال بھی ہے، تو اس دن ولادت کی خوشی منانے کے بجائے وفات کا غم کیوں نہیں منایا جاتا؟

جواب (1): ولادت کی خوشی اس لئے مناتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ تعالیٰ کی نعمت ورحمت ہیں اور شریعت نے ہمیں نعمت ورحمت کے ملنے پر خوشی منانے کا حکم دیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں، وہ ان کے سب دھن ودولت سے بہتر ہے۔ (پ11، سورۂ یونس، آیت58)

اور غم اس لئے نہیں مناتے کہ شریعت نے منع کیا ہے چنانچہ حدیث پاک میں ہے ((امرنا ان لانحد علی فوق ثلاث الا لزوج)) ترجمہ: ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم کسی کی وفات پر تین روز کے بعد غم نہ منائیں، سوائے بیوی کے، کہ وہ اپنے شوہر کی وفات پر چار ماہ دس دن تک غم منائے گی۔

(صحیح بخاری، ج2، ص804☆صحیح مسلم، ج1، ص466☆جامع ترمذی، ج1، ص 227☆سنن ابی داؤد، ج1، ص314☆سنن نسائی، ج2، ص116)

سیدنا آدم علیہ السلام کی ولادت اور وصال دونوں جمعۃ المبارک کے دن ہوئے، لیکن وفات کا غم نہیں منایا جاتا بلکہ احادیث میں جمعہ کے دن کو عید کا دن قرار دیا گیا۔ رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں ((یوم الجمعة عید)) ترجمہ: جمعہ کا دن عید ہے۔ (المستدرک، باب واما حدیث شعبہ، ج1، ص603، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

ابن ماجہ میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کی ((هٰذِهِ الْجُمُعَةُ يَعْرِضُهَا عَلَيْكَ رَبُّكَ عَزَّوَجَلَّ لِتَكُونَ لَكُمْ عِيدًا)) ترجمہ: یہ جمعہ کا دن ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے تاکہ آپ کے لیے عید ہو۔ (سنن ابن ماجہ، ج1، ص250، دارِ ابن قیم، الدمام)

جواب (2): غم کیوں منائیں جبکہ حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خود ارشاد فرمایا

((حیاتی خیر لکم تحدثون ویحدث لکم ووفاتی خیر لکم تعرض علی أعمالکم فما رأیت من خیر حمدت اللہ علیہ وما رأیت من شر استغفرت اللہ لکم)) ترجمہ: میری حیات تمہارے لیے خیر ہے کہ تم (مجھ سے) گفتگو کرتے ہو اور تم سے گفتگو کی جاتی ہے اور میری وفات بھی تمہارے لیے بہتر ہے کہ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جائیں گے، اچھے اعمال کو دیکھ کر میں اللہ تعالی کی حمد کروں گا اور برے اعمال دیکھ کر تمہارے لیے استغفار کروں گا۔

(خلاصۃ الوفاء، ج1، ص353☆وفاء الوفاء، ج1، ص33، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

سوال: سرورِ کائنات صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ذکر اقدس اور محفل میلاد کے لئے ربیع الاول کی تخصیص کا کیا حکم ہے؟

جواب: امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس طرح سوال کے جواب میں فرماتے ہیں ''ذکر حضور سید المحبوبین صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نور ایمان وسرور جان ہے ان کا ذکر بعینہ ذکر رحمٰن ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ ترجمہ: اے حبیب! ہم نے تمہاری خاطر تمہارا ذکر بلند کر دیا ہے۔ (پ30، سورۃ الانشراح، آیت4)

حدیث میں ہے: اس آیۂ کریمہ کے نزول کے بعد سیدنا جبرائیل علیہ الصلوۃ والسلام حاضر بارگاہ اقدس حضور سید عالم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہوئے اور عرض کی حضور کا رب فرماتا ہے ((اتدری کیف رفعت لك ذکرك)) ترجمہ: کیا تم جانتے ہو میں نے کیسے بلند کیا تمہارے لئے تمہارا ذکر۔

حضور اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم رسول محتشم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے عرض کی ((اللہ اعلم)) ترجمہ: اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

ارشاد ہوا((جعلتك ذكرامن ذكری فمن ذكرك فقد ذكرنی))
ترجمہ:اے محبوب! میں نے تمہیں اپنے ذکر میں سے ایک ذکر بنایا ہے کہ جس نے تمہارا ذکر کیا بیشک اس نے میرا ذکر کیا۔
(الشفاء بتعريف حقوق المصطفیٰ ،الباب الاول،الفصل الاول،ج1،ص15،المطبعة الشركة الصحافيه ،مصر)

اور ماہ ربیع الاول شریف اس کے لئے زیادہ مناسب، جیسے دورِقرآن وختم قرآن کے لئے ماہ رمضان کہ اسی مہینے میں اترا۔﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِی أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ﴾ ترجمہ:ماہ رمضان شریف وہ بابرکت مہینہ ہے کہ جس میں قرآن مجید اتارا گیا۔ (پ2،سورۃالبقرۃ،آیت185)

یہاں اس عالم میں حضورسید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا رونق افروز ہونا ماہ ربیع الاول میں ہوا ولہٰذا حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم روز جان افروز دوشنبہ (سوموار) کو روزۂ شکر کے لئے خاص فرماتے اوراس کی وجہ یوں ارشادفرماتے کہ ((فيه ولدت وفيه انزل علی)) ترجمہ:اسی دن میں پیدا ہوااوراسی دن مجھ پر کتاب اُتری۔
(مسنداحمد بن حنبل،حديث ابی قتادة الانصاری ،ج 5،ص277,299،المكتب الاسلامی، بيروت)

یہ تخصیصات بوجہِ مناسبات ہیں تو اُن پرطعن جہل ہے بلامناسبت تخصیص کوتو فرمایا گیا((صوم يوم السبت لالك ولاعليك)) یعنی روزہ کے لئے شنبہ(ہفتہ) کی تخصیص نہ تجھے نافع نہ مضر۔
(مسنداحمد بن حنبل،حديث لصماء بن بسر،ج6،ص368،المكتب الاسلامی، بيروت)
تومناسبات جلیلہ کہ باعث تخصیص ہیں پرکیا اعتراض ہوسکتا ہے، ہاں تخصیص بمعنی توقف کہ اوروں (کے لیے) ہوہی نہ سکے یا بمعنی وجوب شرعی کہ اس دن ہونا شرعاً لازم اور دوسرے دن ناجائز ہوضرور باطل ہے مگر وہ ہرگز کسی کے ذہن میں نہیں

کوئی جاہل ساجاہل بھی ایسا خیال نہیں کرتا ولكن الوهابية قوم لايعلمون (لیکن وہابی ایسے لوگ ہیں جو کچھ نہیں جانتے)۔
(فتاوی رضویہ،ج23،ص752،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

مسلمانوں کی عید

سوال:اسلام میں عیدیں صرف 2 ہی ہیں تو پھر 12 ربیع الاول کو عید میلاد النبی کیوں کہتے ہیں؟

جواب: یہ بات غلط ہے کہ اسلام میں عیدیں صرف دوہی ہیں کیونکہ احادیث مبارکہ ان دو کے علاوہ بھی کئی ایام کو عید قرار دیا گیا ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا((يوم الجمعة عيد)) ترجمہ:جمعہ کا دن عید کا دن ہے۔
(المستدرک،ج1،ص603)

ابن ماجہ میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی((هَذِهِ الْجُمُعَةُ يَعْرِضُهَا عَلَيْكَ رَبُّكَ عَزَّ وَجَلَّ لِتَكُونَ لَكُمْ عِيدًا)) ترجمہ:یہ جمعہ کا دن ہے جوکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے تاکہ آپ کے لیے عید ہو۔ (ابن ماجہ،ج1،ص250،دار ابن قیم،الدمام)

چونکہ سال میں یوم جمعہ 52 مرتبہ آتا ہے اس لئے مذکورہ احادیث سے سال میں کم از کم 52 عیدیں مزید ثابت ہوئیں۔

یوم عاشورا کو بھی عید فرمایا گیا ہے،حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں((إِنَّ يَوْمَ عَاشُورَاءَ يَوْمُ عِيدٍ)) ترجمہ:بے شک یوم عاشورا عید کا دن ہے۔
(مصنف ابن ابی شیبہ،ج2ص312،مکتبة الرشد ،ریاض)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عرفہ اور ایام تشریق کو بھی عید قرار دیا ہے چنانچہ حضرت عتبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشادفرمایا((يَوْمُ عَرَفَةَ وَيَوْمُ النَّحْرِ، وَأَيَّامُ التَّشْرِيقِ، عِيدُ أَهْلِ الْإِسْلَامِ))
ترجمہ:یوم عرفہ،یوم نحراورایام تشریق اہل اسلام کے لئےعید ہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ،ج3ص394،مکتبة الرشد ،ریاض)

بلکہ نعمت ملنےکادن عید ہے۔قرآن مجید میں ہے﴿رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِنْكَ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ﴾ ترجمۂ کنزالایمان:اےرب ہمارے!ہم پرآسمان سے ایک خوان اتارکہ وہ ہمارے لیےعید ہو،ہمارے اگلے پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی اورہمیں رزق دےاورتو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔

(پ7،سورةالمائدہ،آیت114)

اورقاسم نعمت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں۔صحیح بخاری میں ہے((محمد صلی اللہ علیہ وسلم نعمة الله))محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں۔ (صحیح بخاری،ج5،ص76،دارطوق النجاة،بیروت)

بلکہ ایسی نعمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس نعمت کا مؤمنین پر احسان یادفرمایاہے۔اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِنْ أَنْفُسِهِمْ﴾ ترجمۂ کنزالایمان:بےشک اللہ کا بڑا احسان ہوامسلمانوں پرکہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔

(پ4،سورہ آل عمران،آیت164)

جب دسترخوان کی نعمت نازل ہونے کا دن عید منانے کا دن ہے توجواللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ملنے کادن ہے وہ بدرجۂ اولی عیدمنانے کادن ہے۔

عیدکا دن ہے تو روزہ کیوں؟

سوال:عید کے دن روزہ رکھنا منع ہے اور ۱۲ربیع الاول کو جب عید ہے تو

اس دن روزہ کیوں رکھتے ہیں؟

جواب:کسی دن کا عید ہونا مطلقاً روزہ رکھنے کے لیے مانع نہیں ہے،یوم عاشورااور یوم عرفہ کواحادیث میں عیدفرمایا گیاہےجیسا کہ ابھی پچھلے صفحہ پر گزرا۔

حالانکہ دوسری احادیث میں ان دنوں روزہ رکھنے کی ترغیب وفضیلت وارد ہوئی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں((صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ وَصِيَامُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ))ترجمہ:مجھے اللہ عزوجل پرگمان ہے کہ عرفہ کا روزہ ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے گناہ مٹادیتاہے،اور عاشورہ کا روزہ ایک سال پہلے کے گناہ مٹادیتاہے۔ (صحیح مسلم،ج2،ص818،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

روزہ رکھناصرف دوعیدوں یعنی عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ (دس گیارہ،بارہ،تیرہ ذوالحجہ)کے ایام میں مکروہ تحریمی وناجائزہے،کیونکہ احادیث وفقہ میں ان کی ممانعت موجود ہے۔حدیث پاک ہے((نهى رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم عن صيامين صيام يوم الأضحى و يوم الفطر))ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نےعیدالاضحیٰ اورعید الفطر کےروزے سےمنع فرمایا۔

(جامع الترمذی ،ج 1،ص280،مکتبہ رحمانیہ،لاہور☆سنن ابی داؤد،ج 2،ص319،المکتبة العصریہ،بیروت)

درمختار میں علامہ علاءالدین حصکفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں''والمکروہ تحریماً کالعیدین''اس کے تحت علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں''وایام التشریق''ترجمہ:عیدین(عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ)اور ایام تشریق(گیارہ،بارہ،تیرہ ذوالحجہ)کےروزے رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار ج3ص391مکتبہ حقانیہ)

اورعید میلا دالنبی کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت کسی حدیث میں موجودنہیں بلکہ ولادت والے دن یعنی پیرکو ولادت کی وجہ سے روزہ رکھنا حدیث سے ثابت ہے۔صحیح مسلم میں حدیث پاک ہے ((عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم سُئِلَ عَنْ صَوْمِ الِاثْنَيْنِ؟ فَقَالَ:فِيهِ وُلِدْتُ وَفِيهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ)) ترجمہ:رسول اللہ صَلَّى اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے پیرکےروزے کے بارے میں پوچھا گیا توفرمایا کہ اسی دن ہم پیدا ہوئے اور اسی دن ہم پر وحی کی ابتدا ہوئی۔

(صحیح مسلم،باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام من کل شہر،ج2،ص820،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

عید کادن ھے تونماز کیوں نھیں؟

سوال: اگر یہ عید کا دن ہے تو عید کی نماز کیوں نہیں پڑھتے؟

جواب: ہرعید کے دن کے لیے عید کی نماز ہونا ضروری نہیں جیسا کہ عرفہ اور عاشورہ کے دن کو احادیث میں عید کا دن کہا گیا مگر ان میں عید کی نماز نہیں،اسی طرح عید میلا دالنبی صَلَّى اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں بھی عید کی نماز نہیں،عید کی نماز صرف دوعیدوں (عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ) میں ہے۔

محافلِ میلاد

سوال: اگر کوئی شخص محفل میلاد سجانے سے روکے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: اگر وہ مجلس شریف منکرات شرعیہ سے خالی ہو اور اس وقت منع کرنے کے لئے کوئی ضرورت خاصہ شرعیہ داعی نہ ہو بلکہ صرف اس بنا پر منع کرتا ہے کہ وہابی ہے اور مجلس مبارک کو برا جانتا ہے تو اس میں شک نہیں کہ وہابیہ گمراہ بددین بلکہ کفار مرتدین ہیں۔ (فتاوی رضویہ ملخصاً،ج23،ص759،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

سوال: مجلسِ میلاد میں بےاصل اور باطل روایات کا پڑھنا،سننا کیسا ہے؟

جواب: بےاصل وباطل روایات کا پڑھنا سننا حرام و گناہ ہے۔

(فتاوی رضویہ،ج23،ص732،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

سوال: وہ کون سی باتیں ہیں جو مجالسِ میلاد میں ممنوع ہیں؟

جواب: وہ پڑھنا سننا جو منکرات شرعیہ پر مشتمل ہو، ناجائز ہے جیسے روایات باطلہ وحکایات موضوعہ واشعار خلاف شرع خصوصاً جن میں توہین انبیاء وملائکہ علیہم الصلوۃ والسلام ہو کہ آج کل کے جاہل نعت گویوں کے کلام میں یہ بلائے عظیم بکثرت ہے حالانکہ وہ صریح کلمہ کفر ہے۔

(فتاوی رضویہ،ج23،ص722،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

سوال: مجلس میلاد شریف میں حضرات امامین حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر شہادت کرنا کیسا ہے؟

جواب: مجلس میلاد مبارک مجلس فرحت وسرور ہے،اس میں علماء کرام نے حضور سید عالم صَلَّى اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وفات شریف کا تذکرہ بھی پسند نہ فرمایا،اور ذکر شہادت جس طور پر رائج ہے وہ ضرور طریقۂ غم پروری ہے۔

رہا حضرات امامین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فضائل ومناقب صحیحہ معتبرہ کا ذکر، وہ نورِ ایمان وراحتِ جان ہے۔ اس سے کسی وقت ممانعت نہیں ہوسکتی جبکہ وجہ صحیح پر بقصد صحیح ہو۔ یہ شرط نہ صرف اس میں بلکہ ہر عمل صالح میں ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج23، ص747، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: محفل مولود شریف میں حضور سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے ہیں یا نہیں؟ اور وقت پیدائش کے قیام کرنا مستحب ہے یا بدعت؟

جواب: امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس طرح کے سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ''مجالس خیر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اکابر اولیاء نے مشاہدہ فرمائی اور بیان کیا، کما فی بهجة الاسرار للامام الاوحد ابی الحسن نورالدین اللخمی الشطنوفی و تنویرالحوالك للامام جلال الملّة و الدین السیوطی وغیرهما لغیرهما رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔ ترجمہ: جیسا کہ بہجۃ الاسرار میں ہے جس کے مصنف امام یکتائے زمانہ ابوالحسن نورالدین علی لخمی شطنوفی ہیں اور تنویرالحوالک میں ہے جس کے مصنف امام جلال الدین سیوطی ہیں ان دو کتابوں کے علاوہ اور کتابوں میں بھی ہے۔ ان سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔

مگر یہ کوئی کلیہ نہیں سرکار کا کرم ہے جس پر ہو جب ہو:

اگر بادشہ بر در پیر زن ۔۔۔ بیاید تو اے خواجہ سبلت من

ہمیں کرد مورے دعاء سحر ۔۔۔ کہ مہمانش آید سلیماں مگر

چہ خوش گفت یک مرغ زیرک بدو ۔۔۔ سلیماں باید ولے جائے کو

ترجمہ: (1) اگر بادشاہ بڑھیا عورت کے دروازے پر قدم رنجہ فرمائے تو اے خواجہ (سردار)! تو مونچھوں کو تاؤ نہ دے۔ (2) سحری کے وقت ایک چیونٹی نے یہی دعا

مانگی شاید اس کے ہاں حضرت سلیمان مہمان بن کر تشریف لائیں۔ (3) ایک دانا پرندے نے اس سے کیا خوب کہا، حضرت سلیمان تو ضرور جلوہ افروز ہوں مگر کون سی جگہ ہو، ذرا یہ تو کہہ دے۔

مجلس میلاد مبارک میں وقت ذکر ولادت مقدس قیام جس طرح حرمین شریفین وجمیع بلاد دارالسلام میں دائر ومعمول ہے مستحب ومستحسن ہے۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے ﴿وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ﴾ ترجمہ: ان کی یعنی حضور اکرم کی عزت وتوقیر کرو۔ (پ26، سورۃالفتح، آیت9)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ﴾ ترجمہ: اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔ (پ17، سورۃالانبیاء، آیت32)

علامہ سید جعفر برزنجی مدنی عقد الجوہر میں فرماتے ہیں ''وقد استحسن القیام عند ذکر مولده الشریف صلی اللہ علیہ وسلم ائمة ذورواية وروية فطوبى لمن كان تعظيمه صلی اللہ علیہ وسلم غاية مرامه ومرماه'' ترجمہ: صاحب روایت اور اہل مشاہدہ ائمہ کرام نے بوقت ذکر ولادت شریف قیام کو مستحسن قرار دیا ہے۔ لہٰذا اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس کا غایۃ مقصد اور مرکز نگاہ نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا ہے۔

(عقد الجواہر فی مولدالنبی الازہر، ص25,26، جامعہ اسلامیہ، لاہور ☆ فتاوی رضویہ، ج23، ص749، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: ایک نیک آدمی جسے اچھے لوگ اچھا سمجھتے ہوں اور بد باطن لوگ اسے برا سمجھتے ہوں اس کے یہاں میلاد شریف پڑھنا اور جا کر سننا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کے ہاں ہونے والی محفل سے روکنا کیسا ہے؟

جواب: اگر یہ بیان واقعی ہے کہ اچھے لوگ اسے اچھا سمجھتے ہیں تو بدباطنوں کے برا سمجھنے سے برا نہیں ہوسکتا، نہ لوگوں کی بدگمانی سے کوئی اثر کہ بدگمانی کرنے والے خود ہی گنہگار رہوں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِیرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾ ترجمہ: اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو اس لئے کہ بعض گمان گناہ ہیں۔ (پ26، سورۃ الحجرات، آیت 12)

جھوٹی تہمت رکھنے والا سخت گنہگار و مستحق عذاب ہے اور اس بنا پر اس کے یہاں مجلس مبارک پڑھنے سے لوگوں کو روکنا مناع للخیر (خیر سے روکنے والا) ہونا ہے۔ ظاہر سوال کا جواب تو یہ ہے اور واقع کا علم اللہ عزوجل کو۔

(فتاوی رضویہ، ج23، ص755، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: بے نمازی مسلمان کے گھر میلاد شریف کی محفل میں شریک ہونا یا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مجلس میلاد شریف نیک کام ہے اور نیک کام میں شرکت بری نہیں، ہاں اگر اس کی تنبیہ کے لئے اس سے میل جول یک لخت چھوڑ دیا ہو تو نہ شریک ہوں یہی بہتر ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج23، ص736، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: اگر کفار میلاد شریف کے چندے میں مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوں تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: دین کے کاموں میں کفار و مشرکین سے مدد لینے کی اجازت نہیں۔ امام اہلسنت رحمہ اللہ تعالیٰ اس طرح کے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں "ہندو سے مسلمان امرِ دین میں مدد نہ لے۔ حدیث شریف میں ہے ((انالانستعین بمشرك)) ترجمہ: ہم کسی مشرک سے مدد نہیں لیتے۔

(مصنف ابنِ ابی شیبہ، ج12، ص395، ادارۃ القرآن، کراچی)

اور اگر وہ خود شرکت چاہیں تو بطور چندہ شریک نہ کیا جائے کہ اس کے مال سے قربت قائم نہیں ہوسکتی، ہاں اگر وہ کسی مسلمان کو تملیک کردے یہ مسلمان چندے میں دے دے مضائقہ نہیں جبکہ اس طور پر لینے میں ہندو کے لئے وجہ استعلا (بلند ہونے کی صورت) نہ ہو وہ یہ نہ سمجھے کہ مسلمانوں نے مجھ سے استمداد کی، میری مدد کے محتاج ہوئے بلکہ احسان مانے کہ میرا مال قبول کرلیا، ہندو اپنے مال سے کوئی کار خیر کرے مقبول نہیں ﴿وَقَدِمْنَا إِلَى مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًا﴾ ترجمہ: اور کافروں نے جو کام کئے تھے ہم نے ان کی طرف بڑھ کر انہیں بکھرے ہوئے ذرات کی طرح کردیا۔" (پ19، سورۃ الفرقان، آیت 23)

(فتاوی رضویہ، ج23، ص737، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: اگر میلاد شریف بغیر شیرینی کے پڑھا جائے تو کیسا ہے؟

جواب: میلاد شریف بغیر شیرینی بھی ہوسکتا ہے اصل مراد تو ذکر شریف ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج23، ص743، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: وعظ کے بعد شیرینی تقسیم کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے لعدم المانع بلکہ اس کا عمل زیادہ باعث اجتماع وحضور ذکر واستماع ہوگا، وسیلۂ خیر خیر ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج23، ص748، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: اگر لنگر وغیرہ ختم ہوجائے اور کچھ آدمی رہ جائیں تو کیا کرنا چاہئے؟

جواب: کچھ آدمی رہ گئے تو اگر ہوسکے تو اور منگا کران کو بھی دے انکار کردینا مناسب نہیں اور نہ ہوسکے تو ان سے معذرت کرلے۔

(فتاوی رضویہ، ج23، ص743، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: محافل کے بعد جو نیاز وغیرہ تقسیم کی جاتی ہے اگر کسی کو کم کسی کو زیادہ پہنچے تو اس میں کچھ حرج ہے یا نہیں؟

جواب: کم وبیش پہنچنے میں کچھ حرج نہیں مگر اتنی کمی نہ ہو کہ اسے ناگوار گزرے اس کی ذلت سمجھی جائے۔

(ملخصاًفتاوی رضویہ،ج23،ص743،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

سوال: میلاد شریف جس کے یہاں ہو اس سے کچھ رنج ہو، یہ سننے جائے اور شیرینی نہ لے تو کیا گناہ ہے؟

جواب: میلاد شریف سننے کو حاضر ہو اور شیرینی نہ لے تو حرج نہیں جبکہ اس میں صاحب خانہ کی دل آزاری نہ ہو ورنہ بلاوجہ شرعی مسلمان کی دل آزاری کی اجازت نہیں۔ (فتاوی رضویہ،ج23،ص743،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

سوال: اگر شیرینی تقسیم کے بعد بچ جائے تو اس کا کیا کیا جائے؟

جواب: تقسیم کے بعد شیرینی بچ رہے تو وہ اس کا مال ہے جو چاہے کرے اور بہتر یہ ہے کہ اسے بھی عزیزوں قریبوں ہمسایوں دوستوں مسکینوں پر بانٹ دے کہ جتنی چیز اللہ عزوجل کے لئے نکالی اس میں سے کچھ بچالینا مناسب نہیں۔

(فتاوی رضویہ،ج23،ص743،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

سوال: میلاد شریف کی نیاز کے لئے شیرینی کی تخصیص کا کیا فائدہ ہے؟

جواب: شیرینی کی تخصیص میں متعدد فوائد ہیں:

ایک: تو یہ کہ ((قلب المؤمن حلو یحب الحُلْوَ)) مسلمان کا دل میٹھا ہے مٹھاس کو دوست رکھتا ہے۔

دوم: وہ روزانہ عام لوگوں کے استعمال میں نہیں آتی ''وکل جدید لذیذ ومن وافق من اخیه شهوة غفرله ''ترجمہ: ہر نئی چیز ذائقہ دار ہوتی ہے اور جو کوئی اپنے بھائی سے اس کی چاہت میں موافقت کرے تو اس کے گناہ بخش دئے گئے۔

سوم: حسب عرف اغنیا کو بھی اس کے لینے میں باک نہیں ہوتا بخلاف

اس کے کہ روٹی بانٹی جائے۔

چہارم: جو چیز محبوبانِ خدا سے منتسب (منسوب) ہو جائے سزاوار تعظیم (لائقِ تعظیم) ہو جاتی ہے، شیرینی اس کے لئے زیادہ مناسب کہ اس میں چیز پھینکنے کی نہیں ہوتی۔ (فتاوی رضویہ،ج23،ص752،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

سوال: طوائف جس کی آمدنی صرف حرام ہے اس کے یہاں مجلس میلاد شریف پڑھنا اور اس کی اسی حرام آمدنی کی منگائی ہوئی شیرینی پر فاتحہ کرنا جائز ہے یانہیں؟

جواب: اس مال کی شیرینی پر فاتحہ کرنا حرام ہے مگر جب کہ اس نے مال بدل کر مجلس کی ہو، اور یہ لوگ جب کوئی کارِ خیر کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں اور اس کے لئے کوئی شہادت کی حاجت نہیں، اگر وہ کہے کہ میں نے قرض لے کر یہ مجلس کی ہے اور وہ قرض اپنے مال حرام سے ادا کیا ہے تو اس کا قول مقبول ہوگا کما نص علیه فی الهندیة وغیرها ترجمہ: جیسا کہ فتاوی عالمگیری اور اس کے علاوہ دوسرے فتاووں میں اس مسئلہ کی تصریح کی گئی۔

بلکہ شیرینی اگر اپنے مال حرام ہی سے خریدی اور خریدنے میں اس پر عقد ونقد جمع نہ ہوئے یعنی حرام روپیہ دکھا کر اس کے بدلے خرید کرو ہی حرام روپیہ نہ دیا ہو تو مذہب مفتٰی بہ پر وہ شیرینی بھی حرام نہ ہوگی جو شیرینی اسے خاص اُجرت زنا یا غنا میں ملی یا اس کے کسی آشنا نے تحفہ میں بھیجی یا اس کی خریداری میں عقد ونقد مال حرام پر جمع ہوئے وہ شیرینی حرام اور اس پر فاتحہ حرام ہے، یہ حکم تو شیرینی وفاتحہ کا ہوا مگر ان کے یہاں جانا اگرچہ میلاد شریف پڑھنے کے لئے ہو معصیت یا مظنہ معصیت یا تہمت یا مظنہ تہمت سے خالی نہیں اور ان سب سے بچنے کا حکم ہے۔ حدیث میں ہے ((من

كان يؤمن بالله واليوم الأخر فلايقفن مواقع التهم)) ترجمہ: جو اللہ عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہے وہ ہرگز تہمت کی جگہ نہ کھڑا ہو۔

(مراقی الفلاح علی ہامش الطحطاوی،باب ادراك الفريضه،ص249،نورمحمد کارخانه تجارت ، کراچی)

تو ان کی چوکی اور فرش اور ہر استعمالی چیز انہیں احتمالات خباثت پر ہے، پھر جو اہل تقویٰ نہیں اسے ان کے ساتھ قرب، آگ اور بارود کا قرب ہے اور جو اہل تقویٰ ہے اس کے لئے وہ لوہار کی بھٹی ہے کہ کپڑے جلے نہیں تو کالے ضرور ہوں گے پھر اپنے نفس پر اعتماد کرنا اور شیطان کو دور سمجھنا احمق کا کام ہے ((ومن رتع حول الحمى او شك ان يقع فيه)) جو رمنے کے گرد چرائے گا کبھی اس میں پڑ بھی جائے گا۔

(فتاوی رضویه،ج23،ص751،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

ذکرِ ولادت کے وقت قیام

سوال: وقت ذکر ولادت قیام کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس طرح کے سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر مسلمانوں کا عین ایمان ہے اور اس کی خوبی وتعریف قرآن عظیم سے مطلقاً ثابت ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ﴾ ترجمہ: بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر اور خوشی اور ڈر سناتا تا کہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو۔ (پ26،سورۃالفتح،آیت8,9)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ﴾ ترجمہ: اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔ (پ17،سورۃالانبیاء،آیت32)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَمَنْ يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ﴾ ترجمہ: اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لئے اس کے رب کے یہاں بھلا ہے۔ (پ17،سورۃالانبیاء،آیت30)

پس بوجہ اطلاق آیات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم جس طریقہ سے کی جائے گی حسن ومحمود رہے گی اور خاص طریقوں کے لئے جدا گانہ ثبوت کی ضرورت نہ ہوگی، ہاں اگر کسی طریقہ کی ممانعت شرعاً ثابت ہوگی تو وہ بیشک ممنوع ہوگا۔امام ابن حجر مکی جوہر منظّم میں فرماتے ہیں ''تعظيم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بجميع انواع التعظيم التی ليس فيها مشاركة الله تعالیٰ فی الالوهية امر مستحسن عند من

نور الله ابصارهم انتهى ''ترجمہ: نبی صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی تعظیم تمام اقسام تعظیم کے ساتھ جس سے الوہیۃ الٰہ میں شرکت لازم نہ آئے ہر طرح امر مستحسن ہے ان سب کے نزدیک جن کی آنکھیں اللہ تعالیٰ نے روشن کی ہیں انتہی۔

(الجوہر المنظم، الفصل الاول، ص12، مکتبہ قادریہ، لاہور)

خواہ شریعت کا ورود خاص اس امر میں ہو یا نہ ہو یہ اس لئے کہ مطلق تعظیم جس کی طرف اور جس پر متوجہ کی گئی تو اس کے ہر مسمّٰی کو شامل ہو سکے۔

جن کی آنکھوں میں اللہ تعالیٰ نے نور بصارت بخشا ہے ان کے نزدیک یہ قیام بوقت ذکر ولادت شریف آنحضرت صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ محض بنظر تعظیم واکرام حضور اقدس بجالاتے ہیں بیشک حسن ومحمود ہے تاوقتیکہ منکرین خاص اس صورت کی ممانعت قرآن وحدیث سے ثابت نہ کریں اور ان شاء اللہ تا قیامت اس کی ممانعت ثابت نہ کرسکیں گے۔

رہا یہ کہ قیام ذکر ولادت شریفہ ہی کے وقت کیوں ہے؟ اس کی وجہ نہایت روشن اور واضح ہے:

اوّلاً: صدہا سال سے علمائے کرام اور بلاد اسلام میں یونہی معمول ہے۔

ثانیاً: آئمہ دین کی تصریح ہے کہ ذکر پاک صاحب لولاک صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی تعظیم مثل ذات اقدس کے ہے اور صورت تعظیم میں سے ایک صورت وقت قدوم معظم بجالائی جاتی ہے اور ذکر ولادت حضور سید المرسلین صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی عالم دنیا میں تشریف آوری کا ذکر ہے تو یہ تعظیم اسی ذکر کے ساتھ مناسب ہوئی۔

ثالثاً: وقت ولادت شریف حضور سرور کائنات صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ملائکہ تعظیم کے واسطے کھڑے ہوئے تھے شرف الانام تصنیف علامہ شیخ قاسم بخاری میں یہ روایت موجود ہے اس لئے ہم بھی جب ذکر ولادت شریف کرتے ہیں تو ان ملائکہ

کا تشکل پیدا کرتے ہیں کیونکہ محدثین کے نزدیک واقعہ مرویہ کی صورت اور تشکل پیدا کرنا مستحب ہے، چنانچہ بخاری شریف کے صفحہ تین میں روایت ہے کہ وقت نزول وحی رسول اکرم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ دل میں پڑھتے اور لبوں کو ہلاتے تھے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جس وقت یہ حدیث روایت کرتے تو اپنے لبوں کو ہلادیتے جس طرح کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہلاتے تھے، اور حضرت ابن جبیر بھی ہلاتے تھے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ہلاتے دیکھا۔

پس جبکہ صحابہ اور تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے واقعہ مرویہ کا تشکل اور تمثل ثابت ہے تو ہم بھی واقعہ میلاد میں قیام ملائکہ کا تشکل اور تمثل پیدا کرتے ہیں، باقی صحابہ کرام اور تابعین عظام کا قیام ملائکہ کا تشکل نہ بنانا اور محفل میلاد شریف کو ہیئت کذائی کے ساتھ آراستہ نہ کرنا مستلزم منع شرعی نہیں۔ امام احمد بن محمد بن قسطلانی بخاری مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں ''الفعل يدل على الجواز وعدم الفعل لايدل على المنع ''ترجمہ: کسی کام کا کیا جانا جواز کی دلیل ہے اور نہ کیا جانا منع کرنے کی دلیل نہیں۔

علی الخصوص حرمین شریفین مکہ معظمہ ومدینہ طیبہ مبداء ومرجع دین وایمان کے اکابر علماء ومفتیان فضلائے مذاہب اربعہ مدتوں سے میلاد مع قیام کرتے آئے اور اس کے جواز کا فتویٰ دیتے آئے، پھر ان پر ضلالت اور گمراہی کا اطلاق کیونکر ہوسکتا ہے۔

علامہ برہان الدین حلبی انسان العیون فی سیرت الامین المامون میں فرماتے ہیں ''قد وجد القيام عند ذكر اسمه صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ من عالم الامة ومقتداء الائمة دينا وورعا الامام تقى الدين السبكى وتابعه على ذلك

مشائخ الاسلام فی عصرہ۔ انتھی۔ واللّٰہ تعالٰی اعلم بالصواب ''ترجمہ: دین وتقویٰ میں امت کے عالم اور اماموں کے مقتداء امام تقی الدین سبکی سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر پاک کے وقت قیام ثابت ہے اور آپ کے زمانہ کے مشائخ نے اس معاملہ میں آپ کی پیروی کی ہے انتہی۔ اور اللہ تعالیٰ درستگی کو زیادہ جانتا ہے۔

(انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون، باب تسمیۃ صلی اللہ علیہ وسلم محمداواحمدا، ج1، ص83، المکتبۃ الاسلامیۃ، بیروت)☆(فتاوی رضویہ ملخصاً، ج23، ص759تا167، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ایک اور مقام پر امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''قیام وقت ذکر ولادت حضور سیدالانام علیہ وعلیٰ آلہٖ افضل الصلوٰۃ والسلام مستحب ومقبول آئمہ کرام وعلماء اسلام ورائج ومعمول حرمین طیبین وجملہ بلاد دارالسلام ہے شرع مطہر سے اس کے منع پر اصلاً دلیل نہیں ومن ادعی فعلیہ البیان اس مسئلہ کی تفصیل جلیل کتاب مستطاب ''اذاقۃ الاثام لما نعی عمل المولد والقیام'' تصنیف لطیف حضرت خاتم المحققین امام المدققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد ورسالہ ''اقامۃ القیامۃ علی طاعن القیام لنبی تہامۃ'' تالیف فقیر نحیف ودیگر کتب ورسائلِ علماء وافاضل میں ہے۔

علامہ سید جعفر برزنجی مدنی قدس سرہ السنی عقد الجوہر میں فرماتے ہیں ''قد استحسن القیام عند ذکر ولادتہ الشریفۃ ائمۃ ذو روایۃ و رؤیۃ فطوبٰی لمن کان تعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم غایۃ مرامہ و مرماہ ''ترجمہ: صاحب روایت اور اہل مشاہدہ ائمہ کرام نے بوقت ذکر ولادت شریف قیام کو مستحسن قرار دیا ہے۔ لہٰذا اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس کا غایۃ مقصد اور مرکز نگاہ نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا ہے۔

(عقد الجواہر فی مولدالنبی الازہر، ص25,26، جامعہ اسلامیہ، لاہور)

علامہ سید احمد زین دحلان مکی قدس سرہ الملکی الدرر السنیہ میں فرماتے ہیں ''من

تعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم الفرح بلیلۃ ولادتہ وقرائۃ المولد والقیام عند ذکر ولادتہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم واطعام الطعام وغیرذلك ممایعتاد الناس فعلہ من انواع البر فان ذلك کلہ من تعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد افردت مسائلۃ المولد ومایتعلق بھا بالتالیف واعتنی بذلك کثیر من العلماء فالفوا فی ذلك مصنفات مشحونۃ بالادلۃ والبراھین فلاحاجۃ لنا الی الاطالۃ بذلك انتھی ''ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم میں یہ بات بھی شامل ہے کہ ان کی ولادت والی رات میں خوشی منائے، تذکرۂ ولادت کرے اور بوقت ولادت قیام کرے، لوگوں کو کھانا کھلائے اور ان کے علاوہ دیگر امورِ خیر بھی انجام دے جن کے کرنے کے عادی ہیں۔ اس لئے کہ یہ سب کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم میں شمار ہوتے ہیں، اور میں نے میلاد رسول اور اس سے متعلقہ مسائل پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے اور بے شمار علماء نے بھی اس کا اہتمام کیا ہے چنانچہ اس موضوع پر ان حضرات نے ایسی کتابیں تصنیف فرمائیں جو عقلی ونقلی دلائل سے بھری پڑی ہیں، لہٰذا ہمیں اس موضوع کو طویل کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔''

(فتاوی رضویہ، ج23، ص730، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: میلاد شریف میں وقتِ ولادت قیام کے ترک کرنے والے پر حرف زنی درست ہے یا نہیں؟

جواب: امامِ اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''(اگر) یوں ترک ہو کہ چند لوگ بیٹھے ہیں ذکر ولادت اقدس آیا تعظیم صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار نہیں مگر اس وقت بیٹھے رہے کہ آخر قیام واجب نہیں ایسے ترک پر طعن نہیں، اور اگر یوں ترک ہو کہ مجلس میں اہل اسلام نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے

لئے قیام کیا یہ بلا عذر جمارہا تو قطعاً محل طعن ودلیل مرض قلب ہے، نظیر اس کی شاہد عین یہ ہے کہ کسی مجمع میں بندگان سلطانی تعظیم سلطانی کیلئے سروقد کھڑے ہوں اور ایک نامہذّب بے ادب قصداً بیٹھا رہے ہر شخص اسے گستاخ کہے گا اور بادشاہ کے عتاب کا مستحق ہوگا یوں ہی اگر ترک قیام بر بنائے اصول باطلہ وہابیت ہو تو شنیع تر ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج23، ص729، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں "قیام مجلس مبارک مستحب ہے اور مجلس کھڑی ہو تو سنت، اور ترک میں فتنہ یا التزام وہابیت ہو تو واجب کما فی ردالمحتار فی قیام الناس بعضهم لبعض۔ ترجمہ: جیسا کہ ردالمحتار میں بعض لوگوں کے بعض کی خاطر کھڑے ہونے کے بارے میں ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج30، ص128، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: عمرو کہتا ہے کہ قیام مولود شریف ہاتھ باندھ کر ہونا چاہیے اور زید کہتا ہے کہ ہاتھ چھوڑ کر ہونا چاہیے، تو بتلائیے کہ کس کی بات سچ ہے؟

جواب: ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا بہتر ہے جیسا کہ حاضری روضۂ انور کے وقت حکم ہے۔ فتاوی عالمگیری میں ہے "یقف کما یقف فی الصلاة" ترجمہ: ایسے کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔

(الفتاوی الهندية، ج1، ص265، کتاب المناسك، مطلب زيارة النبي صلى الله عليه وسلم، نورانی کتب خانه، پشاور)

اسی طرح لباب وشرح لباب واختیار شرح مختار وغیرہا کتب معتبرہ میں ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج30، ص128، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

نعت خوانی

دف کے ساتھ نعت خوانی

سوال: دف کن مواقع پر اور کن شرائط کے ساتھ جائز ہے؟ کیا دف کے ساتھ نعت شریف پڑھنا درست ہے؟

جواب: شادی اور عید کے دنوں میں دف بجانا چند شرائط کے ساتھ جائز ہے: (1) دف بغیر جھانج کے ہو، (2) قانونِ موسیقی پر نہ بجایا جائے، (3) بجانے والے مرد یا عزت دار عورتیں نہ ہوں، بلکہ بچیاں یا کنیزیں ہوں (4) جہاں بجایا جارہا ہے وہ محلِ فتنہ نہ ہو۔ ردالمحتار میں ہے "قال الفقهاء المراد بالدف مالا جلاجل له" ترجمہ: فقہاء فرماتے ہیں کہ جائز دف سے مراد وہ ہے جس میں جھانجھ نہ ہو۔

(ردالمحتار، ج4، ص68، دارالکتب العلمیه، بیروت)

اسی میں ہے "جواز ضرب الدف فيه خاص بالنساء لمافي البحر عن المعراج بعد ذكره انه مباح في النكاح وما في معناه من حادث سرور قال وهو مكروه للرجال على كل حال للتشبه بالنساء" دف بجانا صرف (غیر شریف) عورتوں کے ساتھ خاص ہے کیونکہ بحر نے معراج کے حوالے سے نکاح اور خوشی کے موقع پر اس کی اباحت کے بعد ذکر کیا ہے کہ یہ مردوں کے لئے ہر حال میں مکروہ ہے کیونکہ اس میں عورتوں سے تشبہ ہے۔

(ردالمحتار، ج8، ص202، دارالکتب العلمیه، بیروت)

امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ "شادی میں دف بجانا درست ہے یا نہیں؟ **تو جواباً ارشاد فرمایا**" دف کہ بے جلاجل یعنی بغیر جھانجھ کا ہو اور تال سم کی رعایت سے نہ بجایا جائے اور بجانے والے نہ مرد ہوں نہ ذی عزت عورتیں، بلکہ کنیزیں یا ایسی کم حیثیت عورتیں اور وہ غیر محل فتنہ میں بجائیں تو

نہ صرف جائز بلکہ مستحب ومندوب ہے،لِلامر به فی الحدیث و القیود مذکورة فی ردالمحتار وغیره و شرحنا ها فی فتاوٰنا ''ترجمہ: کیونکہ حدیث پاک میں اس کا امر ہے اور مذکورہ قیود ردالمحتار وغیرہ میں مسطور ہیں اور ہم نے اپنے فتاوی میں ان کی وضاحت کر دی ہے۔ (فتاوی رضویہ،ج21،ص643،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا ''ہاں شرع مطہر نے شادی میں بغرضِ اعلانِ نکاح صرف دف کی اجازت دی ہے جبکہ مقصودِ شرع سے تجاوز کر کے لہوِ مکروہ و تحصیلِ لذتِ شیطانی کی حد تک نہ پہنچے، ولہذا علماء شرط لگاتے ہیں کہ قواعدِ موسیقی پر نہ بجایا جائے، تال سم کی رعایت نہ ہو، نہ اس میں جھانج ہوں کہ وہ خواہی نخواہی مطرب وناجائز ہیں، پھر اس کا بجانا بھی مردوں کو ہر طرح مکروہ ہے، نہ شرف والی بیبیوں کے مناسب بلکہ نابالغہ چھوٹی چھوٹی بچیاں یا لونڈیاں باندیاں بجائیں، اور اگر اس کے ساتھ سیدھے سادھے اشعار یا سہرے سہاگ ہوں جن میں اصلاً نہ فحش ہو نہ کسی بے حیائی کا ذکر، نہ فسق وفجور کی باتیں، نہ مجمعِ زنان یا فاسقان میں عشقیات کے چرچے، نہ نامحرم مردوں کو نغمۂ عورات کی آواز پہنچے۔ غرض ہر طرح منکرات شرعیہ ومظان فتنہ سے پاک ہوں، تو اس میں بھی مضائقہ نہیں۔۔ اصلِ حکم میں تو اسی قدر کی رخصت ہے مگر حالِ زمانہ کے مناسب یہ ہے کہ مطلق بندش کی جائے کہ جہالِ حال خصوصاً زنانِ زماں سے کسی طرح کی امید نہیں کہ انہیں جو حد باندھ کر اجازت دی جائے اس کی پابند رہیں اور حدِ مکروہ وممنوع تک تجاوز نہ کریں، لہذا سرے سے فتنہ کا دروازہ ہی بند کر دیا جائے، نہ انگلی ٹیکنے کی جگہ پائیں گی نہ آگے پاؤں پھیلائیں گی۔''

(فتاوی رضویہ،ج23،ص281،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''عید کے دن اور شادیوں میں دف بجانا جائز ہے جبکہ سادے دف ہوں، اس میں جھانج نہ ہوں

اور قواعد موسیقی پر نہ بجائے جائیں یعنی محض ڈھپ ڈھپ کی بے سری آواز سے نکاح کا اعلان مقصود ہو۔'' (بہار شریعت،ج3،حصہ16،ص510،مکتبة المدینہ،کراچی)

احادیث میں بھی صرف بچیوں اور کنیز کے دف بجانے کا ذکر ہے، مردوں یا شریف عورتوں کے دف بجانے کا ذکر نہیں۔ بخاری شریف میں ہے ((قالت الربیع بنت معوذ بن عفراء جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فدخل حین بنی علی فجلس علی فرا شی کمجلسك منی فجلعلت جویرات لنا یضربن بالدف)) ترجمہ: ربیع بنت معوذ بن عفراء فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس اس وقت تشریف لائے جب مجھے دلہن بنایا گیا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے بستر پر بیٹھے جس طرح کہ تمہارا میرے پاس بیٹھنا، پھر چھوٹی بچیاں دف بجانے لگیں۔

(صحیح بخاری،ج2،ص773،قدیمی کتب خانہ،کراچی)

جامع ترمذی میں ہے ((عن بریدة قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض مغازیه فلماانصرف جاء ت جارية سوداء فقالت يا رسول الله انی كنت نذرت ان ردك الله صالحاً ان اضرب بين يديك بالدف واتغنی فقال لها رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ان كنت نذرت فاضربی والا فلافجعلت تضرب)) ترجمہ: حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ میں تشریف لے کر گئے، جب واپس آئے تو ایک کالی باندی آئی، عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو خیریت سے لوٹائے گا تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی اور گاؤں گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ اگر تم نے نذر مانی تھی تو دف بجاؤ ورنہ نہ بجاؤ، لہذا وہ بجانے لگی۔

(جامع ترمذی،ج 2 ،ص688 ،مکتبہ رحمانیہ،لاہور)

اور یہ شرط کہ دف قانونِ موسیقی پر نہ بجایا جائے اس شرط کی اصل وہ احادیث

ہیں جن میں مطلقاً موسیقی اور آلاتِ موسیقی سے منع کیا ہے، اسی طرح جھانج نہ ہونے کی شرط کی اصل بھی یہی ہے کہ جھانج موسیقی کو لازم ہے۔ رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں ((لیکونن من امتی اقوام یستحلون الحروالحریروالخمر والمعازف)) ضرور میری امت میں وہ لوگ ہونے والے ہیں جو حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو۔

(صحیح بخاری، ج2، ص837، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں ((صوتان ملعونان فی الدنیا والاٰخرۃ مزمار عند نعمۃ ورنۃ عند مصیبۃ)) دو آوازیں دنیا و آخرت میں ملعون ہیں ایک آسائش کے وقت باجے کی آواز، دوسرا مصیبت کے وقت بین کرنا۔

(کنز العمال، ج15، ص219، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "مزامیر کی حرمت میں احادیث کثیرہ بالغ بحد تواتر وارد ہیں۔" (فتاوی رضویہ، ج24، ص115، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

محل فتنہ میں ممانعت پر حدیثِ انجشہ پیش کی جاسکتی ہے، حضرت انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حدی خوانی کی، جو بالکل جائز تھی، مگر اس وجہ سے منع کر دیا کہ ان کی آواز دلکش و دل نواز تھی اور عورتیں سن رہی تھیں کہ کہیں ان کے دل میں فتنہ برپا نہ ہو جائے، چنانچہ فرمایا ((روید ایا انجشۃ لا تکسر القواریر)) ترجمہ: اے انجشہ! ٹھہر جا، کہیں کانچ کی شیشیاں ٹوٹ نہ جائیں۔

(صحیح مسلم، ج2، ص255، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "انجشہ کی حدی پر حضور والا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نے انکار نہ فرمایا بلکہ بلحاظ عورات ((روید ایا انجشۃ لا تکسر القواریر)) ارشاد ہوا کہ ان کی آواز دلکش و دل نواز تھی، عورتیں نرم نازک شیشیاں ہیں

جنہیں تھوڑی ٹھیس بہت ہوتی ہے، غرض مدار کار تحقق و توقع فتنہ ہے، جہاں فتنہ ثابت وہاں حکمِ حرمت، جہاں توقع و اندیشہ وہاں بنظرِ سدِ ذریعہ حکم ممانعت۔"

(فتاوی رضویہ، ج24، ص85، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

نعت شریف پڑھنے کے دوران دف بجانا ممنوع اور بے ادبی ہے۔ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ محمد مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ "دف بجا کر قصائد، نعت اور حالت قیام میلاد شریف میں صلاۃ وسلام پڑھنا جائز ہے یا ناجائز، دف مع جھانج ہو تو کیا حکم ہے اور بلا جھانج ہو تو کیا حکم ہے" تو جواباً ارشاد فرمایا "ہرگز نہ چاہیے کہ سخت سوء ادب ہے اور اگر جھانج بھی ہوں یا اس طرح بجایا جائے کہ گت پیدا ہو فن کے قواعد پر جب تو حرام اشد حرام ہے، حرام در حرام ہے۔

(فتاوی مصطفویہ، ص448، شبیر برادرز، لاہور)

دف اور لہو ولعب میں نعت کو حضور صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّمَ نے ناپسند فرمایا۔ بخاری شریف کی مذکورہ بالا حدیث جس میں بچیوں کے دف بجانے کا تذکرہ ہے، جب انہوں نے اس دوران نعت کا شعر پڑھا تو حضور صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ اسے نہ پڑھو بلکہ وہی پڑھو جو پہلے پڑھ رہی تھیں، چنانچہ بخاری شریف میں ہے ((اذقالت احداھن :وفینا نبی یعلم مافی غد ،فقال دعی ھذہ وقولی بالذی کنت تقولین)) اس دوران بچیوں میں سے جب کسی ایک نے یہ شعر پڑھا کہ ہمارے درمیان وہ نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں تو فرمایا: اس کو چھوڑ و اور وہی پڑھو جو پڑھ رہی تھیں۔ (صحیح بخاری، ج2، ص773، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

اس حدیث کے بارے میں امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "ھذا شھادۃ بالنبوۃ فزجرھا عنھا وردھا الیٰ غناء الذی ھو لھو لان ھذا جد محض فلا یقرن بصورۃ اللھو" ترجمہ: یہ نبوت کی گواہی تھی لیکن حضور صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّمَ نے اس

کہنے پر انہیں ڈانٹ دیا اور اس گانے کی طرف لوٹا دیا جو ایک کھیل کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے کہ یہ ایک خالص سنجیدگی ہے، لہذا جو چیز صورۃً کھیل ہو اس سے بھی اس کا ملاپ ٹھیک نہیں۔

(احیاء العلوم،ج2،ص300،مطبعة المشهد الحسینی ،قاہرہ)

امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لہو مباح میں تو اپنا ذکرِ کریم ناپسند فرمایا۔۔یعنی یہ مصرع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی گواہی تھی کہ خدا کے بتائے سے اصالۃً غیب کا جاننا نبوت ہی کی شان ہے تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ چاہا کہ اسے صورتِ لہو میں شامل کیا جائے لہذا اسے روک دیا۔“

(فتاوی رضویہ،ج23،ص465،466،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

میوزک کے ساتھ نعت خوانی

سوال: اگر کوئی شخص نعت، حمد، منقبت یا کوئی اصلاحی نظم میوزک کے ساتھ سنے تو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ کیا اس میں جدید موسیقی کے آلات کو استعمال کیا جاسکتا ہے جبکہ اس سے مقصود اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور ان سے تعلق مضبوط کرنا ہو۔ اگر میوزک منع یا حرام ہے تو قوالی کیا ہے اور اس کی حیثیت آج کے دور میں کیا ہوگی جبکہ آج کل ہر شخص گانے باجے کا شیدائی ہے اور میوزک سے بچنا ناممکن ہوتا جارہا ہے۔

جواب: حمد و نعت وغیرہ میوزک کے ساتھ پڑھنا اور سننا ناجائز و حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں((**ليكونن من امتى اقوام يستحلون الحر و الحرير والخمر والمعازف**)) ضرور میری امت میں وہ لوگ ہونے والے ہیں جو حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو۔

(صحیح بخاری،ج2،ص837،قدیمی کتب خانہ،کراچی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں((**صوتان ملعونان فی الدنیا**

والاٰخرة مزمار عند نعمة ورنة عند مصيبة)) دو آوازیں دنیا و آخرت میں ملعون ہیں ایک آسائش کے وقت گانا باجا، دوسرا مصیبت کے وقت بین کرنا۔

(کنز العمال،ج15،ص219،مؤسسة الرسالة،بیروت)

امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”مزامیر کی حرمت میں احادیث کثیرہ بالغ بحد تواتر وارد ہیں۔“

(فتاوی رضویہ،ج24،ص115،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

ہر قسم کے آلات موسیقی چاہے جدید ہوں یا قدیم ان کا استعمال حرام و ناجائز ہے۔ ہدایہ میں ہے ”دلت المسئلة على ان الملاهى كلها حرام حتى التغنى لضرب القضيب“ مسئلہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ گانے باجے کے آلات سب حرام ہیں یہاں تک کہ گانے کی ضرب کسی چیز پر لگا کر گانا۔

(ہدایہ،ج4،ص453، فصل فی الاکل والشرب،مطبع یوسفی ،لکھنؤ)

امام اہلسنت علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ ”(زید) کہتا ہے کہ مزامیر ان باجوں کو کہتے ہیں جو منہ سے بجائے جاتے ہیں، ڈھلک ستار، طبلہ، مجیرے، ہارمونیم، سارنگی مزامیر میں داخل نہیں“ جواباً ارشاد فرمایا ”زید کا قول باطل و مردود ہے، حدیث صحیح بخاری شریف میں میں مزامیر کا لفظ نہیں بلکہ معازف ہے کہ سب باجوں کو شامل ہے((**يستحلون الحروالحرير والخمر و المعازف**))ترجمہ: جو حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو۔“

(فتاوی رضویہ،ج24،ص140،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

ایک مقام پر فرمایا ”ہارمونیم ضرور حرام ہے۔“

(فتاوی رضویہ،ج24،ص134،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی (یعنی ناجائز کام) میں اللہ تعالیٰ کا قرب چاہنا بے وقوفی کی انتہا ہے اور اس کا حکم بعض صورتوں میں بہت سخت ہے۔ مروجہ قوالی جو کہ مزامیر

کے ساتھ ہوتی ہے وہ بھی ناجائز وحرام ہی ہے۔امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔''قوالی مع مزامیر سننا کسی شخص کو جائز نہیں۔''

(فتاوی رضویه ،ج 10،ص 274، مکتبه رضویه، کراچی)

''آج کل ہر شخص گانے باجے کا شیدائی ہے'' تب بھی گانے باجے حرام ہی رہیں گے اور ''میوزک سے بچنا ناممکن ہوتا جارہا ہے'' تب بھی میوزک حرام ہی رہے گی۔امام اہل سنت علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ ''جب فرائض وواجبات وسنن مؤکدہ کی پابندی لوگوں سے اٹھتی جاتی ہوتو ایسی حالت میں مزامیر کے ساتھ سماع جائز ہے یا کہ نہیں'' تو جواباً ارشاد فرمایا: ''مزامیر حرام ہیں اور حرام ہر حال میں حرام رہے گا، لوگ گناہوں میں مبتلا ہیں اس کے سبب گناہ جائز ہوجائے تو شریعت کا منسوخ کردینا فاسقوں کے ہاتھ میں رہ جائے۔'' (فتاوی رضویه،ج24،ص139،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

خوش الحانی سے نعت خوانی

سوال: خوش الحانی سے نعت پڑھنا اور سننا کیسا ہے؟

جواب: امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''خوش الحانی جائز ہے جبکہ مزامیر وفتنہ ساتھ نہ ہو''

(فتاوی رضویه،ج23،ص744،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

ایک اور مقام پر امامِ اہلسنت امام احمد رضا خان ارشاد فرماتے ہیں ''نعت شریف ذکر اقدس ہے اور اس کا خوش الحانی سے ہونا مورث زیادت شوق ومحبت۔امام قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مواہب اللدنیہ شریف میں تصریح فرمائی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح شریف الحان خوش کے ساتھ سننا محبت حضور کو ترقی دیتا ہے۔''

(فتاوی رضویه،ج23،ص752،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

ایک مقام پر تفصیل سے ارشاد فرماتے ہیں ''اشعار حسنہ محمودہ کا پڑھنا جن

میں حمد الٰہی **ونعت رسالت پناہی** جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **ومنقبت آل واصحاب** واولیاء وعلمائے دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین یا ذکر موت وتذکیر آخرت واہوال قیامت وغیر ذٰلک مقاصد شرعیہ ہو اور درست شرعی طریقہ پر ہو تو قطعاً جائز وروا اور خود زمانہ اقدس حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے آج تک تمام ائمہ دین وعباد اللہ الصالحین میں رائج ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قسم دیتے ہوئے کہا کہ میں آپ کو قسم دیتا ہوں، آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ((يَا حَسَّانُ أَجِبْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم، اللَّهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: نَعَمْ)) ترجمہ: اے حسان! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواب دو، اے اللہ روح قدس کے ذریعہ اس کی مدد فرما، حضرت ابوہریرہ نے کہا: جی ہاں، سنا ہے۔

(صحیح بخاری،باب الشعر فی المسجد،ج1،ص98،دارطوق النجاة)

ام المومنین صدیقہ بنت الصدیق صلی اللہ تعالیٰ علی زوجہا الکریم و ابیہا وعلیہا وسلم سے ہے ((قالت كان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ان الله يؤيد حسان بروح القدس ما نافح او فاخر عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مسجد اقدس میں منبر بچھاتے حسان اوپر کھڑے ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل ومفاخر بیان کرتے حضور کی طرف سے طعنائے کفار کا رد کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جب تک حسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس مفاخرت یا مدافعت میں مشغول رہتا ہے اللہ عزوجل جبریل امین سے اس کی مدد فرماتا ہے۔

(جامع الترمذی،باب ماجاء فی انشاد الشعر،ج4،ص435،دارالغرب الاسلامی،بیروت)

جب خوش الحانی خود قرآن عظیم میں مطلوب ومندوب ہوئی تو یہ شعر ہے یہاں اگر الحان کے لئے مد قصر وحرکات وسکنات وغیرہ ہیٔات حروف میں کچھ تغیر بھی ہو تو حرج نہیں جب کہ صرف سادہ خوش الحانی ہو اور تمام منکرات شرعیہ سے خالی ہو، اس قدر کو عرف میں پڑھنا کہتے ہیں۔

نہ کہ گانا کہ موسیقی کے اوزان مقررہ نغمان محررہ طرقات مطربہ قرعات معجبہ اتار چڑھاؤ زیر و بم تان گٹکری تال سم کی رعایت سے رنڈیوں ڈومنیوں مراثیوں ڈھاریوں نقالوں قوالوں وغیرہم میں معمول اور باوضع شرفاء مہذبین صنعا میں معیوب ومخذول۔

محمود ومباح اشعار کا سادہ خوش الحانی سے پڑھنا بھی زمانہ صحابہ وتابعین وائمہ دین مجوز ومقبول ہے بلکہ خود بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے ماثور ومنقول بلکہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہونا منقول، حضور سنتے اور انکار نہ فرماتے بارگاہ رسالت میں حدی خوانی پر صحابہ مقرر تھے۔ کہ اپنی خوش الحانیوں دلکش صدی خوانیوں سے اونٹوں کو راہ روی میں وارفتہ بناتے، انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برادر اکرم سیدنا براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود موکب اقدس کے حدی خواں تھے عجب آواز دلکش رکھتے اور بہت خوبی سے اشعار حدی پڑھتے یہ اجلہ صحابہ کرام سے ہیں بدر کے سوا سب مشاہد میں حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نسبت فرمایا: بہت الجھے بال میلے کپڑے والے جن کی کوئی پروا نہ کرے ایسے ہیں کہ اللہ عزوجل پر کسی بات میں قسم کھالیں تو خدا ان کی قسم سچی ہی کرے انھیں میں سے براء بن مالک ہے۔

(جامع الترمذی،ابواب المناقب ،مناقب البراء بن مالك ،ج2، ص626،امین کمپنی ،دہلی)

ایک روز انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس گئے اس وقت اشعار

اپنے الحان سے پڑھ رہے تھے انھوں نے کہا کہ آپ کو اللہ عزوجل نے وہ چیز عطا فرمائی جو اس سے بہتر ہے یعنی قرآن عظیم فرمایا کیا یہ ڈرتے ہو کہ بچھونے پر مروں گا خدا کی قسم اللہ مجھے شہادت سے محروم نہ کرے گا سو کافر تو میں نے تنہا قتل کئے ہیں اور جو شرکت میں مارے ہیں وہ علاوہ۔

(الاصابة فی تمیز الصحابة،ترجمه البراء بن مالك ،ج1،ص143،دارصادر ،بیروت)

انجشہ حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدی خوانی کرتے ان کی خوش آوازی مشہور تھی حجۃ الوداع شریف میں حدی پڑھی ہے اور اونٹ گرمائے بہت تیز چل نکلے، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انجشہ ! آہستہ، شیشیوں کے ساتھ نرمی کر۔

(صحیح مسلم ،ج2،ص255،قدیمی کتب خانه، کراچی ☆شرح الزرقانی علی المواهب اللدینه ،المقصد الثانی، الفصل السابع ،ج3،ص377، دارالمعرفة بیروت)

شیشیوں سے مراد عورتیں ہیں، یعنی اونٹ اتنے تیز نہ کرو کہ تکلیف ہوگی یا عورتوں کا مجمع ہے خوش الحانی حد سے نہ گزارو۔

ان کے سوا سیدنا عبداللہ بن رواحہ سیدنا عامر بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے حدی خوانی کرتے چلتے۔

روز عمرۃ القضاء جب لشکر ظفر پیکر محبوب اکبر صلی اللہ علیہ وسلم باہزاراں جاہ وجلال داخل مکہ ہوا ہے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے آگے رجز کے اشعار سناتے کافروں کی جگہ پر تیر برساتے جا رہے تھے امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منع کیا کہ اے ابن رواحہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے اور اللہ جل جلالہ کے حرم میں یہ شعر خوانی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پڑھنے دو کہ یہ ان پر تیروں سے زیادہ کارگر ہے۔ اور ایک حدیث میں آیا ارشاد فرمایا: اے عمر! ہم سن رہے ہیں تم بھی خاموش رہو۔

بالجملہ ممانعت منازعت جو کچھ ہے گانے میں ہے یا معاذ اللہ اشعار ہی خود
بُرے ہوں اگر چہ بظاہر نعت وحقیقت کا نام ہو جیسے بے قیدوں کے خلاف شرع شعر کو
توہین انبیائے کرام وملائکہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام بلکہ تنقیص شان سید الانام علیہ وعلیٰ
آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام بلکہ گستاخی وبے ادبی بارگاہ عزت ذی الجلال والاکرام کچھ اٹھا نہ
رکھیں اور نعت ومنقبت کا نام بدنام یا محل محل فتنہ خواہ مظنہ فتنہ ہو جیسے زن اجنبیہ کا مردوں
کے جلسے میں خوش الحانی کرنا یا خارج سے امور نامشروعہ کا قدم درمیان ہو مثلاً مزامیر،
تالیاں، لچکا، توڑا، بھاؤ، بتانا جیسے آج کل بعض بے شرم واعظان نیچری مشرب
آزادی مذہب نے اپنی مجلس گرم کرنے کا انداز بنا رکھا ہے۔ اشعار گائیں مثنوی مولانا
روم کے اور رنگ رچائیں مثنوی میر حسن کی دھوم کے الی غیر ذلك من
المحذورات والمجتنبة والمحظورات المتجلية (اسکے علاوہ اجتناب کردہ
محرمات اور لائے ہوئے ممنوعات ہیں۔)
سادہ خوش الحانی کے ساتھ جائز شعر خوانی کے جواز میں اصلا جائے کلام نہیں
بلکہ اشعار محمودہ بہ نیت محمودہ اعمال محمودہ میں سے ہیں اور باعث اجر و رضائے رب ودود
ہیں۔ (ملخص از فتاوی رضویہ، جلد23، صفحہ363تا365، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

عورت کی نعت خوانی

سوال: عورت کا لاؤڈ سپیکر پر اس طرح نعت شریف پڑھنا کہ اس کی آواز
کسی نامحرم تک جائے، شرعا کیسا ہے؟
جواب: کسی عورت کا خوش الحانی کے ساتھ لاؤڈ سپیکر پر یا اس کے بغیر اس
طرح باآواز بلند نعت شریف وغیرہ پڑھنا کہ اس کی آواز کسی نامحرم تک جائے حرام
وناجائز ہے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''نغمة المرأة عورة'' ترجمہ:

عورت کی خوش الحانی والی آواز پردہ ہے۔
(ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، مطلب فی ستر العورۃ، جلد2، صفحہ96، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)
امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے پوچھا گیا کہ ''عورتوں کا
بیان میلاد شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زنانی محفل میں باآواز بلند نثر ونظم پڑھنا اور
نظم خوش آوازی ولحن کے ساتھ پڑھنا اور مکان کے باہر سے ہمسایہ کے مردوں اور نا
محرموں کا سننا تو ایسا پڑھنا جائز ہے یا نا جائز ہے؟'' تو آپ نے جواباً ارشاد
فرمایا ''عورت کا خوش الحانی سے باآواز ایسا پڑھنا کہ نامحرموں کو اسکے نغمہ کی آواز جائے
حرام ہے۔'' (فتاوی رضویہ، ج22، ص242، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

امرد سے نعت سننا

سوال: خوبصورت امرد کی نعت سننا کیسا ہے؟
جواب: خوبصورت امرد جس کی خوش آوازی سے اندیشۂ فتنہ ہو، اس سے
نعت نہ سنی جائے۔ خاتم المحققین ابن عابدین علامہ امین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''تتار
خانیہ'' کے حوالے سے فرماتے ہیں ''لہ شرائط ان لایکون فیھم امرد'' محفلِ سماع
کی چھ شرائط ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان میں امرد نہ ہو۔
(ردالمحتار، ج5، ص222، دار احیاء التراث، بیروت)
صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ''امرد
خوبصورت خوشگلو وخوش آواز جس کی خوش آوازی سے پڑھنے میں اندیشۂ فتنہ ہو، اس
سے نہ پڑھوایا جائے۔'' (فتاوی امجدیہ، حصہ4، ص133، مکتبۂ رضویہ، کراچی)
سوال: محافلِ نعت میں امردوں کو بازو بنا کر پڑھنا درست ہے یا نہیں؟
جواب: امرد کہ اپنی خوبصورتی یا خوش آوازی سے محل اندیشہ فتنہ ہو خوش
الحانی میں اسے بازو بنانے سے ممانعت کی جائے گی فان ھذا الشرع المطھر جاء

بسد الذرائع واللہ لایحب الفساد۔(کیونکہ یہ پاک شریعت ناجائز ذرائع کی روک تھام کرتی ہے اللہ تعالیٰ فتنہ وفساد کو پسند نہیں فرماتا) منقول ہے کہ عورت کے ساتھ دوشیطان ہوتے ہیں اور امرد کے ساتھ ستّر۔علماء فرماتے ہیں امرد کا حکم مثل عورت کے ہے۔ردالمحتار میں ہے'' الغلام اذا بلغ مبلغ الرجال ولم یکن صبیحا فحکمه حکم الرجال وان کان صبیحا فحکمه حکم النساء''

ترجمہ: لڑکا جب مردوں کی حد کو پہنچ جائے اور خوبصورت نہ ہو تو وہ مردوں کا حکم رکھتا ہے یعنی اس پر مردوں والے حکم کا اطلاق ہوگا اور اگر وہ خوبصورت ہو تو عورتوں کا حکم رکھتا ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الحظروالاباحة، ج5، ص233، فصل فی النظروالمس، داراحیاء التراث العربی، بیروت ☆فتاوی رضویہ، ج23، ص721، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

نعت خواں کا پیسے لینا کیسا؟

سوال: نعت خوانی کرنے کے عوض پیسے لینا کیسا ہے؟

جواب: اس کی مختلف صورتیں ہیں، بعض صورتوں میں ناجائز ہے اور بعض صورتوں میں جائز ہے:

(1) پہلے طے کرلیا کہ نعت خوانی کے بدلے اتنے پیسوں لوں گا، یہ صورت ناجائز ہے، لینا دینا دونوں ناجائز ہیں کیونکہ یہ طاعت (عبادت) پر اجارہ ہے اور (سوائے مستثنیٰ صورتوں کے) طاعات پر اجارہ ناجائز وگناہ ہے۔

(2) طے تو نہیں کیا مگر عرفاً معلوم ہے کہ اجرت پر پڑھ رہے ہیں یا پڑھانے والے اجرت دیں گے، اگر یہ نہ پڑھیں تو نہ دیں، اور وہ نہ دیں تو یہ نہ پڑھیں تو ایسی صورت میں لینا اور دینا ناجائز ہے، لینے والا اور دینے والا دونوں گنہ گار ہوں گے۔

(3) اگر عرف میں ایسے نہیں ہے بلکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے

پڑھیں اور دل میں کسی عوض کا خیال نہ کریں حتی کہ یقین بھی ہو کہ نہ دینگے اسکے باوجود پڑھیں، ایسی صورت میں کسی لفظی یا عرفی تقرر کے بغیر پڑھنے والوں کو دیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(4) ایسی جگہ جہاں عرف میں لینا دینا ہوتا ہو، پڑھنے والے پہلے شرط کریں کہ ہم کچھ نہ لیں گے اور اس کے بعد اگر دینے والے دیں تو یہ بھی جائز ہے کیونکہ صراحت دلالت پر فوقیت رکھتی ہے۔

(5) ایک جواز کی صورت یہ ہے کہ نعت خواں کو مقررہ وقت مثلاً کچھ گھنٹوں جیسے رات آٹھ سے دس بجے تک اپنی خدمت یا کام کے لئے مقررہ اجرت جس پر فریقین راضی ہوں، اجیر بنالیں، تو اتنے وقت کے لئے یہ حضرات نوکر ہوں گے اور اپنے آپ کو پابند بنانا واجب ہوگا تو اجرت پر رکھنے والوں کو حق ہوگا کہ وہ جو خدمت ان سے چاہیں لیں، انہی خدمات میں سے نعت خوانی بھی ہوگی، اس صورت میں دینا ضروری اور لینا جائز ہوگا کیونکہ اب ان کی ذات سے منافع پر اجارہ ہے، طاعات وعبادات پر نہیں ہے۔

(6) وہ پیسے جو (عقد میں طے کیے بغیر) لٹائے جاتے ہیں یہ ان کے حق میں انعام ہے جسے لینا جائز ہے کہ وہ مال ہے جو بغیر کسی شرط کے ہے جسے فقہاء کرام نے مباح قرار دیا ہے۔

دررالحکام شرح غررالحکام میں ہے''والأصل أن الإجارة لا تجوز عندنا على الطاعات والمعاصي لكن لما وقع الفتور في الأمور الدينية جوزها المتأخرون ولذا قال (ويفتى اليوم بصحتها) أي الإجارة لتعليم القرآن والفقه والإمامة والأذان ''ترجمہ: **اصل** یہ ہے کہ ہمارے نزدیک طاعات

ومعاصی یعنی نیکی وبدی کے کاموں پر اجارہ جائز نہیں مگر وہ صورتیں جن میں امورِ دینیہ میں نقصان واقع ہوا تو متاخرین نے جواز کا فتوی دیا،اسی وجہ سے فی زمانہ ان امور یعنی تعلیم قرآن،فقہ،امامت اور مؤذن پر اجارہ کی صحت کا فتوی دیا جاتا ہے۔

(دررالحکام شرح غررالحکام، کتاب الاجارۃ،باب مایفسدالاجارۃ،جلد 2،صفحہ233،دار احیاء الکتب العربیۃ،بیروت)

امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرمات ہیں:''قرآن عظیم کی تعلیم، دیگر دینی علوم اذان اور امامت پر اجرت لینا جائز ہے جیسا کہ متاخرین ائمہ نے موجودہ زمانہ میں شعائر دین وایمان کی حفاظت کے پیش نظر فتوی دیا ہے اور باقی طاعات مثلا زیارتِ قبورِ اموات کے لئے ختم قرآن،قراءت،**میلاد پاک سیدالکائنات** علیہ وعلی آلہٖ افضل الصلوۃ والتحیات **(یعنی نعت خوانی)** پر اصل ضابطہ کی بناء پر منع باقی ہے،اور عرف میں مقرر ومشہور لفظا مشروط کی طرح ہے۔لہذا ان باقی امور پر اجرت مقرر کی گئی یا عرفا معلوم ہے کہ اجرت پر پڑھ رہے ہیں یا پڑھانے والے اجرت دیں گے،اگر یہ نہ پڑھیں تو نہ دیں،اور وہ نہ دیں تو یہ نہ پڑھیں تو ایسی صورت میں لینا اور دینا ناجائز ہے، لینے والا اور دینے والا دونوں گنہ گار ہوں گے۔اگر عرف میں ایسے نہیں ہے بلکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے پڑھیں اور دل میں کسی عوض کا خیال نہ کریں حتی کہ یقین بھی ہو کہ نہ دینگے اسکے باوجود پڑھیں،ایسی صورت میں کسی لفظی یا عرفی تقرر کے بغیر پڑھنے والوں کو دیں تو کوئی مضائقہ نہیں ایسی جگہ جہاں عرف میں لینا دینا ہوتا ہو، پڑھنے والے پہلے شرط کریں کہ ہم کچھ نہ لیں گے اور اس کے بعد اگر دینے والے دیں تو یہ بھی جائز ہے کیونکہ صراحت فائق ہوتی دلالت پر جیسا کہ فتاوٰی قاضیخان میں ہے۔اگر اجرت کی شرط پر پڑھنا حلال ہوجائے تو اس کی صورت یہ ہے کہ قراء اور حفاظ حضرات کو مقررہ وقت مثلا کوئی دن ہفتہ میں یا گھنٹے مثلا صبح سے دس بجے تک اپنی

خدمت یا کام کے لئے مقررہ اجرت جس پر فریقین راضی ہوں،اجیر بنالیں،تو اتنے وقت کے لئے یہ حضرات نوکر ہوں گے اور اپنے آپ کو پابند بنانا واجب ہوگا تو اجرت پر رکھنے والوں کو حق ہوگا کہ وہ جو خدمت ان سے چاہیں لیں،انہی خدمات میں سے میلاد خوانی وقرآن خوانی برائے ایصال ثواب فلاں بھی ہوگی،اس صورت میں دینا ضروری اور لینا جائز ہوگا کیونکہ اب ان کی ذات سے منافع پر اجارہ ہے، طاعات وعبادات پر نہیں ہے۔'' (فتاوٰی رضویہ،جلد20،صفحہ495،رضافائونڈیشن،لاہور)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں''اگر دینے والے نے یہ مال حسب دستور فی الواقع انعام یا بیل کے طور پر دیا تو ہبہ ٹھہرے گا۔۔۔فانما الامور بمقاصدھا وانما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئی مانوی''ترجمہ: کاموں کا مدار ان کے مقاصد پر ہے اور اعمال کا مدار ارادوں پر ہے لہذا ہر آدمی کے لیے وہی کچھ ہے جو اس نے ارادہ کیا ہے۔

(فتاوٰی رضویہ،جلد23،ص 509،مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مزید فرماتے ہیں:''وہ اس اجرت مقررہ پر مجرا لیتا ہے تو یہ بیل درحقیقت بیل نہیں بلکہ وہی اجرت ہے اور مغصوب میں داخل'' لان المعھود عرفا کالمذکور لفظاً ''(کیونکہ عرفاً معہود لفظاً مذکور کی طرح ہے)غرض ان صورتوں سے پاک ہو تو بیشک انعام اور بیل کا روپیہ ان کی ملک خاص ہے اور انہیں خود اس سے انتفاع اور دوسرے کو اس میں سے دینا جائز ہے۔''

(فتاوٰی رضویہ ،جلد23،صفحہ509،رضافائونڈیشن،لاہور)

لیکن نعت خوانی کے دوران نعت خوان کے اوپر پیسے پھینکنا خلافِ ادب ہے، نعت خوان کے اوپر پیسے پھینکنے کی بجائے ادب سے اس کے پاس رکھ دیے جائیں۔

سوال: زید راگ (ترنم) سے نعت پڑھتا ہے،نعت خوانی کے پیسے لیتا ہے

جو پیسے نہ دے اس کے ہاں نہیں جاتا۔اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس طرح کے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں ''زید نے جو اپنی مجلس خوانی خصوصاً راگ سے پڑھنے کی اُجرت مقرر رکھی ہے ناجائز وحرام ہے اس کا لینا اسے ہرگز جائز نہیں اس کا کھانا صراحۃً حرام کھانا ہے اس پر واجب ہے کہ جن جن سے فیس لی ہے یاد کر کے سب کو واپس دے، وہ نہ رہے ہوں تو ان کے وارثوں کو پھیرے، پتانہ چلے تو اتنا مال فقیروں پر تصدّق کرے، اور آئندہ اس حرام خوری سے توبہ کرے تو گناہ سے پاک ہو۔

اولاً تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک خود عمدہ طاعات واجل عبادات سے ہے اور طاعت وعبادت پر فیس لینی حرام، مبسوط پھر خلاصہ پھر عالمگیری میں ہے'' لایجوز الاستیجار علی الطاعات کالتذکیر ولایجب الاجر ''ترجمہ: نیک کاموں میں اجرت لینا جائز نہیں، جیسے وعظ کرنا۔اور اجرت واجب نہیں ہوگی۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الاجارہ، ج4، ص448، نورانی کتب خانہ، پشاور)

ثانیاً بیان سائل سے ظاہر کہ وہ اپنی شعر خوانی وزمزمہ سنجی کی فیس لیتا ہے یہ بھی محض حرام۔فتاوٰی عالمگیریہ میں ہے''لاتجوز الاجارۃ علی شئ من الغناء و قراءۃ الشعر ولااجر فی ذلک وھذا کلہ قول ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد رحمہم اللہ تعالٰی کذا فی غایۃ البیان ''ترجمہ: گانا اور اشعار پڑھنا (ایسے اعمال ہیں) ان میں سے کسی پر مزدوری اور اجرت لینا جائز نہیں اور نہ ان میں اجرت ہے۔امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالٰی تینوں کا یہ قول اور فتوٰی ہے، چنانچہ غایۃ البیان میں یونہی مذکور ہے۔

(فتاوی ہندیۃ، کتاب الاجارۃ، ج 4، ص449، نورانی کتب خانہ، پشاور☆فتاوی رضویہ، ج 23، ص722، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ایک اور مقام پر امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''اجارہ جس طرح صریح عقد زبان سے ہوتا ہے، عرفاً شرطِ معروف ومعہود سے بھی ہو جاتا ہے مثلاً پڑھنے پڑھوانے والوں نے زبان سے کچھ نہ کہا مگر جانتے ہیں کہ دینا ہوگا، وہ (پڑھنے والے بھی) سمجھ رہے ہیں کہ ''کچھ'' ملے گا، انہوں نے اس طور پر پڑھا، انہوں نے اس نیت سے پڑھوایا، اجارہ ہوگیا اور اب دو وجہ سے حرام ہوا، ایک تو طاعت (یعنی عبادت) پر اجارہ یہ خود حرام، دوسرے اجرت اگر عرفاً معین نہیں تو اس کی جہالت کی وجہ سے اجارہ فاسد یہ دوسرا حرام۔''

(فتاوی رضویہ ملخصاً، ج19، ص486، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مقرر کا پیسے لینا کیسا؟

سوال: مقرر کا تقریر و بیان کی اجرت لینا کیسا ہے؟

جواب: فی زمانہ مقرر کا تقریر و بیان کی اجرت لینا جائز ہے۔امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ''اصل حکم یہ ہے کہ وعظ پر اجرت لینی حرام ہے۔ درمختار میں اسے یہود ونصارٰی کی ضلالتوں میں سے گنا مگر ''کم من احکام یختلف باختلاف الزمان، کما فی العالمگیریہ''(بہت سے احکام زمانہ کے اختلاف سے مختلف ہوجاتے ہیں جیسا کہ عالمگیریہ میں ہے۔) کلیہ غیر مخصوصہ کہ طاعات پر اُجرت لینا ناجائز ہے ائمہ نے حالات زمانہ دیکھ کر اس میں سے چند چیزیں بضرورت مستثنٰی کیں: امامت، اذان، تعلیم قرآن مجید، تعلیم فقہ، کہ اب مسلمانوں میں یہ اعمال بلانکیر معاوضہ کے ساتھ جاری ہیں، مجمع البحرین وغیرہ میں ان کا پانچواں وعظ گنا وبس۔فقیہ ابواللیث سمرقندی فرماتے ہیں ''میں چند چیزوں پر فتوٰی دیتا تھا، اب ان سے رجوع کیا، ازانجملہ میں فتوٰی دیتا تھا کہ عالم کو جائز نہیں کہ دیہات میں دورہ کرے اور وعظ کے عوض تحصیل کرے مگر اب اجازت

دیتا ہوں، لہذا یہ ایسی بات نہیں جس پر نکیر لازم ہو۔"

(فتاوی رضویه شریف، جلد19، صفحه538، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: "بعض علماء نے وعظ کو بھی ان امور مستثنٰی میں داخل کیا جن پر اس زمانہ میں اخذِ اجرت (اجرت لینا) مشائخ متاخرین نے بحکم ضرورت جائز رکھا۔" (فتاوی رضویه، جلد19، صفحه435، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

وجد اور دھمال

سوال: محفل میلاد شریف میں لوگوں کو وجد آجاتا ہے جس کی وجہ سے بلااختیار دھمال کرتے ہیں یا بغیر وجد کے بالاختیار دھمال کرتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کی تین صورتیں ہیں، وجد کہ حقیقۃً دل بے اختیار ہوجائے اس پر تو مطالبہ کے کوئی معنی نہیں، دوسرے تواجد یعنی باختیارِ خود وجد کی سی حالت بنانا، یہ اگر لوگوں کے دکھاوے کو ہو تو حرام ہے اور ریا اور شرک خفی ہے، اور اگر لوگوں کی طرف نظر اصلاً نہ ہو بلکہ اہل اللہ سے تشبہ اور بہ تکلف ان کی حالت بنانا کہ امام حجۃ الاسلام وغیرہ اکابر نے فرمایا ہے کہ اچھی نیت سے حالت بناتے بناتے حقیقت مل جاتی ہے اور تکلیف دفع ہو کر تواجد سے وجد ہوجاتا ہے تو یہ ضرور محمود ہے مگر اس کے لئے خلوت مناسب ہے مجمع میں ہونا اور ریا سے بچنا بہت دشوار ہے، پھر بھی دیکھنے والوں کو بدگمانی حرام ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾ ترجمہ: اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو کہ کچھ گمان گناہ ہیں۔ (پ26، سورۃ الحجرات، آیت12)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث)) ترجمہ: گمان سے بچو کہ گمان سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الادب، ج2، ص896، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

جسے وجد میں دیکھو یہی سمجھو کہ اس کی حالت حقیقی ہے اور اگر تم پر ظاہر ہو جائے کہ وہ ہوش میں ہے اور باختیار خود ایسی حرکات کر رہا ہے تو اسے صورتِ دوم (اہل اللہ سے تشبہ) پر محمول کرو جو محمود ہے یعنی محض اللہ کے لئے نیکوں سے تشبہ کرتا ہے نہ کہ لوگوں کے دکھاوے کو، ان دونوں صورتوں میں نیت ہی کا تو فرق ہے اور نیت امر باطن جس پر اطلاع اللہ و رسول کو ہے جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، تو اپنی طرف سے بری نیت قرار دے لینا برے ہی دل کا کام ہے۔ ائمہ دین فرماتے ہیں "الظن الخبیث انما یشأ من القلب الخبیث" ترجمہ: خبیث گمان خبیث ہی دل سے پیدا ہوتا ہے۔

(فیض القدیر، تحت حدیث 2901 ایاکم والظن الخ، ج3، ص123، دارالمعرفة، بیروت)(فتاوی رضویه، ج23، ص745، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

بے وضو نعت خوانی کا حکم

سوال: کیا بے وضو میلاد شریف یا نعت شریف پڑھنا جائز ہے؟

جواب: ذکر شریف حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم باوضو ہونا مستحب ہے اور بے وضو بھی جائز اگر نیت معاذ اللہ استخفاف کی نہ ہو، حدیث صحیح میں ہے ((کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یذکر اللہ علی کل احیانه)) ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔

اور اگر عیاذاً باللہ استخفاف وتحقیر کی نیت ہو تو صریح کفر ہے، یونہی مسائل شرعیہ کے ساتھ استہزاء صراحۃً کفر ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ o لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ﴾ ترجمہ: اے میرے محبوب رسول! ان لوگوں سے فرما دیجئے کیا تم اللہ تعالیٰ، اس کی

آیات اوراس کے رسول سے استہزاًاور مذاق کرتے ہو، بہانے نہ بناؤ کیونکہ تم ایمان کاانکارکرنے والے ہو۔ (پ10،سورۃالتوبۃ،آیت65,66)

(فتاوی رضویہ،ج23،ص736،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

حرام کام کرنے والے سے نعت خوانی کرانا

سوال: ایک شخص حرام کرنے والا مولود پڑھتا ہے اور حرام سے توبہ کرتا ہے اور بعد مولود پڑھنے کے پھر حرام کرنے پر کمر باندھے ہے تو اس سے میلاد پڑھوانا کیسا ہے؟ یا ویسے ہی محفلِ میلاد میں بلانا کیسا ہے؟

جواب: جس شخص کی نسبت معروف ومشہور ہے کہ معاذ اللہ وہ حرام کار ہے اس سے میلاد شریف پڑھوانا اوراسے چوکی (سٹیج) پربٹھانا منع ہے، کما فی تبیین الحقائق وفتح اللّٰہ المعین وغیرھما، فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعا۔ ترجمہ: جیسا کہ تبیین الحقائق، فتح اللہ المعین اور دیگر کتب میں مذکور ہے کہ فاسق کو آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ شریعت میں لوگوں پر اس کی توہین واجب ہے۔

مگر شہرت صحیح ہو نہ جھوٹی بے معنی تہمت، جیسے آج کل بہت نااہل جاہل خدا ناترس اپنے جھوٹے اوہام کے باعث مسلمانوں پر اتہام لگادیتے ہیں اس سے وہ خود سخت حرام وکبیرہ کے مرتکب اور شدید سزا کے مستحق ہوتے ہیں۔رہا خالی بلانا وہ مصلحت دینی پر ہے، اگر جانے کہ بہ نرمی سمجھانے میں زیادہ اثر کی امید ہے تو یونہی کرے اوراگر جانے کے دور کرنے اور سختی برتنے میں زیادہ نفع ہوگا، تو یہی کرے، اور حال یکساں ہے تو شریعت کی غیرت اور دوسروں کی عبرت کیلئے علانیہ دوری بہتر اوراپنے عیبوں پر نظر اور مسلمانوں کے ساتھ رفق ورحمت کے لئے خفیہ نرمی اولٰی۔

(فتاوی رضویہ،ج23،ص737،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

داڑھی منڈے سے نعت پڑھوانا

سوال: داڑھی منڈے یا مٹھی سے کم داڑھی والے سے میلاد پڑھوانا (نعت خوانی کروانا) کیسا ہے؟

جواب: امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ سے اس طرح کا سوال ہوا تو ارشاد فرمایا ''ان لوگوں سے میلاد شریف نہ پڑھوایا جائے، تبیین الحقائق میں ہے: لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعاً، ترجمہ: اس لئے کہ اس کو آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ لوگوں پر شرعی طور پر اس کی توہین ضروری ہے۔''

(فتاوی رضویہ،22،ص691،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

ایمانِ ابوین

سوال: کیا سرورکائنات فخر موجودات رسول خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ماں باپ مومن تھے؟

جواب: جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین مومن تھے، بلکہ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر آپ کے والدین تک سارے آباء وامہات ہر زمانہ اور ہر طبقہ میں صاحبِ ایمان تھے ان میں سے کوئی بھی مشرک نہیں تھا۔

سوال: حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کے ایمان پر قرآن و حدیث سے دلائل ارشاد فرمادیں۔

جواب: قرآن و سنت میں سرورکائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے والدین کے مومن ہونے پر متعدد دلائل موجود ہیں جن میں سے بعض درج ذیل ہیں۔

دلیل نمبر 1: اللہ عزوجل فرماتا ہے ﴿وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ﴾ ترجمہ: بیشک مسلمان غلام بہتر ہے مشرک سے۔

(پ2، سورۃالبقرۃ، آیت221)

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((بعثت من خير قرون بني أدم قرناً فقرناً حتى كنت من القرن الذي كنت منه)) ترجمہ: میں ہر قرن وطبقہ میں تمام قرون بنی آدم کے بہتر سے بھیجا گیا یہاں تک کہ اس قرن میں ہوا جس میں میں پیدا ہوا۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج 1، ص503، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

حضرت امیرالمومنین مولی المسلمین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی حدیث صحیح میں ہے ((لم يزل على وجه الدهر (الارض) سبعة مسلمون

فصاعداً فلولاذٰلك هلكت الارض ومن عليها)) ترجمہ: روئے زمین پر ہر زمانے میں کم سے کم سات مسلمان ضرور رہے ہیں، ایسا نہ ہوتا تو زمین واہل زمین سب ہلاک ہوجاتے۔

(شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية بحواله عبدالرزاق وابن المنذر، المقصد الاول، ج 1، ص174، دارالمعرفة، بیروت)

حضرت عالم القرآن حبر الامۃ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے ((ماخلت الارض من بعد نوح من سبعة يدفع الله بهم عن اهل الارض)) ترجمہ: نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد زمین کبھی سات بندگانِ خدا سے خالی نہ ہوئی جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اہل زمین سے عذاب دفع فرماتا ہے۔

(شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية بحواله احمد فی الزہد الخ، المقصد الاول، ج 1، ص174، دارالمعرفة، بیروت)

جب صحیح حدیثوں سے ثابت کہ ہر قرن وطبقے میں روئے زمین پر کم از کم سات مسلمان بندگان مقبول ضرور رہے ہیں، اور خود صحیح بخاری شریف کی حدیث سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن سے پیدا ہوئے وہ لوگ ہر زمانے میں، ہر قرن میں خیار قرن سے، اور آیت قرآنیہ ناطق کہ کوئی کافر اگرچہ کیسا ہی شریف القوم، بالانسب ہو، کسی غلام مسلمان سے بھی خیر وبہتر نہیں ہوسکتا تو واجب ہوا کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباء وامہات ہر قرن اور طبقہ میں انہیں بندگان صالح ومقبول سے ہوں ورنہ معاذ اللہ صحیح بخاری میں ارشاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقرآن عظیم میں ارشاد حق جل وعلا کے مخالف ہوگا۔

دلیل نمبر 2: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ﴾ ترجمہ: کافر تو ناپاک ہی ہیں۔ (پ10، سورۃ التوبۃ، آیت28)

اورحدیث میں ہے حضور سیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((لم یزل اللہ عزوجل ینقلنی من اصلاب الطیبة الی الارحام الطاھرة مصفی مھذبا لاتنشعب شعبتان الا کنت فی خیرھما)) ترجمہ: ہمیشہ اللہ تعالیٰ مجھے پاک پشتوں سے پاکیزہ رحموں میں منتقل فرماتا رہا صاف ستھرا آراستہ جب دو شاخیں پیدا ہوئیں، میں ان میں سے بہتر شاخ میں تھا۔

(دلائل النبوة لابی نعیم ،الفصل الثانی،ص11,12،عالم الکتب، بیروت)

اورایک حدیث میں ہے،فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ((لم ازل انقل من اصلاب الطاھرین الیٰ ارحام الطاھرات)) ترجمہ: میں ہمیشہ پاک مردوں کی پشتوں سے پاک بیبیوں کے پیٹوں میں منتقل ہوتا رہا۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیة بحوالہ ابی نعیم عن ابن عباس، المقصدالاول،ج1،ص174، دارالمعرفة ،بیروت☆ الحاوی للفتاوی ،مسالک الحنفاء فی والدی المصطفیٰ ،ج 2،ص210، دارالکتب العلمیة ،بیروت)

دوسری حدیث میں ہے،فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ((لم یزل اللہ ینقلنی من الاصلاب الکریمة والارحام الطاھرة حتی اخرجنی من بین ابوی)) ترجمہ: ہمیشہ اللہ عزوجل مجھے کرم والی پشتوں اور طہارت والے شکموں میں نقل فرماتا رہا۔ یہاں تک کہ مجھے میرے ماں باپ سے پیدا کیا۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ،فصل واما شرف نسبه المطبعة الشرکة الصحافیةفی البلاد العثمانیه،ج1،ص286 ☆نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض ،بحوالہ ابن ابی عمرو العدنی ،ج1،ص435،مرکز اہلسنت برکات رضا ،گجرات، ہند)

توضرور ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آبائے کرام طاہرین وامہاتِ کرام طاہرات سب اہلِ ایمان وتوحید ہوں کہ بنصِ قرآن عظیم کسی کافروکافرہ کے لئے کرم وطہارت سے حصہ نہیں۔

دلیل نمبر3: اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا﴿وَتَوَکَّلْ عَلَی الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ۝ الَّذِیْ یَرٰکَ حِیْنَ تَقُوْمُ ۝ وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ ۝﴾ ترجمہ: بھروسا کرزبردست مہربان پر جو تجھے دیکھتا ہے جب تو کھڑا ہوا، اور تیرا کروٹیں بدلنا سجدہ کرنیوالوں میں۔ (پ19،سورةالشعراء،آیت217تا219)

امام رازی فرماتے ہیں ''آیت کے معنی یہ ہیں کہ حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور پاک ساجدوں سے ساجدوں کی طرف منتقل ہوتا رہا۔

(مفاتیح الغیب تحت آیت219،ج24،149)

تو آیت اس پردلیل ہے کہ سب آبائے کرام مسلمین تھے۔

امام سیوطی وامام ابن حجر وعلامہ زرقانی وغیرہم اکابر نے اس کی تقریر وتائید وتاکید وتشیید فرمائی۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیة، المقصد الاول، باب وفات امه صلی اللہ علیه وسلم ،ج 1، ص174،دارالمعرفه، بیروت)

دلیل نمبر4: اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے﴿وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی﴾ ترجمہ: البتہ عنقریب تجھے تیرا رب اتنا دے گا کہ تو راضی ہوجائے گا۔ (پ30،سورةالضحی،آیت5)

اللہ اکبر! بارگاہ عزت میں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت ووجاہت ومحبوبیت کہ امت کے حق میں تو رب العزت جل وعلا نے فرمایا ہی تھا ((سنرضیك فی امتك ولا نسئوك)) ترجمہ: قریب ہے کہ ہم تجھے تیری امت کے باب میں راضی کردینگے اور تیرا دل برانہ کریں گے۔

(صحیح مسلم ،کتاب الایمان ،باب دعا النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم لامته الخ،ج1،ص113، قدیمی کتب خانه، کراچی)

اس عطا ورضا کا مرتبہ یہاں تک پہنچا کہ صحیح حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوطالب کی نسبت فرمایا ((وجدته فی غمرات من النار فاخرجته الی ضحضاح)) ترجمہ: میں نے اسے سراپا آگ میں ڈوبا ہوا پایا تو کھینچ کر ٹخنوں تک کی آگ میں کردیا۔

(صحیح البخاری ، کتاب المناقب، قصه ابی طالب، ج 1، ص 548، ☆ کتاب الادب، کنیة المشرك ج 2، ص 917، ☆ صحیح مسلم ، باب شفاعة النبی صلی الله تعالی علیه وسلم لابی طالب الخ، ج 1، ص 115، ☆ مسند احمد بن حنبل، عن العباس بن عبد المطلب رضی الله تعالی عنه ج 1، ص 206، المکتب الاسلامی، بیروت)

دوسری روایت صحیح میں فرمایا ((ولو لا انا لکان فی الدرك الاسفل من النـــار)) ترجمہ: ترجمہ: اگر میں نہ ہوتا تو ابوطالب جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوتا۔

(صحیح مسلم ، کتاب الایمان، باب شفاعة النبی صلی الله تعالی علیه وسلم لابی طالب، ج 1، ص 115، قدیمی کتب خانه ، کراچی ☆ صحیح البخاری، کتاب المناقب باب قصة ابی طالب ، ج 1، ص 548 ☆ کتاب الادب ، باب کنیة المشرك ، ج 2، ص 917)

دوسری حدیث صحیح میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ((اھون اھل النار عذابا)) ترجمہ: دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب پر ہے۔

(مسند امام احمدبن حنبل، ج 4، ص 387، مسند عبد الله بن عباس، مطبوعه موسسة الرساله)

اور یہ ظاہر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو قرب والدین کریمین کو ہے، ابوطالب کو اس سے کیا نسبت؟ پھر ان کا عذر بھی واضح کہ نہ انھیں دعوت پہنچی نہ انھوں نے زمانہ اسلام پایا، تو اگر معاذ اللہ وہ اہل جنت نہ ہوتے تو ضرور تھا کہ ان پر ابوطالب سے بھی کم عذاب ہوتا اور وہی سب سے ہلکے عذاب میں ہوتے۔ یہ حدیث صحیح کے خلاف ہے تو واجب ہوا کہ والدین کریمین اہل جنت ہیں،

و لله الحمد ۔

دلیل نمبر 5: جناب صادق ومصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ اہل نار میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب پر ہے۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ ابو طالب پر یہ تخفیف کس وجہ سے ہے؟ آیا اپنے اعمال (یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاری وغمخواری وپاسداری وخدمت گزاری) کے باعث یا اس لئے کہ سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان سے محبت طبعی تھی، حضور کو ان کی رعایت منظور تھی۔

شق اول تو باطل ہے، کہ ان کے اعمال کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہو کیونکہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے ﴿ وَقَدِمْنَا إِلَى مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًا ﴾ ترجمہ: اور جو کچھ انھوں نے کام کئے تھے ہم نے قصد فرما کر انھیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرے کردیا کہ روزن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔ (پ 19، سورۃ الفرقان، آیت 23)

صاف ارشاد ہوتا ہے کہ کافر کے سب عمل برباد محض ہیں، تو پھر یقیناً شق ثانی ہی صحیح ہے اور یہی ان احادیث صحیحہ مذکورہ سے مستفاد، ابوطالب کے عمل کی حقیقت تو یہاں تک تھی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سراپا آگ میں غرق پایا، عمل نے نفع دیا ہوتا تو پہلے ہی کام آتا، پھر حضور کا ارشاد کہ میں نے اسے ٹخنوں تک کی آگ میں کھینچ لیا، میں نہ ہوتا تو جہنم کے طبقہ زیریں میں ہوتا۔

(صحیح البخاری ، کتاب المناقب، قصه ابی طالب، ج 1، ص 548، ☆ صحیح مسلم ، باب شفاعة النبی صلی الله تعالی علیه وسلم لابی طالب الخ، ج 1، ص 115، ☆ مسند احمد بن حنبل، عن العباس بن عبد المطلب رضی الله تعالی عنه ج 1، ص 206، المکتب الاسلامی، بیروت)

لاجرم یہ تخفیف صرف محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پاس خاطر اور حضور کا اکرام ظاہر وباہر ہے اور بالبداہتہ واضح کہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاطر اقدس پر ابو

طالب کا عذاب ہرگز اتنا گراں نہیں ہوسکتا جس قدر معاذ اللہ والدین کریمین کا معاملہ، نہ ان سے تخفیف میں حضور کی آنکھوں کی وہ ٹھنڈک جو حضرات والدین کے بارے میں، نہ ان کی رعایت میں حضور کا وہ اعزاز واکرام جو حضرات والدین کے چھٹکارے میں، تو اگر عیاذاً باللہ وہ اہل جنت نہ ہوتے تو ہر طرح سے وہی اس رعایت وعنایت کے زیادہ مستحق تھے، وبوجہ آخر فرض کیجئے کہ یہ ابوطالب کے حق پرورش وخدمت ہی کا معاوضہ ہے تو پھر کون سے پرورش کنندہ یا خدمت گزار کا حق، حق والدین کے برابر ہو سکتا ہے جسے رب العزت نے اپنے حق عظیم کے ساتھ شمار فرمایا﴿أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ﴾ حق مان میرا اور اپنے والدین کا۔ (پ21،سورہ لقمٰن،آیت14)

پھر ابوطالب نے جہاں برسوں خدمت کی، چلتے وقت رنج بھی وہ دیا جس کا جواب نہیں، ہر چند حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کلمہ پڑھنے کو فرمایا، نہ پڑھنا تھا نہ پڑھا، جرم وہ کیا جس کی مغفرت نہیں۔ عمر بھر معجزات دیکھنا، احوال پر علم تام رکھنا اور زیادہ حجۃ اللہ قائم ہونے کا موجب ہوا، بخلاف ابوین کریمین کہ نہ انھیں دعوت دی گئی نہ انکار کیا، تو ہر وجہ، ہر لحاظ، ہر حیثیت سے یقیناً انھیں کا پلہ بڑھا ہوا ہے، تو ابوطالب کا عذاب سب سے ہلکا ہونا یونہی متصور کہ ابوین کریمین اہل نار ہی سے نہ ہوں۔ وھو المقصود والحمد للہ العلی الودود (اور تمام تعریفیں بلندی ومحبت والے اللہ کے لئے ہیں) اور وہی مقصود ہے۔

دلیل نمبر 6: مولیٰ عزوجل نے فرمایا﴿لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ﴾ ترجمہ: برابر نہیں دوزخ والے اور جنت والے، اور جنت والے ہی مراد کو پہنچے۔

(پ28،سورۃالحشر،آیت20)

حدیث میں ہے حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اولا واِمجادِ

حضرت عبدالمطلب سے ایک پاک طیبہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آتے دیکھا، جب پاس آئیں، فرمایا ((ماخرجك من بيتك ؟)) ترجمہ: اپنے گھر سے کہاں گئی تھیں؟

عرض کی ((آتیت اھل ھذا المیت فترحمت الیھم وعزیتھم بمیتھم)) ترجمہ: یہ جو ایک میت ہوگئی تھی میں ان کے یہاں دعائے رحمت اور تعزیت کرنے گئی تھی۔

فرمایا ((لعلك بلغت معھم الكدٰی)) ترجمہ: شاید تو ان کے ساتھ قبرستان تک گئی۔

عرض کی ((معاذاللہ ان اكون بلغتھاوقد سمعتك تذكر فی ذٰلك ماتذكر)) ترجمہ: خدا کی پناہ میں وہاں جاتی حالانکہ حضور سے سن چکی تھی جو کچھ اس بات میں ارشاد کیا۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ((لوبلغتھا معھم مارایت الجنة حتی یراھا جد ابیك)) ترجمہ: اگر تو ان کے ساتھ وہاں جاتی تو جنت نہ دیکھتی جب تک عبدالمطلب نہ دیکھیں۔

(سنن النسائی ،کتاب الجنائز، باب النعی ،ج1،ص265نور محمد کارخانہ ،کراچی ☆ سنن ابی داود ،کتاب الجنائز، باب التعزیة،ج2،ص89 آفتاب عالم پریس، لاہور)

یہ تو حدیث کا ارشاد ہے، اب ذرا عقائد اہلسنت پیش نظر رکھتے ہوئے انصاف کی نگاہ سے دیکھیں تو عورتوں کا قبرستان جانا زیادہ سے زیادہ بھی ہوتو گناہ ہو گا، اور ہرگز کوئی گناہ مسلمان کو جنت سے محروم اور کافر کے برابر نہیں کرسکتا، اہلسنت کے نزدیک مسلمان کا جنت میں جانا واجب شرعی ہے اگرچہ معاذ اللہ مواخذے کے بعد (داخلِ جنت ہو)، اور کافر کا جنت میں جانا محال شرعی کہ ابدالآباد تک کبھی ممکن ہی نہیں، اور نصوص کو حتی الامکان ظاہر پر محمول کرنا واجب، اور بے ضرورت تاویل

ناجائز، تو واجب ہوا کہ حضرت عبدالمطلب مسلمان واہل جنت ہوں اگر چہ مثل صدیق وفاروق وعثمان وعلی وزہرا وصدیقہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سابقین اولین میں نہ ہوں۔ اب (حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ) تم سے قبرستان جانا واقع ہوتا تو سابقین اولین کے ساتھ جنت میں جانا نہ ملتا بلکہ اس وقت جبکہ عبدالمطلب داخل بہشت ہوں گے۔

دلیل نمبر 7: ہمارے پروردگار (عزوعلی) عزوجلانے فرمایا: ﴿وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ ترجمہ: عزت تو اللہ ورسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے مگر منافقوں کو علم نہیں۔

(پ28، سورۃ المنافقین، آیت8)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ ترجمہ: اے لوگو! ہم نے بنایا تمہیں ایک نر و مادہ سے اور کیا تمہیں قومیں اور قبیلے کہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو، بے شک اللہ کے نزدیک تمہارا زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔ (پ26، سورۃ الحجرات، آیت13)

ان آیات کریمہ میں رب العزت جل وعلا نے عزت وکرم کو مسلمانوں میں منحصر فرمادیا اور کافر کو کتنا ہی قوم دار ہو، لئیم وذلیل ٹھہرایا اور کسی لئیم وذلیل کی اولاد سے ہونا کسی عزیز وکریم کے لیے باعث مدح نہیں ولہذا کافر باپ دادوں کے انتساب سے فخر کرنا حرام ہوا۔ صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((من انتسب الی تسعة أباء کفار یرید بهم عزّاوکرماً کان عاشرهم فی النار)) ترجمہ: جو شخص عزت وکرام چاہنے کو اپنی نو پشت کافر کا ذکر کرے کہ میں فلاں ابن فلاں کا بیٹا ہوں ان کا دسواں جہنم میں یہ شخص ہو۔

(مسند احمد بن حنبل، حدیث ابی ریحانہ، ج4، ص134، المکتب الاسلامی، بیروت)

اور احادیث کثیرہ مشہورہ سے ثابت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے فضائل کریمہ کے بیان اور مقام رجز ومدح میں بارہا اپنے آبائے کرام وامہات کرائم کا ذکر فرمایا۔

روزِ حنین کہ جب ارادۃ الٰہیہ سے تھوڑی دیر کیلئے کفار نے غلبہ پایا معدود بندے رکاب رسالت میں باقی رہے، اللہ غالب کے رسولِ غالب پر شان جلال طاری تھی ((انا النبی لاکذب انا ابن عبدالمطلب)) ترجمہ: میں نبی ہوں کچھ جھوٹ نہیں، میں ہوں بیٹا عبدالمطلب کا۔

(صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب من قادوابة غیره فی الحرب، ج1، ص401، قدیمی کتب خانه، کراچی ☆صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب غزوة حنین، ج2، ص100، قدیمی کتب خانه، کراچی)

حضور قصد فرمارہے ہیں کہ تنہا ان ہزاروں کے مجمع پر حملہ فرمائیں۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب وحضرت ابوسفیٰن بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما بغلہ شریف کی لگام مضبوط کھینچے ہوئے ہیں کہ بڑھ نہ جائے اور حضور فرمارہے ہیں ((انا النبی لاکذب انا ابن عبدالمطلب)) ترجمہ: میں سچا نبی ہوں، اللہ کا پیارا، عبدالمطلب کی آنکھ کا تارا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(المصنف لابن ابی شیبه، کتاب السیر، حدیث ۳۳۵۷۳، ج6، ص535، دارالکتب العلمیة، بیروت ☆کنزالعمال، حدیث ۳۰۲۷، ج10، ص540، مؤسسة الرسالة، بیروت)

پھر ایک مشت خاک دستِ پاک میں لیکر کافروں کی طرف پھینکی اور فرمایا ((شاهت الوجوه)) ترجمہ: چہرے بگڑ جائیں۔

(کنزالعمال، حدیث۳۰۲۱۳، ج10، ص541، مؤسسة الرسالة بیروت☆ جامع البیان (تفسیر ابن جریر)، تحت الآیة لقد نصرکم الله الخ، ج10، ص118، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

وہ خاک ان ہزاروں کافروں پر ایک ایک کی آنکھ میں پہنچی اور سب کے منہ پھر گئے، ان میں جو مشرف باسلام ہوئے وہ بیان فرماتے ہیں جس وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ کنکریاں ہماری طرف پھینکیں ہمیں یہ نظر آیا کہ زمین سے

آسمان تک تانبے کی دیوار قائم کردی گئی اور اس پر سے پہاڑ ہم پر لڑھکائے گئے، سوائے بھاگنے کے کچھ بن نہ آئی۔

اسی غزوہ کے رجز میں ارشاد فرمایا((انا ابن العواتك من بنی سلیم)) ترجمہ: میں بنی سلیم سے ان چند خاتونوں کا بیٹا ہوں جن کا نام عاتکہ تھا۔

(کنز العمال ، حدیث 31874،ج11،ص402،مؤسسة الرسالة، بیروت☆ المعجم الکبیر ،حدیث ٧٢٤،ج7،ص169،المکتبة الفیصلیة، بیروت)

علامہ مناوی صاحب تیسیر وامام مجدالدین فیروز آبادی صاحب قاموس وجوہری صاحب صحاح وصنعانی وغیرہم نے کہا"نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جدات میں نو بیبیوں کا نام عاتکہ تھا۔

(التیسیر شرح الجامع الصغیر، تحت الحدیث انا ابن العواتك ،ج 1،ص275،مکتبة الامام الشافعی ،ریاض☆الصحاح ،باب لا کاف، فصل العین، تحت لفظ عاتکه ،ج 4،ص1311،دار احیاء التراث العربی ،بیروت)

ابن بری نے کہا" وہ بارہ بیبیاں عاتکہ نام کی تھیں،تین سلمیات یعنی قبیلہ بنی سلیم سے،اوردوقرشیات،دوعدوانیات اورایک ایک کنانیہ،اسدیہ، ہذلیہ،قضاعیہ، ازدیہ۔" (تاج العروس ،باب الکاف، فصل العین ،ج7،ص159،داراحیاء التراث العربی، بیروت)

حدیث میں آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مقام مدح وبیان فضائل کریمہ میں اکیس پشت تک اپنا نسب نامہ ارشاد کرکے فرمایا: میں سب سے نسب میں افضل، باپ میں افضل،صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔تو بحکم نصوص مذکورہ ضرور ہے کہ حضور کے آباء وامہات مسلمین ومسلمات ہوں،ولله الحمد۔

دلیل نمبر 8:اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ نے ارشادفرمایا﴿إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ﴾ ترجمہ:اے نوح!یہ کنعان تیرے اہل سے نہیں یہ غیرصالح کام والا ہے۔ (پ12،سورہ ھود،آیت46)

آیہ کریمہ نے مسلم وکافر کا نسب قطع فرمادیا ولہذا ایک کا ترکہ دوسرے کو نہیں پہنچتا۔اورحدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ((نحن بنوالنضربن کنانة لاننتفی من ابینا)) ترجمہ:ہم نضر بن کنانہ کے بیٹے ہیں،ہم اپنے باپ سے اپنا نسب جدا نہیں کرتے۔

(کنز العمال ، حدیث 35513،ج12،ص4442،مؤسسة الرساله، بیروت☆ سنن ابن ماجة ، ابواب الحدود ،باب من نفی رجلا ن قبیلة، ص ١٩١،ایچ ایم سعید ،کمپنی کراچی☆ مسند احمد بن حنبل ، حدیث الاشعث بن قیس الکندی ،ج 5ص211,212،المکتب الاسلامی، بیروت ☆المعجم الکبیر، حدیث 2190,2191،ج2،ص286،المکتب الفیصلیة، بیروت☆مسند ابی داود الطیالسی، احادیث الاشعث بن قیس، حدیث 1049،ج4،ص141،دارالمعرفة، بیروت☆ الطبقات الکبرٰی لابن سعد،ذکر من انتمٰی الیه رسول الله صلی الله علیه وسلم،ج 10،ص23، دارصادر، بیروت☆ دلائل النبوة للبیهقی ، باب ذکر شرف اصل رسول الله صلی الله علیه وسلم ,ج1،ص173،دارالکتب العلمیه بیروت)

کفار سے نسب بحکم احکم الحاکمین منقطع ہے، پھر معاذ اللہ جدا نہ کرنے کا کیا محل ہوتا۔

دلیل نمبر 9 اور 10:اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ o ان الذین آمنو وعملو الصالحات اولئک هم خیر البریه o﴾ ترجمہ: بیشک سب کافر کتابی اورمشرک جہنم کی آگ میں ہیں،ہمیشہ اس میں رہیں گے، وہ سارے جہان سے بدتر ہیں، بے شک وہ جو ایمان لائے اوراچھے کام کئے سارے جہان سے بہتر ہیں۔ (پ30،سورۃالبینۃ،آیت6)

اورحدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں((غفر الله عزوجل لزید بن عمروورحمه فانه مات علی دین ابراهیم)) ترجمہ:اللہ عزوجل

نے زید بن عمرو کو بخش دیا اور ان پر رحم فرمایا کہ وہ دین ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام پر تھے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد ،ترجمه سعيد بن زيد، ج3،ص381،دارصادر، بیروت)

اور ایک اور حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **نے انکی نسبت فرمایا((رأیته فی الجنة یسحب ذیولا))** ترجمہ: میں نے اسے جنت میں ناز کے ساتھ دامن کشاں دیکھا۔

(فتح الباری، کتاب المناقب، حدیث زید بن عمرو بن نفیل،ج8،ص147، مصطفیٰ البابی، مصر)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **فرماتے ہیں((انا محمد بن عبدالله بن عبدالمطلب بن هاشم بن عبدمناف بن قصی بن كلاب بن مرة بن كعب بن لؤی بن غالب بن فهر بن مالك بن النضربن كنانة بن خزيمة بن مدركة بن الياس بن مضربن نزاربن معدبن عدنان۔ماافترق الناس فرقتين الاجعلنی الله فی خير هما فاخرجت من بين ابوين فلم يصبنی شئی من عهد الجاهلية وخرجت من نكاح ولم اخرج من سفاح من لدن أدم حتى انتهيت الٰی ابی وامی فانا خيركم نفسا وخيركم ابا))** ترجمہ: میں ہوں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ کبھی لوگ دو گروہ نہ ہوئے مگر مجھے اللہ تعالیٰ نے بہتر گروہ میں کیا تو میں اپنے ماں باپ سے ایسا پیدا ہوا کہ زمانۂ جاہلیت کی کوئی بات مجھ تک نہ پہنچی اور میں خالص نکاح صحیح سے پیدا ہوا آدم سے لے کر اپنے والدین تک، تو میرا نفس کریم تم سب سے افضل اور میرے باپ تم سب کے آباء سے بہتر۔

(دلائل النبوۃ، باب ذکر اصل رسول الله صلی الله علیه وسلم،ج1،ص174تا179، دارالکتب العلمیه، بیروت☆تاریخ دمشق الکبیر،باب ذکر معرفة نسبه،ج3،ص38,39، داراحیاء التراث العربی ، بیروت)

اس حدیث میں **اول** تو نفی عام فرمائی کہ عہد جاہلیت کی کسی بات نے نسب اقدس میں کبھی کوئی راہ نہ پائی، یہ خود دلیل کافی ہے اور امر جاہلیت کو خصوص زنا پر حمل کرنا ایک تو تخصیص بلامخصص، دوسرے لغو کہ نفی زنا صراحۃً اس کے متصل مذکور۔

ثانیاً ارشاد ہوتا ہے کہ میرے باپ تم سب کے آباء سے بہتر۔ ان سب میں حضرت سعید بن زید بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی قطعاً داخل تو لازم کہ حضرت والد ماجد حضرت زید سے افضل ہوں اور یہ بحکم آیت بے اسلام ناممکن۔

دلیل نمبر 11: میں کہتا ہوں، اللہ عزوجل نے فرمایا﴿اللّٰهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ﴾ ترجمہ: خدا خوب جانتا ہے جہاں رکھے اپنی پیغمبری۔

(پ8،سورۃالانعام،آیت124)

آیہ کریمہ شاہد کہ رب العزۃ عزوعلا سب سے زیادہ معزز ومحترم موضع، وضع رسالت کے لیے انتخاب فرماتا ہے ولہذا کبھی کم قوموں رذیلوں میں رسالت نہ رکھی، پھر کفر وشرک سے زیادہ رذیل کیا شے ہوگی؟ وہ کیونکر اس قابل کہ اللہ عزوجل نور رسالت اس میں ودیعت رکھے۔ کفار محل غضب ولعنت ہیں اور نور رسالت کے وضع کو محل رضا ورحمت درکار۔

حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ایک بار خوف وخشیت کا غلبہ تھا، گریہ وزاری فرمارہی تھیں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی: یا ام المومنین! کیا آپ یہ گمان رکھتی ہیں کہ رب العزت جل وعلا نے جہنم کی ایک چنگاری کو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جوڑا بنایا؟ ام المومنین نے فرمایا((فرّجت عنی فرّج الله عنك)) ترجمہ: تم نے میرا غم دور کیا اللہ تعالیٰ تمہارا غم دور کرے۔

خود حدیث میں ہے، حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

((ان اللہ ابیٰ لی ان اتزوج أوازوج الا اھل الجنة)) ترجمہ: بے شک **اللہ** عزوجل نے میرے لئے نہ مانا کہ میں نکاح میں لانے یا نکاح میں دینے کا معاملہ کروں مگر اہل جنت سے۔

(تاریخ دمشق الکبیر، رملة بنت ابی سفیان صخرین حرب الخ،ج73،ص110، داراحیاء التراث العربی ،بیروت)

جب **اللہ** عزوجل نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے یہ پسند نہ فرمایا (کہ غیر مسلم عورت آپ کے نکاح میں آئے) خود حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور پاک معاذ اللہ محل کفر میں رکھنے یا حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسم پاک عیاذاً باللہ خونِ کفار سے بنانے کو پسند فرمانا کیونکر متوقع ہو۔

نکتہ نمبر 1: ظاہر باطن پر دلالت کرتا ہے اور اسم آئینۂ مسمی

الاسماء تنزل من السماء (اسماء آسمان سے نازل ہوتے ہیں) سیدعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((اذا بعثتم الی رجال فابعثوه حسن الوجه حسن الاسم)) ترجمہ: جب میری بارگاہ میں کوئی قاصد بھیجو تو اچھی صورت اچھے نام کا بھیجو۔

(المعجم الاوسط،حدیث 7743،ج8،ص365،مکتبہ المعارف، ریاض☆کنزالعمال، عن ابی هریرة، حدیث 14775،ج6،ص45،مؤسسة الرساله، بیروت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ((اعتبر واالارض باسمائها)) ترجمہ: زمین کو اس کے نام پر قیاس کرو۔

(الجامع الصغیر،عن ابن مسعود، حدیث 1136،ج1،ص74،دارالکتب العلمیه، بیروت)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ((کان رسول الله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتفاء ل ولا یتطیر وکان یعجبه الاسم الحسن)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیک فال لیتے ، بدشگونی نہ مانتے اور اچھے نام کو دوست رکھتے ۔

(مسند احمد بن حنبل ،عن ابن عباس ،ج 1،ص275,304,319،المکتب الاسلامی، بیروت

☆شرح السنة للبغوی،حدیث 3254،ج12،ص175،المکتب الاسلامی، بیروت☆مجمع الزوائد، کتاب الادب ، باب ماجاء فی الاسماء الحسنة،ج8،ص47، دارالکتاب ،بیروت)

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ((ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یغیر الاسم القبیح)) ترجمہ: مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برے نام کو بدل دیتے تھے۔

اور ام المومنین سے ہی دوسری روایت میں ہے ((کان رسول الله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا سمع بالاسم القبیح حوّله الیٰ ماهو احسن منه)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی کا برا نام سنتے تو اسے بہتر نام سے بدل دیتے۔

(کنزالعمال ، عن عروة مرسلاً ،حدیث 18506،ج7،ص157،مؤسسة الرساله، بیروت)

بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ((ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان لایتطیر من شئی وکان اذا بعث عاملاسأل عن اسمه فاذا اعجبه اسمه فرح به ورئی بشر ذٰلك فی وجهه وان کره اسمه رئی کراهیة ذٰلك فی وجهه واذا دخل قریة سأل عن اسمها فاذا اعجبه اسمها فرح بها ورئی بشر ذٰلك فی وجهه وان کره اسمها رئی کراهة ذٰلك فی وجهه)) ترجمہ: مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی چیز سے بدشگونی نہ لیتے جب کسی عہدے پر کسی کو مقرر فرماتے اس کا نام پوچھتے اگر پسند آتا خوش ہوتے اور اس کی خوشی چہرۂ انور میں نظر آتی اور اگر ناپسند آتا ناگواری کا اثر چہرۂ اقدس پر ظاہر ہوتا، اور جب کسی شہر میں تشریف لے جاتے اس کا نام دریافت فرماتے ، اگر خوش آتا مسرور ہوجاتے اور اس کا سرور روئے پُرنُور میں دکھائی دیتا، اور اگر ناخوش آتا ناخوشی کا اثر روئے اطہر میں نظر آتا۔

(سنن ابو داود ، کتاب الکہانة والتطیر،باب فی الطیرة والخط،ج2،ص191، آفتاب عالم پریس، لاہور)

اب ذرا چشم حق بین سے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مراعات الٰہیہ

کے الطاف خَفِیّہ دیکھئے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والد ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام پاک عبداللہ کہ افضل اسمائے امت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((احب اسمائك الی اللہ عبداللہ وعبدالرحمن)) ترجمہ: تمہارے ناموں میں سب سے زیادہ پیارے نام اللہ تعالیٰ کو عبداللہ وعبدالرحمٰن ہیں۔

(سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی تغیر الاسماء ،ج 2،ص320،آفتاب عالم پریس، لاہور)

والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام آمنہ کہ امن وامان سے مشتق اور ایمان سے ہم اشتقاق ہے۔

جد امجد حضرت عبدالمطلب شیبۃ الحمد کہ اس پاک ستودہ مصدر سے اطیب واطہر مشتق محمد واحمد وحامد ومحمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کا اشارہ تھا۔

جدہ ماجدہ فاطمہ بنت عمرو کی وجہ تسمیہ یوں آئی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا((انما سمیت فاطمۃ لان اللہ تعالٰی فطمها ومحبیها من النار)) ترجمہ: اللہ عزوجل نے اس کا نام فاطمہ اس لئے رکھا کہ اسے اور اس سے عقیدت رکھنے والوں کو نارِ دوزخ سے آزاد فرمایا۔

(تاریخ بغداد، عن ابن عباس،ج 12،ص331،دارالکتاب العربی،بیروت ☆ کنز العمال، ج 12، ص109،مؤسسۃ الرسالہ، بیروت)

حضور کے جدِّ مادری یعنی نانا وہب جس کے معنٰی عطاو بخشش، ان کا قبیلہ بنی زہراء جس کا حاصل چمک وتابش۔

جدۂ مادری یعنی نانی صاحبہ بّرہ یعنی نیکوکار۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام،زواج عبداللہ من آمنہ بنت وھب،ج1،ص156،دارابن کثیر ،بیروت)

بھلا یہ تو خاص اصول ہیں، دودھ پلانے والیوں کو دیکھئے، پہلی مرضعہ ثُوَیْبَہ

کہ ثواب سے ہم اشتقاق، اور اس فضل الٰہی سے پوری طرح بہرہ ور، حضرت حلیمہ بنت عبداللہ بن حارث۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اشج عبدالقیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا((ان فیك خصلتین یحبهما اللہ الحلم والاناۃ)) ترجمہ: تجھ میں دو خصلتیں ہیں خدا اور رسول کو پیاری درنگ اور بُردباری۔

(صحیح مسلم ، کتاب الایمان ،باب الامر بالایمان باللہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ ،ج 1، ص35،قدیمی کتب خانہ، کراچی)

ان کا قبیلہ بنی سعد کہ سعادت ونیک طالعی ہے، شرف اسلام وصحابیت سے مشرف ہوئیں۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ، المقصد الثانی ،الفصل الرابع ،ج3،ص294،دارالمعرفہ ، بیروت)

جب روز حنین حاضر بارگاہ ہوئیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لیے قیام فرمایا اور اپنی چادر انور بچھا کر بٹھایا۔

(الاستیعاب ،ج4،ص374، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

ان کے شوہر جن کا شیر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نوش فرمایا حارث سعدی، یہ بھی شرف اسلام وصحبت سے مشرف ہوئے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قدم بوسی کو حاضر ہوئے تھے، راہ میں قریش نے کہا: اے حارث! تم اپنے بیٹے کی سنو، وہ کہتے ہیں مردے جئیں گے، اور اللہ نے دو گھر جنت ونار بنا رکھے ہیں۔ انہوں نے حاضر ہوکر عرض کی کہ: اے میرے بیٹے! حضور کی قوم حضور کی شاکی ہے۔ فرمایا: ہاں میں ایسا فرماتا ہوں، اور اے میرے باپ! جب وہ دن آئے گا تو میں تمہارا ہاتھ پکڑ کر بتادوں گا کہ دیکھو یہ وہ دن ہے یا نہیں جس کی میں خبر دیتا تھا (یعنی) روز قیامت۔ حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد اسلام اس ارشاد کو یاد کر کے کہا کرتے: اگر میرے

بیٹے میرا ہاتھ پکڑیں گے تو ان شاءاللہ نہ چھوڑیں گے جب تک مجھے جنت میں داخل نہ فرمالیں۔

(الروض الانف ،بحوالہ یونس بن بکیر، ابوہ من الرضاعۃ ،ج 2،ص100،داراحیاء التراث العربی ،بیروت☆شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ،الاول ذکر رضاعہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،ج1،ص143،دارالمعرفۃ ،بیروت☆شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بن بکری ،المقصد الثانی، الفصل الرابع ذکر رضاعہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،ج3،ص294،دارالمعرفۃ ،بیروت)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں((اصدقھا حارث وھمام))ترجمہ:سب ناموں میں زیادہ سچے نام حارث وہمام ہیں۔

(سنن ابی داود، کتاب الادب ،باب فی تغیر الاسماء ،ج 2،ص320،آفتاب عالم پریس، لاہور ☆الادب المفرد، باب ۳۵۶،حدیث ۸۱۴،ص211،المکتبۃ الاثریۃ ،سانگلہ ہل)

حضور کے رضاعی بھائی جو پستان شریک تھے ،جن کے لئے حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پستان چھوڑ دیتے تھے عبداللہ سعدی ، یہ بھی مشرف بہ اسلام وصحبت ہوئے۔

(الطبقات الکبرٰی لابن سعد، ذکر من ارضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ ،ج 1، ص113،دارصادر، بیروت☆ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ، المقصد الاول ،ذکر رضاعہ صلی اللہ علیہ وسلم ،ج1،ص142,143،دارالمعرفۃ، بیروت)

حضور کی رضاعی بڑی بہن کہ حضور کو گود میں کھلاتیں، سینے پر لٹا کر دعائیہ اشعار عرض کرتیں ،سلاتیں ،اس لئے وہ بھی حضور کی ماں کہلاتیں سیما سعدیہ یعنی نشان والی ،علامت والی ، جو دُور سے چمکے، یہ بھی مشرف بہ اسلام ہوئیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ، المقصد الثانی ،الفصل الرابع، ذکر رضاعہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،ج 3،ص295،دارالمعرفۃ ،بیروت☆شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ ،المقصد الاول ذکر رضاعہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،ج1،ص146،دارالمعرفۃ، بیروت)

حضرت حلیمہ حضور پُرنُور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گود میں لئے راہ میں جاتی

تھیں، تین نوجوان کنواری لڑکیوں نے وہ خدا بھائی صورت دیکھی، جوشِ محبت سے اپنی پستانیں دہن اقدس میں رکھیں، تینوں کے دودھ اتر آیا، تینوں پاکیزہ بیبیوں کا نام عاتکہ تھا۔ عاتکہ کے معنیٰ زن شریفہ، رئیسہ، کریمہ، سراپا عطر آلود، تینوں قبیلہ بنی سلیم سے تھیں کہ سلامت سے مشتق اور اسلام سے ہم اشتقاق ہے۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ، بحوالہ الاستیعاب، المقصدالاول، ج 1،ص137،دارالمعرفۃ ،بیروت)

بعض علماء نے حدیث((انا ابن العواتك من سلیم))(میں بنی سلیم کی عاتکہ عورتوں کا بیٹا ہوں)کو اسی معنیٰ پر محمول کیا۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ، بحوالہ الاستیعاب، المقصدالاول، ج 1،ص137،دارالمعرفۃ ،بیروت)

اقول :الحق کسی نبی نے کوئی آیت وکرامت ایسی نہ پائی کہ ہمارے نبی اکرم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم کو اس کی مثل اور اس سے امثل عطا نہ ہوئی ، یہ اس مرتبے کی تکمیل تھی کہ مسیح کلمۃ اللہ صلوات اللہ وسلامہ علیہ کو بے باپ کے کنواری بتول کے پیٹ سے پیدا کیا حبیب اشرف بریۃ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے تین عفیفہ لڑکیوں کے پستان میں دودھ پیدا فرمادیا۔ ع

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

ترجمہ: جو کمالات سب رکھتے ہیں تُو تنہا رکھتا ہے۔وصلی اللہ تعالیٰ علیک وعلیہم وبارک وسلم۔

امام ابوبکر ابن العربی فرماتے ہیں"لم ترضعہ مرضعۃ الا اسلمت "
ترجمہ:سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جتنی بیبیوں نے دودھ پلایا سب اسلام لائیں۔

بھلا یہ تو دودھ پلانا تھا کہ اس میں جزئیت ہے، مرضعہ حضور اقدس صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کا نام برکت اورام ایمن کنیت کہ یہ بھی یُمن وبکرت وراستی وقوت، یہ اجلہ صحابیات سے ہوئیں رضی اللہ تعالیٰ عنہن، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں فرماتے ((انت امی بعد امی)) ترجمہ:تم میری ماں کے بعدمیری ماں ہو۔

(المواہب اللدنية ،المقصد الاول، حياته صلى الله عليه وسلم قبل البعثة ،ج 1،ص174،المكتب الاسلامى ،بيروت ☆المواہب اللدنية،المقصد الثانى ،الفصل الرابع،ج 2،ص117، المكتب الاسلامى ،بيروت)

راہ ہجرت میں انہیں پیاس لگی، آسمان سے نورانی رسی میں ایک ڈول اترا، پی کر سیراب ہوئیں، پھرکبھی پیاس نہ معلوم ہوئی، سخت گرمی میں روزے رکھتیں اور پیاس نہ ہوتی۔

(الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، ام ايمن واسمها بركة ،ج8،ص224،دارصادر، بيروت ☆شرح الزرقانى على المواہب اللدنية، المقصدالثانى ، الفصل الرابع،ج3،ص295، دارالمعرفة، بيروت)

پیدا ہوتے وقت جنہوں نے حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھوں پرلیاان کا نام تو دیکھئے شفاء۔

(دلائل البنبوة لابى نعيم ،الفصل الحادى عشر،ج1،ص40،عالم الكتب ،بيروت)

یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ وصحابیہ جلیلہ ہیں۔

اورایک بی بی کہ وقت ولادت اقدس حاضرتھیں فاطمہ بنت عبداللہ ثقفیہ، یہ بھی صحابیہ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

اے چشم انصاف! کیا ہر تعلق ہر علاقہ میں ان پاک مبارک ناموں کا اجتماع محض اتفاقی بطور جزاف تھا؟ کلاو اللہ بلکہ عنایت ازلی نے جان جان کر یہ نام رکھے، دیکھ دیکھ کر یہ لوگ چُنے۔

پھر محل غور ہے جو اس نور پاک کو برے نام والوں سے بچائے وہ اسے بُرے

کام والوں میں رکھے گا، اور بُرا کام بھی کون سا، معاذ اللہ شرک وکفر، حاشاثم حاشا، اللہ اللہ! دائیاں مسلمان، کھلائیاں مسلمان، مگر خاص جن مبارک پیٹوں میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پاؤں پھیلائے، جن طیب مطیب خونوں سے اس نورانی جسم میں ٹکڑے آئے وہ معاذ اللہ چنین وچناں حاش للہ کیونکر گوارا ہو۔

نکتہ نمبر 2: ام سماعہ اسماء بنت ابی رھم اپنی والدہ سے راوی ہیں، حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال کے وقت حاضر تھی، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کم سن بچے کوئی پانچ برس کی عمر شریف، ان کے سرہانے تشریف فرما تھے۔ حضرت خاتون نے اپنے ابن کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نظر کی، پھر کہا:

بارك فيك الله من غلام　　يابن الذى من حومة الحمام
نجابعون الملك المنعام　　فودى غداة الضرب بالسهام
بمائة من ابل سوام　　ان صحّ ما ابصرت فى المنام
فانت مبعوث الى الانام　　من عندذى الجلال والكرام
تبعث فى الحل وفى الحرام　　تبعث فى التحقيق والاسلام
دين ابيك البرّ ابراهام　　فالله انهاك عن الاصنام
ان لاتواليها مع الاقوام

ترجمہ: اے ستھرے لڑکے! اللہ تجھ میں برکت رکھے۔ اے بیٹے ان کے جنہوں نے مرگ کے گھیرے سے نجات پائی بڑے انعام والے بادشاہ اللہ عزوجل کی مدد سے، جس صبح کو قرعہ ڈالا گیا سو بلند اونٹ ان کے فدیہ میں قربان کئے گئے، اگر وہ ٹھیک اترا جو میں نے خواب دیکھا ہے تو تُو سارے جہان کی طرف پیغمبر بنایا جائے گا جو تیرے نکوکار باپ ابراہیم کا دین ہے، میں اللہ کی قسم دے کر تجھے بتوں سے منع کرتی

ہوں کہ قوموں کے ساتھ ان کی دوستی نہ کرنا۔

(المواہب اللدنیۃ، بحوالہ دلائل النبوۃ، المقصد الاول،ج1،ص169، المکتب الاسلامی، بیروت)

حضرت خاتون آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا **کی اس پاک وصیت میں جو فراقِ دنیا کے وقت اپنے ابن کریم** علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم **کو کی بحمد اللہ توحید ورد شرک تو آفتاب کی طرح روشن ہے اور اس کے ساتھ دین اسلام ملت پاک ابراہیم** علیہ الصلوۃ والتسلیم **کا بھی پورا اقرار، اور ایمان کامل کسے کہتے ہیں، پھر اس سے بالاتر حضور پرنور سید المرسلین** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **کی رسالت کا بھی اعتراف موجود اور وہ بھی بیان بعث عامہ کے ساتھ،** وللہ الحمد۔

اس کے بعد فرمایا ((کل حی میت وکل جدید بال وکل کبیر یفنی وانا میتۃ وذکری باق وقد ترکت خیرا وولدت طھراً)) ترجمہ: ہر زندے کو مرنا ہے اور ہر نئے کو پرانا ہونا، اور کوئی کیسا ہی بڑا ہوا ایک دن فنا ہونا ہے۔ میں مرتی ہوں اور میرا ذکر ہمیشہ خیر سے رہے گا، میں کیسی خیر عظیم چھوڑ چلی ہوں اور کیسا ستھرا پاکیزہ مجھ سے پیدا ہوا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(المواہب اللدنیۃ، المقصد الاول، ج1،ص70، المکتب الاسلامی، بیروت)

یہ کہا اور انتقال فرمایا، رضی اللہ تعالیٰ عنہا وصلی اللہ تعالیٰ علی ابنہا الکریم وذویہ وبارک وسلم **(اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور درود وسلام اور برکت نازل فرمائے ان کے کریم بیٹے اور اس کے پیروکاروں پر)۔**

اور ان کی یہ فراست ایمان اور پیشن گوئی نورانی قابل غور ہے کہ میں انتقال کرتی ہوں اور میرا ذکر خیر ہمیشہ باقی رہے گا، عرب وعجم کی ہزاروں شاہزادیاں، بڑی بڑی تاج والیاں خاک کا پیوند ہوئیں جن کا نام تک کوئی نہیں جانتا، مگر اس طیبہ خاتون کے ذکر خیر سے مشارق ومغارب ارض میں محافل ومجالس انس وقدس میں زمین

وآسمان گونج رہے ہیں اور ابد الآباد تک گونجیں گے۔ وللہ الحمد۔

سوال: حدیث پاک میں ہے، **رسول اللہ** علیہ الصلوۃ والتسلیم **نے ایک صحابی سے فرمایا کہ ((ان ابی واباك فی النار)) ترجمہ: میرا اور تیرا باپ آگ میں ہے۔**

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان ان من مات علی الکفر الخ،ج1،ص114، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

اگر حضور کے آباء واجداد جنتی ہیں تو مذکورہ فرمان سے کیا مراد ہے؟

جواب: ((ان ابی واباك)) میں باپ سے ابوطالب مراد لینا طریق واضح ہے قال تعالیٰ ﴿قَالُوا نَعْبُدُ إِلٰهَكَ وَإِلٰهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ﴾ ترجمہ: بولے ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپ کا اور آپ کے آباء ابراہیم واسمٰعیل واسحٰق کا۔ (پ1،سورۃالبقرۃ،آیت133)

علماء نے اسی پر ﴿لِأَبِيهِ آزَرَ﴾ کو حمل فرمایا۔ اہل تواریخ واہل کتابین (یہود ونصاری) کا اجماع ہے کہ آزر باپ نہ تھا سید خلیل علیہ السلام الجلیل کا چچا تھا۔

سوال: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو والدین کے لیے دعائے مغفرت سے منع فرمایا گیا، اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: استغفار سے نہی معاذ اللہ عدمِ توحید پر دال نہیں، صدر اسلام میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدیون (مقروض) کے جنازے پر نماز نہ پڑھتے جس کا حاصل اس کے لیے استغفار ہی ہے۔

حدیث میں ہے: جب حضور سید الشافعین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بار بار شفاعت فرمائیں گے اور اہل ایمان کو اپنے کرم سے داخل جناں فرماتے جائیں گے، اخیر میں صرف وہ لوگ رہ جائیں گے جن کے پاس سوائے توحید کے کوئی حسنہ نہیں۔ شفیع مشفع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر سجدے میں گریں گے، حکم ہوگا ((یا محمد ارفع راسك وقل

یسمع لك وسل تعط واشفع تشفع)) ترجمہ: اے حبیب! اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو کہ تمہاری عرض سنی جائے گی اور مانگو کہ تمہیں عطا ہوگا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہوگی۔

سید الشافعین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرض کریں گے ((یا رب ائذن لی فیمن قـال لا الٰـه الا اللـه)) ترجمہ: اے میرے رب! مجھے ان کی بھی پروانگی دے دے جنہوں نے صرف لاالٰہ الا اللہ کہا ہے۔

رب العزت عزّ جلالہ ارشاد فرمائے گا ((لیـس ذاك الیك لٰـکن وعـزتـی وکبـریـائـی وعـظـمتـی وجبـریـائـی لاخـرجـن منـهـا من قـال لاالٰـه الا الـلـه)) ترجمہ: یہ تمہارے لئے نہیں مگر مجھے اپنی عزت وجلال وکبریائی کی قسم میں ضرور ان سب کو نار سے نکال لوں گا جنہوں نے لاالٰہ الا اللہ کہا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب کلام الرب یوم القیٰمة مع الانبیاء وغیرہم، ج 2، ص 118,119، قدیمی کتب خانہ، کراچی ☆ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اثبات الشفاعة واخراج الموحدین من النار، ج 1، ص 110، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

حضرات ابوین کریمین رضی اللہ عنہما کا انتقال عہد اسلام سے پہلے تھا تو اس وقت تک صرف اہل توحید واہل لاالٰہ الا اللہ تھے تو نہی از قبیل لیس ذٰلك لك ہے۔

زندہ کیوں کیا گیا

سوال: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین جب اہل توحید میں سے تھے تو ایمان لانے کے لیے ان کو زندہ کیوں کیا گیا؟

جواب: حضرات ابوین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا انتقال عہد اسلام سے پہلے تھا تو اس وقت تک صرف اہل توحید واہل لاالٰـه الا الـلـه تھے، اس کے بعد رب العزت جل جلالہ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ان پر اتمامِ

نعمت کیلئے اصحاب کہف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرح انہیں زندہ کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لاکر، شرف صحابیت پا کر آرام فرمایا لہٰذا حکمت الٰہیہ کہ یہ زندہ کرنا حجۃ الوداع میں واقع ہوا جبکہ قرآن کریم پورا اتر لیا اور ﴿اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ﴾ ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی۔ (پ6، سورۃ المائدۃ، آیت 3)

نے نزول فرما کر دین الٰہی کو تام وکامل کر دیا تا کہ ان کا ایمان پورے دین کامل شرائع پر واقع ہو۔

حدیثِ احیاء کی غایت ضعف ہے کـمـا حققه خاتم الحفاظ الجلا ل السیـوطـی و لاعطر بعد العروس (جیسا کہ خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے اس کی تحقیق فرما دی ہے اور عروس کے بعد کوئی عطر نہیں)

اور حدیث ضعیف دربارۂ فضائل مقبول کـمـا حـقـقناه بما لا مزید علیه فی رسالتنا الهـا دا لکاف فی حکم الضعاف (جیسا کہ ہم نے اس کی تحقیق اپنے رسالہ الهـا د الکاف فی حکم الضعاف میں کر دی ہے)

بلکہ امام ابن حجر مکی نے فرمایا متعدد حفاظ نے اس کی تصحیح کی۔ افضل القری لقراء ام القری میں فرماتے ہیں "ان ابـاء الـنبـی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیـر الانبیـاء وامهـاتـه الـی ادم وحـواء لیـس فیهـم کـافرلان الکافر لا یقال فی حقه انه مـختـار ولا کـریـم، ولا طـاهـر، بل نجس، وقد صرحت الاحادیث بانهم مـختـارون وان الابـاء کـرام، والامهـات طـاهـرات، وایـضـا قـال تـعالی ﴿وتـقلبک فی السجدین﴾ عـلـی احد التفاسیر فیه ان المراد تنقل نوره مـن ساجد الی ساجد وحینئذ فهذه صریح فی ان ابوی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم امنة وعبد الله من اهل الجنة لانهما اقرب المختارين له صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وهذاهو الحق ،بل فی حديث صححه غير واحد من الحفاظ ولم يلتفتوا لمن طعن فيه ـ **ان الله تعالى احياهما فامنابه** الخ'' ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب میں جتنے انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام ہیں وہ تو انبیاء ہی ہیں ،ان کے سوا حضور کے جس قدر اباء وامہات آدم وحواء علیہما الصلوٰۃ والسلام تک ہیں ان میں کوئی کافر نہ تھا کہ کافر کو پسندیدہ یا کریم یا پاک نہیں کہا جا سکتا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء وامہات کی نسبت حدیثوں میں تصریح فرمائی گئی کہ وہ سب پسندیدہ بارگاہ الٰہی ہیں ،آباء سب کرام ،مائیں سب پاکیزہ ہیں اور آیہ کریمہ ﴿ **تقلبک فی السجدین** ﴾ (اور نمازیوں میں تمھارے دورے کو) کی بھی ایک تفسیر یہی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی طرف منتقل ہوتا آیا تو اب اس سے صاف ثابت ہے کہ حضور کے والدین حضرت آمنہ وحضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اہل جنت ہیں کہ وہ تو ان بندوں میں جنھیں اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے چنا تھا سب سے قریب تر ہیں، یہی قول حق ہے بلکہ ایک حدیث میں جسے متعدد حافظان حدیث نے صحیح کہا اور اس میں طعن کرنے والے کی بات کو قابل التفات نہ جانا ،تصریح ہے کہ اللہ عزوجل نے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے زندہ فرمایا یہاں تک کہ وہ حضور پر ایمان لائے۔

(افضل القری لقراء ام القری، شعر6،ج1،ص151،المجمع الثقافی، ابو ظبہی)

سوال: حافظ ابن دحیہ نے اس حدیث پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس کو ماننے سے ان آیات کریمہ کی مخالفت لازم آتی ہے جن میں کافر کے مرنے کے بعد عدم انتفاع (نافع نہ ہونے) کا ذکر ہے۔

جواب: یہ مخالفت کیسے لازم آسکتی ہے حالانکہ ہم یہ نہیں کہتے کہ والدین کریمین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کفر کے بعد ایمان دینے کیلئے زندہ کیا گیا بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ توحید پر انتقال فرمانے کے بعد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور آپ کے دین کریم کی تفاصیل پر ایمان کی دولت سے مشرف فرمانے کے لئے زندہ کیا گیا ،اس صورت میں ہمیں آیات کریمہ میں تخصیص کا دعوی کرنے کی ضرورت نہیں جیسا کہ بعض علماء نے یہ جواب دیا ہے۔

سوال: زید کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کا جنتی ہونا قطعی نہیں ہے؟

جواب: اپنا مسلک اس باب میں یہ ہے:

ومن مذهبى حب الديار لاهلها ولـلناس فيما يعشقون مذاهب

ترجمہ: میرا مذہب تو شہر والوں کی وجہ سے شہر سے محبت کرنا ہے اور لوگوں کے لئے ان کی پسندیدہ چیزوں میں مختلف طریقے ہیں۔

جسے یہ پسند ہو فبہا ونعمت ورنہ آخر اس سے تو کم نہ ہو کہ زبان روکے، دل صاف رکھے،﴿ **اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ** ﴾(**بیشک یہ بات نبی** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **کو اذیت پہنچاتی ہے**) سے ڈرے۔ (پ22،سورۃالاحزاب،آیت53)

امام ابن حجر مکی شرح میں فرماتے ہیں''ما احسن قول بعض المتوقفين فی هذه المسئلة الحذر الحذر من ذكر هما بنقص فان ذلك قد يؤذيه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لخبر الطبرانی **لاتؤذوا الاحياء بسبب الاموات**''ترجمہ: یعنی کیا خوب فرمایا بعض علماء نے جنہیں اس مسئلے میں توقف تھا کہ دیکھ بچ والدین کریمین کو کسی نقص کے ساتھ ذکر کرنے سے کہ اس سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذاء

ہونے کا اندیشہ ہے کہ طبرانی کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مردوں کو برا کہہ کر زندوں کو ایذاء نہ دو۔

(افضل القریٰ لقراء ام القریٰ، شعر6،ج1،ص154،المجمع الثقافی، ابوظنی)

یعنی حضور تو زندۂ ابدی ہیں ہمارے تمام افعال واقوال پر مطلع ہیں اور اللہ عزوجل نے فرمایا ہے ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ ترجمہ: جو لوگ رسول اللہ کو ایذاء دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

(پ10،سورۃالتوبۃ،آیت61)

عاقل کو چاہئے ایسی جگہ سخت احتیاط سے کام لے۔ ع

ہشدار کہ رہ برمردم تیغ است قدم را

ترجمہ: ہوش کر کہ لوگوں پر چڑھائی کرنا قدم کے لیے تلوار ہے۔

یہ مانا کہ مسئلہ قطعی نہیں، اجماعی نہیں، پھر ادھر کون سا قاطع کون سا اجماع ہے؟ آدمی اگر جانبِ ادب میں خطا کرے تو لاکھ جگہ بہتر ہے اس سے کہ معاذ اللہ اس کی خطا جانب گستاخی جائے، جس طرح حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں((فان الامام ان یخطئا فی العفوخیرله من ان یخطئا فی العقوبة)) ترجمہ: جہاں تک بن پڑے حدود کو ٹالو کہ بیشک امام کا معافی میں خطا کرنا عقوبت میں خطا کرنے سے بہتر ہے۔

(المستدرك للحاكم، كتاب الحدود،ج 4،ص384،دارالكفر، بيروت☆جامع الترمذی، ابواب الحدود ،باب ماجاء فی درء الحدود،ج1،ص171، امین کمپنی ،دہلی☆السنن الكبرىٰ، كتاب الحدود،باب ماثاء فی درء الحدود بالشبهات ،ج 8،ص238،دارصادر، بيروت☆المصنف لابن ابی شيبة، كتاب الحدود ،باب ماجاء فی درء الحدود بالشبهات، حديث 28493،ج5،ص208، دارالكتب العلمية، بيروت)

حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں ''کسی

مسلمان کی طرف گناہ کبیرہ کی نسبت جائز نہیں جب تک تواتر سے ثابت نہ ہو۔''

(احياء العلوم، كتاب آفات اللسان الآفة،ج3،ص125، مطبعة المشهد الحسينی ،القاہرۃ)

مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف معاذ اللہ اولاد چنین وچناں سے ہونا کیونکر بے تواتر وقطع نسبت کر دیا جائے، یقین برہانی کا انتفا حکم وجدانی کا نافی نہیں ہوتا، کیا تمہارا وجدان ایمان گوارا کرتا ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سرکار نور بار کے ادنیٰ ادنیٰ غلاموں کے سگان بارگاہ جنّات النعیم میں سُرر مرفوعۃ (بلند تختوں) پر تکیئے لگائے چین کریں اور جن کی نعلین پاک کے تصدق میں جنت بنی ان کے ماں باپ دوسری جگہ معاذ اللہ غضب وعذاب کی مصیبتیں بھریں، ہاں یہ سچ ہے کہ ہم غنی حمید عزجلالہ پر حکم نہیں کر سکتے پھر دوسرے حکم کی کس نے گنجائش دی؟ ادھر کونسی دلیل قاطع پائی؟ حاش للہ! ایک حدیث بھی صحیح وصریح نہیں، جو صریح ہے ہرگز صحیح نہیں اور جو صحیح ہے ہرگز صریح نہیں جس کی طرف ہم نے اجمالی اشارات کردئے تو اقل درجہ وہی سکوت وحفظ ادب رہا، آئندہ اختیارات بدست مختار۔

عبرت قاهره: سید احمد مصری حواشی در میں ناقل کہ ایک عالم رات بھر مسئلہ ابوین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں متفکر رہے کہ کیونکر تطبیق اقوال ہو۔ اسی فکر میں چراغ پر جھک گئے کہ بدن جل گیا۔ صبح ایک لشکری آیا کہ میرے یہاں آپ کی دعوت ہے۔ راہ میں ایک تره فروش (سبزی فروش) ملے کہ اپنی دکان کے آگے باٹ ترازو لئے بیٹھے ہیں، انہوں نے اٹھ کر ان عالم کے گھوڑے کی بھاگ پکڑی اور یہ اشعار پڑھے:

اٰمنت ان ابا النبی وامّہٗ   احیاھما الحی القدیر الباری

حتی لقد شهدا له برسالة   صدق فتلك كرامة المختار

وبه الحديث ومن يقول بضعفه   فهو الضعيف عن الحقيقة عاری

ترجمہ: میں ایمان لایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماں باپ کو اس زندہ ابدی قادر مطلق خالق عالم جل جلالہ نے زندہ کیا یہاں تک کہ ان دونوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیغمبری کی گواہی دی، اے شخص اس کی تصدیق کر کہ یہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعزاز کے واسطے ہے اور اس باب میں حدیث وارد ہوئی جو اسے ضعیف بتائے وہ آپ ہی ضعیف اور علم حقیقت سے خالی ہے۔

یہ اشعار سنا کر ان عالم سے فرمایا: اے شیخ! انہیں لے اور نہ رات کو جاگ نہ اپنی جان کو فکر میں ڈال کہ تجھے چراغ جلا دے، ہاں جہاں جا رہا ہے وہاں نہ جا کہ لقمۂ حرام کھانے میں نہ آئے۔

ان کے اس فرمانے سے وہ عالم بیخود ہو کر رہ گئے، پھر انہیں تلاش کیا پتا نہ پایا اور دکانداروں سے پوچھا، کسی نے نہ پہچانا، سب بازار والے بولے: یہاں تو کوئی شخص بیٹھتا ہی نہیں۔ وہ عالم اس ربانی ہادی غیب کی ہدایت سن کر مکان کو واپس آئے، لشکری کے یہاں تشریف نہ لے گئے۔ انتہٰی۔

(حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ج 2، ص81، المکتبة لعربیه کوئٹه)

اے شخص! یہ عالم بہ برکت علم، نظر عنایت سے ملحوظ تھے کہ غیب سے کسی ولی کو بھیج کر ہدایت فرما دی خوف کر کہ تو اس ورطہ میں پڑ کر معاذ اللہ کہیں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا باعث ایذاء نہ ہو جس کا نتیجہ معاذ اللہ بڑی آگ دیکھنا ہو۔ اللہ عزوجل ظاہر و باطن میں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی محبت سچا ادب روزی فرمائے اور اسباب مقت (ناراضگی) وحجاب و بیزاری وعتاب سے بچائے آمین آمین آمین!

ایمانِ ابوین کی صراحت کرنے والے علماء

سوال: ان علماء میں سے کچھ کے نام بتا دیجیے جنہوں نے ایمانِ ابوین کی صراحت کی ہے۔

جواب: متعدد جلیل القدر علمائے کرام نے ایمان ابوین کریمین رضی اللہ عنہما کی تصریح فرمائی ہے جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) امام ابو حفص عمر بن احمد بن شاہین جن کی علوم دینیہ میں تین سو تیں تصانیف ہیں، ازانجملہ تفسیر ایک ہزار جزء میں اور مسند حدیث ایک ہزار تین جزء میں۔

(2) شیخ المحدثین احمد خطیب علی البغدادی۔

(3) حافظ الشان محدث ماہر امام ابو القاسم علی بن حسن ابن عساکر۔

(4) امام اجل ابو القاسم عبد الرحمٰن بن عبد اللہ سہیلی صاحب الروض۔

(5) حافظ الحدیث امام محبّ الدین طبری کہ علماء فرماتے ہیں: بعد امام نووی کے ان کا مثل علم حدیث میں کوئی نہ ہوا۔

(6) امام علامہ ناصر الدین ابن المنیر صاحب شرف المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(7) امام حافظ الحدیث ابو الفتح محمد بن محمد ابن سید الناس صاحب عیون الاثر۔

(8) علامہ صلاح الدین صفدی۔

(9) حافظ الشان شمس الدین محمد ابن ناصر الدین دمشقی۔

(10) شیخ الاسلام حافظ الشان امام شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی۔

(11) امام حافظ الحدیث ابو بکر محمد بن عبد اللہ اشبیلی ابن العربی مالکی۔

(12) امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی بصری صاحب الحاوی الکبیر۔

(13) امام ابوعبداللہ محمدن خلف شارح صحیح مسلم۔

(14) امام عبداللہ محمد بن احمد بن ابوبکر قرطبی صاحب تذکرہ۔

(15) امام المتکلمین فخر المدققین فخر الدین محمد بن عمر الرازی۔

(16) امام علامہ زین الدین مناوی۔

(17) خاتم الحفاظ مجدد القران امام العاشر امام جلال الملۃ والدین عبدالرحمٰن ابن ابی بکر۔

(18) امام حافظ شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی مکی صاحب افضل القرٰی وغیرہ۔

(19) شیخ نورالدین علی الجزار مصری صاحب رسالہ تحقیق آمال الراجین فی ان والدی المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بفضل اللہ تعالیٰ فی الدارین من الناجین۔

(20) علامہ ابوعبداللہ محمد ابن ابی شریف حسنی تلمسانی شارح شفاء شریف۔

(21) علامہ محقق سنوسی۔

(22) امام اجل عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی صاحب الیواقیت والجواہر۔

(23) علامہ احمد بن محمد بن علی بن یوسف فاسی صاحب مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات۔

(24) خاتمۃ المحققین علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی شارح المواہب۔

(25) امام اجل فقیہ اکمل محمد بن محمد کردری بزازی صاحب المناقب۔

(26) زین الفقہ علامہ محقق زین الدین ابن نجیم مصری صاحب الاشباہ والنظائر،

(27) علامہ سید احمد حموی صاحب غمز العیون والبصائر۔

(28) علامہ حسین بن محمد بن حسن دیار بکری صاحب الخمیس فی انفس نفیس۔

(29) علامہ محقق شہاب الدین احمد خفاجی مصری صاحب نسیم الریاض۔

(30) علامہ طاہر فتنی صاحب مجمع بحارالانوار۔

(31) شیخ شیوخ علماء الہند مولانا عبدالحق محدث دہلوی۔

(32) صاحب کنزالفوائد۔

(33) مولانا بحرالعلوم ملک العلماء عبدالعلی صاحب فواتح الرحموت۔

(34) علامہ سید احمد مصری طحطاوی محشی درمختار۔

(35) علامہ سید ابن عابدین امین الدین محمد آفندی شامی صاحب ردالمحتار

وغیرھم من العلماء الکبائر والمحققین۔

یہ ان اکابر کا ذکر ہے جن کی تصریحات، خاص اس مسئلہ جزئیہ میں موجود، ورنہ بنظر کلیت نگاہ کیجئے تو امام حجۃ الاسلام محمد محمد محمد غزالی وامام الحرمین وامام ابن السمعانی وامام کیا ہراسی وامام اجل قاضی ابوبکر باقلانی حتی کہ خود امام مجتہد سیدنا امام شافعی کی نصوص قاہرہ موجود ہیں جن سے تمام آباء وامہات اقدس کا ناجی ہونا کالشمس والامس روشن وثابت ہے بلکہ بالاجماع تمام ائمہ اشاعرہ اورائمہ ماتریدیہ سے مشائخ بخارا تک سب کا یہی مقتضائے مذہب ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج30، ص297,298، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: کچھ علماء کی تصریحات بھی بیان فرمادیجئے۔

جواب: امام سیوطی "سُبُل النجاۃ" میں فرماتے ہیں "مال الیٰ ان اللہ تعالیٰ احیاھما حتی اٰمنا به طائفة من الائمة و حفاظ الحديث "ترجمہ: آئمہ اور حفاظ حدیث کی ایک جماعت اس طرف مائل ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ابوین کریمین کو زندہ فرمایا یہاں تک کہ وہ آپ پر ایمان لائے۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیه بحواله سبل النجاة، المقصد الاول ،ج 1،ص168دارالمعرفة ،بیروت)

کتاب الخمیس میں کتاب مستطاب الدرج المنیفه فی الآباء الشریفه سے نقل کرتے ہیں "ذهب جمع كثير من الائمة الاعلام الىٰ ان ابوى النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ناجيان محكوم لهما بالنجاة فى الاخرة وهم اعلم الناس باقوال من خالفهم وقال بغير ذٰلك ولا يقصرون عنهم فى الدرجة ومن احفظ الناس للاحاديث والآثار وانقد الناس بالادله التى استدل بها اولٰئك فانهم جامعون لانواع العلوم ومتضلعون من الفنون خصوصا الاربعة التى استمدمنها فى هٰذه المسألة فلايظن بهم انهم لم يقفوا على الاحاديث التى استدل بها اولٰئك معاذ الله بل وقفوا عليهاو خاضوا غمر تها و اجابوا عنها بالاجوبة المرضية التى لايردها منصف واقامو لما ذهبوا اليه ادلة قاطعة كالجبال الرواسى اه مختصراً "ترجمہ: جمع کثیر اکابر ائمہ واجلۂ حفاظ حدیث، جامعان انواع علوم وناقدان روایات ومفہوم کا مذہب یہی ہے کہ ابوین کریمین ناجی ہیں اور آخرت میں ان کی نجات کا فیصلہ ہو چکا ہے ان اعاظم ائمہ کی نسبت یہ گمان بھی نہیں ہوسکتا کہ ان احادیث سے غافل تھے جن سے اس مسئلے میں خلاف پر استدلال کیا جاتا ہے، معاذ اللہ ایسا نہیں بلکہ وہ ضرور اس پر واقف ہوئے اور تہ تک پہنچے اور ان سے وہ پسندیدہ جواب دئے جنہیں کوئی انصاف والا رد نہ کرے گا اور نجات والدین

شریفین پر دلائل قاطعہ قائم کئے جیسے مضبوط جمے ہوئے پہاڑ کہ کسی کے ہلائے نہیں ہل سکتے۔

(کتاب الخمیس ،القسم الثانی، النوع الرابع ،ج1،ص230، مؤسسة شعبان، بیروت)

بلکہ علامہ زرقانی شرح مواہب میں ائمۂ قائلین نجات کے اقوال وکلمات ذکر کرکے فرماتے ہیں "هذا ماوقفنا عليه من نصوص علمائنا ولم نرلغيرهم مايخالفه الا مايشم من نفس ابن دحية وقد تكفل بردّه القرطبىؒ "ترجمہ: یہ ہمارے علماء کے وہ نصوص ہیں جن پر میں واقف ہوا اور ان کے غیر سے کہیں اس کا خلاف نظر نہ آیا سوائے ایک بوئے خلاف کے جو ابن وحیہ کے کلام سے پائی گئی اور امام قرطبی نے بروجہ کافی اس کا رد کردیا۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنية،ج 1،ص186،دارالمعرفة، بیروت)

سب سے پہلے نورِ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سوال: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور کو تخلیق فرمایا اور پھر آپ کے نور سے باقی مخلوقات کو پیدا فرمایا۔

سوال: یہ مضمون کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے اور ان کے نور سے باقی مخلوقات، کس حدیث سے ثابت ہے؟

جواب: امام اجل سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور امام اجل سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاذ اور امام بخاری وامام مسلم کے استاذ الاستاذ حافظ الحدیث احد الاعلام عبدالرزاق ابو بکر بن ہمام نے اپنی مصنف میں روایت بیان کی ہے ((عبد الرزاق عن معمر عن ابن المنكدر عن جابر قال:سألت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم عن اول شئی خلقه الله تعالیٰ ؟ فقال:هو نور نبيك يا جابرخلقه الله ،ثم خلق فيه كل خير ،وخلق بعده كل شئی ،وحين خلقه اقامه قدامه من مقام القرب اثنی عشر الف سنة،ثم جعله اربعة اقسام فخلق العرش والكرسی من قسم ،وحملة العرش وخزنة الكرسی من قسم ،واقام القسم الرابع فی مقام الحب اثنی عشر الف،ثم جعله اربعة اقسام فخلق القلم من قسم ،واللوح من قسم ،والجنة من قسم ،ثم اقام القسم الرابع فی مقام الخوف اثنی عشر الف سنة،جعله اربعة اجزاء فخلق الملائكة من جزء ،والشمس من جزء ،والقمر والكواكب من جزء ،واقام الجزء الرابع فی مقام الرجاء اثنی عشر الف سنة،ثم جعله اربعة اجزاء فخلق العقل من جزء،والعلم والحكمة من جزء، والعصمة والتوفيق من جزء،

واقام الجزء الرابع فی مقام الحياء اثنی عشر الف سنة ثم نظر الله عزوجل اليه فترشح النور عرقا فقطر منه مائة الف واربعة(وعشرون الف واربعة الاف)قطرة من نور ،فخلق الله من كل قطرة روح نبی او روح رسول ،ثم تنفست ارواح الانبياء فخلق الله من انفاسهم الاولياء والشهداء والسعداء والمطيعين الی يوم القيمة، فالعرش والكرسی من نوری والكروبيون من نوری والروحانيون والملائكة من نوری، والشمس والقمر والكوكب من نوری،والعقل والتوفيق من نوری، وارواح الرسل والانبياء من نوری، والشهداء والسعداء والصالحون من نتاج نوری، ثم خلق الله اثنی عشرالف حجاب فاقام الله نوری وهو الجزء الرابع ،فی كل حجاب الف سنة، وهی مقامات العبودية والسكينة والصبر والصدق واليقين، فغمس الله ذالك النور فی كل حجاب الف سنة فلما اخرج الله النور من الحجب ركبه الله فی الارض فكان يضیء منها مابين المشرق والمغرب كالسراج فی الليل المظلم، ثم خلق الله آدم من الارض فركب فيه النور فی جبينه، ثم انتقل منه الی شيث، وكان ينتقل من طاهر الی طيب، ومن طيب الی طاهر، الی ان اوصله الله صلب عبدالله بن عبد المطلب، ومنه الی رحم امی آمنة بنت وهب، ثم اخرجنی الی الدنيا فجعلنی سيدالمرسلين وخاتم النبيين و رحمة اللعلمين وقائد الغر المحجلين وهكذا كان بدء خلق نبيك يا جابر)) ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا؟ آپ نے فرمایا: اے جابر! اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کے نور کو پیدا

فرمایا، پھر اس میں ہر خیر کو پیدا فرمایا اور ہر شے کو اس کے بعد پیدا کیا، اور جب اس نور کو پیدا کیا تو اسے اپنے سامنے مقام قرب میں بارہ ہزار سال قائم کیا، پھر اس کی چار قسمیں بنائیں، ایک قسم سے عرش اور کرسی کو پیدا کیا، ایک قسم سے عرش کے حاملین اور کرسی کے خازنوں کو پیدا کیا، چوتھی قسم کو مقام محبت میں بارہ ہزار سال رکھا، پھر اسے چار حصے کیا، ایک قسم سے قلم کو، ایک سے لوح کو اور ایک قسم سے جنت کو پیدا کیا، پھر چوتھی قسم کو مقام خوف میں بارہ ہزار سال رکھا اور اسے چار حصے کیا، ایک حصے سے فرشتوں کو، ایک سے سورج کو اور ایک حصے سے چاند اور ستاروں کو پیدا کیا، پھر چوتھے حصے کو مقام رجاء میں بارہ سال رکھا، پھر اسے چار حصے کیا، ایک سے عقل، ایک سے علم وحکمت اور عصمت وتوفیق کو پیدا کیا، چوتھی جزء کو بارہ ہزار سال مقام حیا میں قائم کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف نظر فرمائی تو اس نور کو پسینہ آ گیا اور اس نور سے ایک لاکھ چوبیس ہزار قطرے ٹپکے، اللہ تعالیٰ نے ہر قطرے سے کسی نبی یا رسول کی روح کو پیدا فرمایا۔ پھر انبیاء کی روحوں نے سانس لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی سانسوں سے قیامت تک ہونے والے اولیاء، شہداء، ارباب سعادت اور اصحاب اطاعت کو پیدا فرمایا۔ پس عرش اور کرسی میرے نور سے کروبیاں میرے نور سے، فرشتے اور اصحاب روحانیت میرے نور سے، جنت اور اس کی نعمتیں میرے نور سے، ساتوں آسمانوں کے فرشتے میرے نور سے، سورج چاند اور ستارے میرے نور سے، عقل اور توفیق میرے نور سے، رسولوں اور انبیاء کی روحیں میرے نور سے، شہداء، سعداء اور صالحین میرے نور سے پیدا ہوئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بارہ ہزار پردے پیدا فرمائے اور میرے نور یعنی چوتھی جزء کو ہر پردے میں ایک ہزار سال رکھا، یہ عبودیت، سکینہ، صبر، صدق اور یقین کے مقامات تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس نور کو ہر پردے میں ایک ہزار سال غوطہ

دیا، اور جب اللہ تعالیٰ نے اس نور کو ان پردوں سے نکالا تو اسے زمین پر اتار دیا، تو جس طرح اندھیری رات میں چراغ سے روشنی ہوتی ہے اسی طرح اس نور سے مشرق سے لے کر مغرب تک کی فضا منور ہوگئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے زمین سے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، تو وہ نور ان کی پیشانی میں رکھ دیا، ان سے وہ نور حضرت شیث علیہ السلام کی طرف منتقل ہوا، وہ نور طاہر سے طیب کی طرف اور طیب سے طاہر کی طرف منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت عبداللہ ابن عبدالمطلب کی پشت تک پہنچا دیا اور وہاں سے ہماری والدہ حضرت آمنہ بنت وہب کے رحم کی طرف منتقل کیا، پھر ہمیں اس دنیا میں جلوہ گر کیا اور ہمیں رسولوں کا سردار، انبیاء کا خاتم، تمام جہانوں کے لئے رحمت مجسم اور روشن اعضاءِ وضو والوں کا قائد بنایا، اے جابر اس طرح تیرے نبی کی ابتدا تھی۔

(الجزء المفقود من المصنف عبد الرزاق، حدیث نمبر18، ص63,64، مؤسسۃ الشرف، لاہور)

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 923ھ) مواہب اللدنیہ میں نقل کرتے ہیں، حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((قلت یارسول الله بابی انت وامی اخبرنی عن اول شیء خلقه الله تعالیٰ قبل الاشیاء قال یا جابر ان الله تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نورنبیك من نورہٖ فجعل ذٰلك النور یدور بالقدرۃ حیث شاء الله تعالیٰ ولم یكن فی ذٰلك الوقت لوح ولا قلم ولاجنة ولا نار ولا ملك ولاسماء ولاارض ولا شمس ولا قمر ولا جنی ولا انسی، فلما ارادالله تعالیٰ ان یخلق الخلق قسم ذٰلك النوراربعة اجزاء فخلق من الجزء الاول القلم، ومن الثانی اللوح، ومن الثالث العرش، قسم الجزء الرابع اربعة اجزاء فخلق من الجزء الاول حملة العرش

ومن الثانی الکرسی ومن الثالث باقی الملائکة، ثم قسم الرابع اربعة اجزاء، فخلق من الاول السمٰوات، ومن الثانی الارضین ومن الثالث الجنة والنار، ثم قسم الرابع اربعة اجزاء، الحدیث بطوله)) ترجمہ: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان، مجھے بتا دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ عزوجل نے کیا چیز بنائی؟ فرمایا: اے جابر! بیشک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا، وہ نور قدرت الٰہی سے جہاں خدا نے چاہا دورہ کرتا رہا۔ اس وقت لوح، قلم، جنت، دوزخ، فرشتے، آسمان، زمین، سورج، چاند، جن، آدمی کچھ نہ تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا اس نور کے چار حصے فرمائے، پہلے سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش بنایا۔ پھر چوتھے کے چار حصے کیے، پہلے سے فرشتگان حامل عرش، دوسرے سے کرسی، تیسرے سے باقی ملائکہ پیدا کیے۔ پھر چوتھے کے چار حصے فرمائے، پہلے سے آسمان، دوسرے سے زمینیں، تیسرے سے بہشت دوزخ بنائے، پھر چوتھے کے چار حصے کیے، الیٰ آخر الحدیث۔

(المواہب اللدنیة، تشریف الله تعالیٰ له صلی الله علیه وسلم، ج1، ص48، المکتبة التوفیقیة، القاہرہ، مصر)

علامہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ ''مطالع المسرات'' میں مذکورہ حدیث نقل کرنے کے بعد ایک اور حدیث پاک بھی نقل کرتے ہیں ((اول ماخلق الله نوری ومن نوری خلق کل شیٔ)) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا اور میرے نور سے ہر چیز کو پیدا کیا۔

(مطالع المسرات، الحزب الثانی، ص221، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد)

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 544ھ) فرماتے ہیں ''وَمَا ذکر من أنه کان لاظل لشخصه فِی شَمْسٍ وَلَا قَمَرٍ لِأَنَّهٗ کَانَ نُورًا'' ترجمہ: یہ جو

مذکور ہے کہ سورج اور چاند کی روشنی میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہیں پڑتا تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ہیں۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، الفصل التاسع والعشرون ماحدث عند مولده، ج1، ص731، دار الفیحاء، عمان)

نظام الدین حسن بن محمد نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 850ھ) نے ان الفاظ کے ساتھ حدیث پاک کو نقل کیا ((اول ما خلق الله تعالی نوری، أنا أول من ینشق عنه قبر، آدم ومن دونه تحت لوائی، أنا سید المرسلین ولا فخر)) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا، میں سب سے پہلے قبر سے اٹھوں گا، آدم اور اس کے علاوہ لوگ میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے، میں تمام رسولوں کا سردار ہوں اور (مجھے اس پر) فخر نہیں۔

(غرائب القرآن، ج1، ص407، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ دیار بکری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 966ھ) نے ''تاریخ الخمیس'' میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ((فی خبر أوّل ما خلق الله نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم)) ترجمہ: حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نورِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا۔ (تاریخ الخمیس، مطلب اول المخلوقات، ج1، ص17، دار صادر، بیروت)

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 1014ھ) فرماتے ہیں ''قَالَ ابْنُ حَجَرٍ: اخْتَلَفَتِ الرِّوَایَاتُ فِی أَوَّلِ الْمَخْلُوقَاتِ، وَحَاصِلُهَا کَمَا بَیَّنْتُهَا فِی شَرْحِ شَمَائِلِ التِّرْمِذِیِّ أَنَّ أَوَّلَهَا النُّورُ الَّذِی خُلِقَ مِنْهُ - عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ -، ثُمَّ الْمَاءُ، ثُمَّ الْعَرْشُ'' ترجمہ: ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: سب سے پہلے کون سی مخلوق ہے، اس میں روایات مختلف ہیں، حاصل وہ ہے جس کو میں نے شمائل ترمذی کی شرح میں بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور کو پیدا کیا

گیا، پھر پانی کو، پھر عرش کو۔(مرقاۃ المفاتیح،باب الایمان بالقدر،ج1،ص148،دارالفکر،بیروت)

امام علی بن ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1044ھ) نے ''سیرتِ حلبیہ'' میں حدیث جابر ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ((وعن جابر بن عبد الله رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال:قلت يا رسول الله بأبي أنت وأمي أخبرني عن أول شيء خلقه الله تعالى قبل الأشياء ؟ قال:يا جابر إن الله تعالى قد خلق قبل الأشياء نور نبيك من نوره الحديث)) ترجمہ: جابر فرماتے ہیں میں نے عرض کی: یارسول اللہ، میرے ماں باپ حضور پر قربان، مجھے بتا دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ عزوجل نے کیا چیز بنائی ؟ فرمایا: اے جابر! بیشک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

(سیرتِ حلبیہ،باب نسبہ الشریف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج1،ص47،دارالکتب العلمیہ، بیروت)

یہ حدیث پاک نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں''وفیہ أنہ أصل لکل موجود''ترجمہ:اس حدیث پاک میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر موجود کی اصل ہیں۔

(سیرتِ حلبیہ،باب نسبہ الشریف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج1،ص47،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1052ھ) مدارج النبوۃ میں نقل کرتے ہیں ''در حدیث صحیح وارد شدہ کہ((اول ماخلق الله نوری))''ترجمہ: صحیح حدیث میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا۔ (مدارج النبوۃ،قسم دوم، باب اول،ج2،ص2،مکتبہ نوریہ رضویہ،فیصل آباد)

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 1122ھ) نے شرح الزرقانی علی

المواہب میں حدیث جابر نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں((في حديث جابر عند عبد الرزاق مرفوعًا :يا جابر إن الله قد خلق قبل الأشياء نور نبيك من نوره)) ترجمہ: حافظ عبدالرزاق نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث پاک نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے جابر! بیشک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ،ج1،ص54، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ محقق عارف باللہ سید عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقۂ ندیہ شرح طریقۂ محمدیہ میں فرماتے ہیں''قد خلق کل شیئی من نورہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما وردبہ الحدیث الصحیح'' ترجمہ: بے شک ہر چیز نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے بنی، جیسا کہ حدیث صحیح اس معنی میں وارد ہوئی۔

(الحدیقۃ الندیۃ،المبحث الثانی،ج2،ص375،مکتبہ نوریہ رضویہ،فیصل آباد)

مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں ہے''قد قال الاشعری انہ تعالیٰ نور لیس کالانوار والروح النبویۃ القدسیۃ لمعۃ من نورہ والملائکۃ شرر تلک الانوار وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول ماخلق الله نوری ومن نوری خلق کل شئی وغیرہ مما فی معناہ''یعنی امام اجل امام اہلسنت سیدنا ابوالحسن اشعری قدس سرہ (جن کی طرف نسبت کرکے اہل سنت کے ایک گروہ کو اشاعرہ کہا جاتا ہے) ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نور ہے نہ اور نوروں کی مانند اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح پاک اسی نور کی تابش ہے اور ملائکہ ان نوروں کے ایک پھول ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور بنایا اور میرے ہی نور سے ہر چیز پیدا فرمائی۔ اور اس کے سوا اور حدیثیں ہیں جو اسی مضمون

میں وارد ہیں۔(مطالع المسرات ،الحزب الثانی،ص265، مکتبہ نوریہ رضویہ،فیصل آباد)

امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ مصنف عبد الرزاق کے حوالے سے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں ''یہ حدیث (1) امام بیہقی نے بھی ''دلائل النبوۃ'' میں بنحوہٖ (اسی طرح) روایت کی ، اجلہ ائمہ دین مثل (2) امام قسطلانی ''مواہب لدنیہ'' اور (3) امام ابن حجر مکی ''افضل القریٰ'' اور (4) علامہ فاسی ''مطالع المسرات'' اور (5) علامہ زرقانی ''شرح مواہب'' اور (6) علامہ دیار بکری ''خمیس'' اور (7) شیخ محقق دہلوی ''مدارج'' وغیرہا میں اس حدیث سے استناد اور اس پر تعویل واعتماد فرماتے ہیں۔

بالجملہ اس روایت کو تلقی امت بالقبول کا منصب جلیل حاصل ہے تو بلاشبہ حدیث حسن صالح مقبول معتمد ہے۔ تلقی علماء بالقبول وہ شئے عظیم ہے جس کے بعد ملاحظۂ سند کی حاجت نہیں رہتی بلکہ سند ضعیف بھی ہو تو حرج نہیں کرتی۔

(فتاوی رضویہ ،ج30،ص659،رضا فاؤنڈیشن ،لاہور)

حدیثِ جابر (اے جابر! اللہ تعالیٰ نے ہر چیز سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا) نقل کرنے کے بعد اشرف علی تھانوی دیوبندی نے لکھا ''اس حدیث سے نورِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقت ثابت ہوا کیونکہ جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے، ان اشیاء کا نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متأخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔''

(نشر الطیب،ص7،اسلامی کتب خانہ،لاہور)

رشید احمد گنگوہی دیوبندی نے لکھا ''وبتواتر ثابت شد کہ آں حضرت علی سایہ نداشتند وظاہر است کہ بجز نور ہمہ اجسام ظل مے دارند'' ترجمہ: یہ بات تواتراً ثابت کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کا سایہ نہ تھا، یہ بات ظاہر ہے کہ جو چیز نور ہو اس کا سایہ نہیں ہوتا۔

(امداد السلوک،ص86)

قرآنِ مجید اور نورِ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سوال: کیا قرآن مجید میں بھی کسی مقام پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نور کہا گیا ہے؟

جواب: جی ہاں! اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ﴾ ترجمہ: یقیناً آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب۔ (سورۃ المائدہ،آیت 15)

جمہور مفسرین کے نزدیک اس آیت میں نور سے مراد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ((﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ﴾ یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)) ترجمہ: تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے۔

(تفسیر ابن عباس، ج1،ص90،مطبوعہ لبنان)

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 310ھ) ''تفسیر طبری'' میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں ''یعنی بالنور، محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم'' ترجمہ: یعنی نور سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا مراد ہے۔

(تفسیر طبری ،جلد10،صفحہ143،مؤسسۃ الرسالۃ،بیروت)

امام ابوالحسن علی بن احمد واحدی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 468ھ) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ''﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ﴾ یعنی :النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' ترجمہ: تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے۔ (الوجیز،ج1،ص313،دارالقلم،بیروت)

محی السنہ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 510ھ) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں "﴿قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ﴾ يَعْنِي: مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقِيلَ: الْإِسْلَامُ" ترجمہ: یہاں نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے اور ایک ضعیف قول یہ ہے کہ یہاں نور سے مراد اسلام ہے۔

(تفسیر بغوی، ج2، ص32، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 606ھ) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں "وَفِيهِ أَقْوَالٌ: الْأَوَّلُ: أَنَّ الْمُرَادَ بِالنُّورِ مُحَمَّدٌ وَبِالْكِتَابِ الْقُرْآن" ترجمہ: اس میں اقوال ہیں: پہلا قول یہ ہے کہ نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔

(تفسیر رازی، ج11، ص327، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

علامہ علاء الدین علی بن محمد خازن (متوفی 741ھ) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں "﴿قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ﴾ یعنی محمدا صلی اللہ علیہ وسلم" ترجمہ: تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔

(تفسیر خازن، ج 2، ص24، مطبوعہ، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

تفسیر جلالین میں ہے "هو النبی صلی اللہ علیہ وسلم" ترجمہ: نور سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔

(تفسیر جلالین، جلد1، صفحہ139، دار الحدیث، القاہرہ)

علامہ صاوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1241ھ) تفسیر جلالین کی اس عبارت کے تحت فرماتے ہیں "وسمی نوراً لانه ینور البصائر ویهدیها للرشاد ولانه اصل کل نور حسی ومعنوی" ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بصیرتوں کو روشن کرتے ہیں اور ان کو سیدھے راستے کی ہدایت دیتے

ہیں اور (اس وجہ سے آپ کو نور فرمایا گیا کہ) آپ ہر حسی اور معنوی نور کی اصل ہیں۔

(تفسیر صاوی، ج1، ص486، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

علامہ شہاب الدین محمود بن عبداللہ آلوسی (متوفی 1270ھ) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں "نور عظیم وهو نور الأنوار والنبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم" ترجمہ: تمہارے پاس ایک عظیم نور آیا اور وہ نور عظیم نور الانوار نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔

(روح المعانی، ج3، ص269، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ نور اور کتاب مبین دونوں سے مراد قرآن مجید ہے۔ اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ اگلی آیت میں ﴿یهدی به﴾ (سورۃ المائدہ، آیت 16) میں واحد کی ضمیر استعمال ہوئی ہے اگر نور سے مراد سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہوتی تو تثنیہ کی ضمیر استعمال ہوتی۔

جواب: یہ قول ضعیف ہے۔ چنانچہ امام المفسرین امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 606ھ) فرماتے ہیں "النُّورُ وَ الْكِتَابُ هُوَ الْقُرْآنُ، وَهَذَا ضَعِيفٌ لِأَنَّ الْعَطْفَ يُوجِبُ الْمُغَايَرَةَ بَيْنَ الْمَعْطُوفِ وَالْمَعْطُوفِ عَلَيْهِ" ترجمہ: ایک قول یہ ہے کہ نور اور کتاب دونوں سے مراد قرآن مجید ہے، یہ قول ضعیف ہے کیونکہ حرف عطف معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان مغایرت کو ثابت کرتا ہے۔

(تفسیر رازی، جلد11، صفحہ327، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

سوال میں موجود دلیل بھی کمزور ہے، کیونکہ عربی زبان میں کئی مقامات پر فصاحت و بلاغت اور دیگر مقاصد کے پیش نظر تثنیہ کے لئے واحد کی ضمیر کو لوٹایا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔ ﴿یا

﴿أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ﴾ ترجمہ: اے ایمان والو اللہ اور اسکے رسول عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر حاضر ہو جب وہ تمہیں بلائیں۔

(پارہ9،سورہ الانفال ،آیت24)

یہاں ''دعاکم'' میں واحد کی ضمیر ہے جو تثنیہ کی طرف لوٹ رہی ہے اسکی وجہ تفسیر کشاف میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے ''وحد الضمير كما وحده فيما قبله، لأن استجابة رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم كاستجابته'' ترجمہ: ضمیر کو واحد لایا گیا جیسا کہ پچھلی آیت میں بھی واحد لایا گیا اسلئے کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر حاضر ہونا ایسے ہی ہے جیسے اللہ عزوجل کے بلانے پر حاضر ہونا۔

(تفسیر کشاف ،ج2،ص210،دار الکتب العربی ،بیروت)

ایک اور مقام پر ارشاد باری ﴿وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضُوهُ﴾ ترجمہ: اور اللہ اور اسکے رسول کا حق زائد تھا کہ انہیں راضی کرتے۔

(پارہ 10،سورہ التوبۃ،آیت62)

اس آیت کریمہ میں بھی ''یرضوہ'' میں ''ہ'' ضمیر واحد کی ہے جو کہ تثنیہ کی طرف لوٹ رہی ہے۔علامہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود حافظ الدین النسفی (متوفی 710ھ) اسکی وجہ بیان فرماتے ہیں ''وإنما وحد الضمير لأنه لا تفاوت بين رضا الله ورضا رسول الله فكانا فى حكم شيء واحد'' ترجمہ: یہاں واحد کی ضمیر اس وجہ سے لائی گئی کہ اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا میں کوئی تفاوت نہیں ہے یہ دونوں ایک ہی شئ کے حکم میں ہیں۔

(تفسیر نسفی ،ج 1،ص 690،دار الکلم الطیب ،بیروت)

اس طرح کی بہت سی آیات قرآن پاک سے پیش کی جاسکتی ہیں کہ جن میں تثنیہ کے لئے واحد کی ضمیر لائی گئی ہے۔اسی طرح سوال میں مذکور آیت کریمہ میں بھی

﴿يهدى به﴾ میں واحد کی ضمیر تثنیہ یعنی نور اور کتاب دونوں کی طرف لوٹ رہی ہے اور دونوں سے مراد علیحدہ علیحدہ ذاتیں ہیں۔اور یہاں پر تثنیہ کے لئے واحد کی ضمیر کیوں لائی گئی اسکی وجہ بیان کرتے ہوئے علامہ اسماعیل حقی (متوفی 1127ھ) فرماتے ہیں ''لانهما فى حكم الواحد فان المقصود منهما دعوة الخلق الى الحق'' ترجمہ: اسلئے کہ یہ دونوں (نور رسول کریم اور قرآن) ایک حکم میں ہیں کیونکہ ان دونوں سے مقصود خلق کو حق کی طرف دعوت دینا ہے۔

(روح البیان ،جلد 2،صفحہ369،دار الفکر ،بیروت)

نور کی تخلیق اور منتقلی

نور مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے پہلے

کائنات کی ہر چیز سے پہلے نورِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تخلیق ہوئی۔

قرآن مجید میں نبی کریم سے حکایت ہے﴿وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾ترجمہ: میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ (سورۃ الانعام، آیت163)

ظاہر ہے کہ اختیاری یا غیر اختیاری اسلام سے تو عالم کا کوئی ذرہ خالی نہیں۔قرآن مجید میں ہے﴿وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ﴾ترجمہ:اوراسی کےحضور گردن رکھے ہیں جوکوئی آسمان اورزمین میں ہیں خوشی سےاور مجبوری سےاوراسی کی طرف پھیرے جائیں گے۔

(سورہ آلِ عمران، آیت83)

پھر سب اسلام لانے والوں سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت ہوسکتے ہیں جب کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے پہلے ہوں۔چنانچہ اس آیت کریمہ کےتحت تفسیر عرائس البیان میں ہے’’ اشارۃ علی تقدم روحه وجوهره علی جمیع الکون ‘‘ترجمہ:اس آیت پاک میں اس طرف اشارہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح اور آپ کا جوہر (پیدائش میں) تمام کائنات پر مقدم ہے۔ (تفسیر عرائس البیان،تحت آیت﴿وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾،ج1،ص238)

علامہ نظام الدین حسن بن محمد نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی850ھ) فرماتے ہیں’’وَأَنَا أَوَّلُ المسلمين عند الإيجاد لأمر كن كما قال:أول ما خلق الله نوري ‘‘ترجمہ:میں پہلا مسلمان ہوں امرِ کن سے ایجاد کے وقت جیسا کہ حدیث پاک میں فرمایا:سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

(تفسیر نیشاپوری،ج3،ص196،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں((سألت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم عن اول شئی خلقه الله تعالیٰ؟ فقال:هو نور نبيك يا جابر خلقه الله)) ترجمہ: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان، مجھے بتا دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ عزوجل نے کیا چیز بنائی؟ فرمایا: اے جابر! وہ تیرے نبی کا نور ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے پیدا فرمایا۔

(الجزء المفقود من المصنف عبد الرزاق،حدیث نمبر18،ص63،مؤسسة الشرف،لاہور)

نور مصطفیٰ کی عمر مبارک

عمر کا اندازہ اس حدیث پاک سے لگائیں۔سیرت حلبیہ اور تفسیر روح البیان میں ہے((وعن ابی هريرة انه علیہ السلام سأل جبريل علیہ السلام فقال (يا جبريل كم عمرك من السنين) فقال يا رسول الله لست اعلم غير ان فی الحجاب الرابع نجما يطلع فی كل سبعين الف سنة مرة رأيته اثنين وسبعين الف مرة فقال علیہ السلام :يا جبريل وعزة ربی انا ذلك الكوكب)) ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے دریافت فرمایا: آپ کی عمر کتنے سال ہے؟ عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے سوا کچھ نہیں جانتا کہ چوتھے حجاب عظمت میں ہر ستر ہزار برس کے بعد ایک ستارہ طلوع ہوتا ہے جسے میں نے اپنی عمر میں بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے،حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبریل! میرے رب کی عزت کی قسم وہ ستارہ میں ہوں۔

(سیرت حلبیہ،باب نسبه الشریف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج1،ص47،دارالکتب العلمیہ،بیروت☆تفسیر روح البیان،سورۃ التوبہ،تحت آیت128،ج3،ص543،دارالفکر،بیروت)

بعض روایات میں آیا ہے کہ پیدائش آدم سے چودہ ہزار برس پہلے نور کی

حالت میں موجود تھے،اس کا یہ مطلب نہیں کہ چودہ ہزار برس پہلے آپ کا نور تخلیق کیا گیا، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ چودہ ہزار برس پہلے بھی موجود تھا جبکہ تخلیق اس سے بھی بہت پہلے ہو چکی تھے۔سیرتِ حلبیہ میں ہے((وعن علی بن الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن أبيه عن جده أن النبي صلی اللہ علیہ وسلم قال:كنت نورا بين يدي ربي قبل خلق آدم علیہ الصلاۃ والسلام بأربعة عشر ألف عام)) ترجمہ:امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ اپنے والدِ مکرم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں پیدائش آدم علیہ السلام سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے رب کے حضور میں ایک نور تھا۔

(سیرت حلبیہ،باب نسبه الشریف صلی الله علیه وسلم،ج1،ص47،دارالکتب العلمیه، بیروت)

حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں’’حدیث میں چودہ ہزار کا ذکر ہے اس سے زیادہ کی نفی نہیں ،لہٰذا دوسری روایت میں چودہ ہزار سے زیادہ سالوں کا وارد ہونا تعارض کا موجب نہیں۔‘‘

(میلادالنبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم،ص15،اسلامك بكس،لاہور)

آدم علیہ السلام جو کہ ابوالبشر ہیں جس وقت ان کے جسم میں روح نہیں ڈالی گئی تھی اس وقت بھی ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منصبِ نبوت پر فائز تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:((قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ مَتَى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ؟ قَالَ:وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالجَسَدِ)) ترجمہ:صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ کو نبوت کب ملی؟ فرمایا: آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔

(جامع ترمذی،باب فی فضل النبی صلی الله علیه وسلم،ج6،ص9،دارالغرب الاسلامی، بیروت)

امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث پاک کی تخریج کرتے ہوئے فرماتے ہیں’’(1) ترمذی جامع میں فائدہ تحسین واللفظ لہ،اور(2) حاکم و(3) بیہقی و(4) ابونعیم ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔اور(5) احمد مسند اور(6) بخاری تاریخ میں ، اور(7) ابن سعد و(8) حاکم و(9) بیہقی و(10) ابونعیم میسرۃ الفجر۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ۔اور(11) بزار و(12) طبرانی ،(13) ابونعیم عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۔اور(14) ابونعیم بطریق صنابحی امیر المؤمنین عمر الفاروق الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ،اور(15) ابن سعد ابن ابی الجدعاء ومطرف بن عبداللہ بن الشخی وعامر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے باسانید متباینہ والفاظ متقاربہ راوی حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی((متى وجبت لك النبوة)) حضور کے لیے نبوت کس وقت ثابت ہوئی؟ فرمایا((وآدم بين الروح والجسد)) جبکہ آدم درمیان روح اور جسد کے تھے۔

جبل الحفظ امام عسقلانی نے کتاب الاصابہ میں حدیثِ میسرہ کی نسبت فرمایا ’’سنده قوی‘‘ترجمہ:اس کی سند قوی ہے۔

(فتاوی رضویه،ج30،ص149,150،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

نور مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہاں کہاں رہا

جب آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو نورِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرش کے پردوں پر نظر آیا۔عظیم محدث امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی (923ھ) نقل کرتے ہیں:((يروى أنه لما خلق الله تعالى آدم، ألهمه أن قال:يا رب لم كنيتني أبا محمد، قال الله تعالى :يا آدم ارفع رأسك، فرفع رأسه فرأى نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم في سرادق العرش، فقال :يا رب ما هذا النور؟ قال:هذا نور نبي

من ذریتك اسمه فی السماء أحمد، وفی الأرض محمد، لولاه ما خلقتك ولا خلقت سماء ولا أرضا)) ترجمہ: مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کو الہام فرمایا کہ وہ یہ عرض کریں: اے میرے رب! تو نے میری کنیت ابومحمد کیوں رکھی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے آدم! اپنا سر اٹھاؤ، آپ نے سر اٹھایا تو نورِ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو عرش کے پردوں میں دیکھا، عرض کیا: اے میرے رب! یہ نور کیسا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ نور تیری اولاد میں سے ایک نبی کا نور ہے، اس کا نام آسمانوں میں احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور زمین میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے، اگر یہ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا اور نہ ہی آسمان وزمین کو پیدا کرتا۔

(مواہب اللدنیہ، باب تشریف اللہ تعالیٰ لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 1، ص47، المکتبۃ التوفیقیہ، القاہرہ مصر)

نورِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آدم علیہ السلام کی پشتِ اطہر میں رکھ دیا گیا جو کہ پیشانی سے چمکتا تھا۔ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 1127ھ) فرماتے ہیں: ((ولما خلق الله آدم جعل نور حبيبه فی ظهره فكان يلمع فی جبينه)) ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور کو ان کی پشت میں رکھ دیا تو وہ (اس قدر روشن وتابندہ تھا کہ) ان کی پیشانی میں چمکتا تھا۔

(تفسیر روح البیان، سورۃ التوبہ، تحت آیت128، ج3، ص543، دارالفکر، بیروت)

فرشتوں کو حکم دیا گیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں تو اس کا سبب ہی یہی تھا کہ آپ کی پیشانی میں نورِ مصطفیٰ چمکتا تھا۔ سید المفسرین امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 606ھ) فرماتے ہیں ”أَنَّ الْمَلَائِكَةَ أُمِرُوا بِالسُّجُودِ لِآدَمَ لِأَجْلِ أَنَّ نُورَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي جَبْهَةِ آدَمَ“ ترجمہ: بے شک ملائکہ کو حکم دیا گیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں اس کی وجہ یہ تھی کہ نورِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی پیشانی میں تھا۔

(تفسیر کبیر، سورۂ بقرہ، تحتِ آیت253، ج6، ص525، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ”هذا فی الحقيقة تعظيم للنور المنطبع فی مرآة آدم علیہ السلام وهو النور المحمدی والحقيقة الاحمدية“ ترجمہ: آدم علیہ السلام کو سجدہ کروانے میں حقیقتاً اس نور کی تعظیم مقصود تھی جو آدم علیہ السلام کی پیشانی میں موجود تھا، وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور اور حقیقتِ احمدیہ تھا۔

(تفسیر روح البیان، ج4، ص462، دارالفکر، بیروت)

پھر نورِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے آباء واجداد کی پشتوں میں منتقل ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿الَّذِی یَرَاکَ حِینَ تَقُومُ ۝ وَتَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِینَ﴾ ترجمہ: جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو اور ساجدین میں تمہارے دورے کو دیکھتا ہے۔ (سورۃ الشعراء، آیت218,219)

صدر الافاضل سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں ”بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس آیت میں ساجدین سے مؤمنین مراد ہیں اور معنی یہ ہیں کہ زمانۂ حضرت آدم وحوا علیہما السلام سے لے کر حضرت عبداللہ وآمنہ خاتون تک مؤمنین کی اصلاب وارحام میں آپ کے دورے کو ملاحظہ فرماتا ہے، اس سے ثابت ہوا کہ آپ کے تمام اصول آباء واجداد حضرت آدم علیہ السلام تک سب کے سب مؤمن ہیں۔

(تفسیر خزائن العرفان، ص677، مطبوعہ ضیاء القرآن، لاہور)

امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 360ھ) نے اپنی سند کے ساتھ اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، (وتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ)

قَالَ:مِنْ نَبِيٍّ إِلَى نَبِيٍّ حَتَّى أُخْرِجْتَ نَبِيًّا)) ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ ساجدین میں آپ کے دورے کو ملاحظہ فرماتا ہے یعنی ایک نبی سے دوسرے نبی تک آپ کے دورے کو ملاحظہ فرماتا ہے یہاں تک کہ آپ دنیا میں تشریف لائے اس حال میں کہ آپ نبی ہیں۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، عکرمہ عن ابن عباس، ج11، ص362، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ)

ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 430ھ) اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کرتے ہیں ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، (وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ) مَا زَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَلَّبُ فِي أَصْلَابِ الْأَنْبِيَاءِ، حَتَّى وَلَدَتْهُ أُمُّه)) ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے دورہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انبیاء علیہم السلام کی اصلاب (پاکیزہ پشتوں) میں دورہ فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ اپنی والدہ سے پیدا ہوئے۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم، ذکر فضیلتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بطیب، ج1، ص58، دارالنفائس، بیروت)

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 911ھ) روایت نقل کرتے ہیں ((وَأخرج ابْن مرْدَوَيْه عَن ابْن عَبَّاس قَالَ:سَأَلت رَسُول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقلت :بِأبي أَنْت وَأمي أَيْن كنت وآدَم فِي الْجنَّة فَتَبَسَّمَ حَتَّى بَدَت نواجذه ثمَّ قَالَ إِنِّي كنت فِي صلبه وَهَبَطَ إِلَى الْأَرْض وَأَنا فِي صلبه وَركبت السَّفِينَة فِي صلب أبي نوح وقذفت فِي النَّار فِي صلب أبي إِبْرَاهِيم وَلم يلتق أبواي قطّ على سفاح لم يزل الله ينقلني من الإِصلاب الطّيبَة إِلَى الْأَرْحَام الطاهرة مصفى مهذباً لَا تتشعب شعبتان إِلَّا كنت فِي

خيرهما)) ترجمہ: ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے، آپ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے سوال کرتے ہوئے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ اس وقت کہاں تھے جب آدم علیہ السلام جنت میں تھے؟ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے، پھر فرمایا: (اس وقت) میں ان کی پشت میں تھا، جب وہ زمین پر اتارے گئے تو (بھی) میں ان کی پشت میں تھا اور میں کشتی میں سوار ہوا اپنے والد نوح علیہ السلام کی پشت میں اور میں آگ میں پھینکا گیا اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں، میرے والدین نے کبھی بھی سفاح (بدکاری) نہیں کی، اللہ تعالیٰ مجھے ہمیشہ اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرہ کی طرف منتقل کرتا رہا پاک صاف اور مہذب طریقہ سے، جب بھی دو گروہ بنتے تو میں ان میں سے بہتر گروہ میں ہوتا۔

(تفسیر درمنثور، ج6، ص330، دارالفکر، بیروت)

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 1127ھ) فرماتے ہیں: ((ولما خلق الله آدم جعل نور حبيبه فى ظهره فكان يلمع فى جبينه ثم انتقل الى ولده شيث الذى هو وصيه والثالث من ولده وكانت حواء تلد ذكرا وأنثى معا ولم تلد ولدا منفردا الا شيث كرامة لهذا النور ثم انتقل الى واحد بعد واحد من أولاده الى ان وصل الى عبد المطلب ثم الى ابنه عبد الله ثم الى آمنة)) ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اپنے حبیب صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے نور کو ان کی پشت میں رکھ دیا تو وہ نور ان کی پیشانی میں چمکتا تھا، پھر یہ نور آدم علیہ السلام کے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کی طرف منتقل ہو گیا جو کہ ان کے وصی تھے اور ان کی اولاد میں سے تیسرے تھے، حضرت حواء ایک بچہ اور ایک بچی

اکٹھے پیدا کرتی تھیں، صرف حضرت شیث علیہ السلام کو اکیلے پیدا کیا نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم کی وجہ سے، پھر نورِ مصطفیٰ یکے بعد دیگرے ان کی اولاد میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ حضرت عبدالمطلب کے پاس آیا، پھر ان کے بیٹے حضرت عبداللہ کے پاس آیا اور پھر حضرت آمنہ کے پاس تشریف لایا۔

(تفسیر روح البیان،سورۃ التوبہ،تحت آیت128،ج3،ص543،دارالفکر،بیروت)

محدث وفقیہ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **(متوفی 1014) فرماتے ہیں''** والحاصل أن نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم انتقل من آبائه الكرام إلى أن ظهر ظهورا بينا في ظهر إبراهيم علیہ الصلاۃ والسلام'' ترجمہ: **حاصل کلام یہ ہے کہ نورِ محمد** صلی اللہ علیہ وسلم **اپنے آباء کرام سے منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم** علیہ السلام **کی پشتِ اطہر میں خوب ظاہر ہوا۔**

(شرح شفاء،الفصل الاول فیماجاء من ذلك مجی ء المدح،ج1،ص50،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

امام علی بن ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **(متوفی 1044ھ) نقل کرتے ہیں:((قال** صلی اللہ علیہ وسلم **:فأهبطني الله تعالى إلى الأرض في صلب آدم، وجعلني في صلب نوح وقذفني في صلب إبراهيم** علیہم الصلاۃ والسلام، **ثم لم يزل ينقلني من الأصلاب الكريمة والأرحام الطاهرة حتى أخرجني من بين أبوي لم يلتقيا على سفاح قط)) ترجمہ: نبی پاک** صلی اللہ علیہ وسلم **نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے زمین پر حضرت آدم** علیہ السلام **کی پشت میں اتارا اور مجھے نوح** علیہ السلام **کی پشت میں رکھا، اور مجھے ابراہیم** علیہ السلام **کی پشت میں رکھا، مجھے اصلاب کریمہ اور ارحام طاہرہ سے منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ میں اپنے والدین سے پیدا ہوا اور میرے والدین کبھی بھی بدکاری پر اکٹھے نہیں ہوئے۔**

(سیرت حلبیہ،باب نسبہ الشریف صلی اللہ علیہ وسلم،ج1،ص47،دارالکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت عبد المطلب کے پاس

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ **متوفی (923ھ) فرماتے ہیں:''** وكان عبد المطلب يفوح منه رائحة المسك الإذفر، ونور رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يضيء في غرته، وكانت قريش إذا أصابها قحط تأخذ بيد عبد المطلب فتخرج به إلى جبل ثبير فيتقربون به إلى الله تعالى، ويسألونه أن يسقيهم الغيث، فكان يغيثهم ويسقيهم ببركة نور محمد -صلی اللہ علیہ وسلم- غيثا عظيما '' ترجمہ: **حضرت عبدالمطلب سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور نورِ مصطفیٰ** صلی اللہ علیہ وسلم **ان کی پیشانی میں چمکتا تھا، جب قریش قحط میں مبتلا ہوتے تو وہ حضرت عبد المطلب کا ہاتھ پکڑ کر کوہِ ثبیر کی طرف لے جاتے اور ان کے ذریعہ تقربِ خداوندی تلاش کرتے اور بارش کے لیے دعائیں کرتے، اللہ تعالیٰ ان کو نورِ مصطفیٰ** صلی اللہ علیہ وسلم **کی برکت سے کثرت سے بارش عطا فرماتا۔**

(مواہب اللدنیہ،باب طہارۃ نسبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج1،ص63،المکتبۃ التوفیقیہ،القاہرہ مصر)

مزید فرماتے ہیں'' ولما قدم أبرهة ملك اليمن من قبل أصحمة النجاشي لهدم بيت الله الحرام، وبلغ عبد المطلب ذلك، قال:يا معشر قريش، لا يصل إلى هدم البيت، لأن لهذا البيت ربّا يحميه ويحفظه.ثم جاء أبرهة فاستاق إبل قريش حتى طلع جبل ثبير، فاستدارت دائرة غرة رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم على جبينه كالهلال واشتد شعاعها على البيت الحرام مثل السراج، فلما نظر عبد المطلب إلى ذلك قال :يا معشر قريش:ارجعوا فقد كفيتم هذا الأمر، فو الله ما استدار هذا النور مني إلا أن يكون الظفر لنا، فرجعوا متفرقين '' ترجمہ: **یمن کا بادشاہ ابرہہ (جو کہ اصحمہ نجاشی**

سے پہلے تھا) جب (معاذ اللہ) بیت اللہ کو منہدم کرنے کے لیے آیا، حضرت عبد المطلب تک یہ بات پہنچی تو انہوں نے قریش کو کہا: اے گروہِ قریش! وہ بیت اللہ کو نہیں گرا سکے گا کیونکہ یہ رب عزوجل کا گھر ہے وہ ہی اس کی حفاظت فرمائے گا۔ پھر جب ابرہہ آیا تو وہ قریش کے اونٹوں کو ہنکا کر لے گیا۔ حضرت عبدالمطلب کوہ ثبیر پر چڑھے تو نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہلال (چاند) کی شکل میں ان کی پیشانی میں اس قوت سے چمکا کہ اس کی شعاعیں چراغ کی طرح خانہ کعبہ پر پڑیں، جب حضرت عبدالمطلب نے نورِ مصطفیٰ کو خانہ کعبہ پر چمکتا ہوا دیکھا تو فرمایا: اے گروہِ قریش! واپس چلو تمہیں یہ امر کافی ہے، اللہ کی قسم جب بھی یہ نور مجھ میں اس طرح چمکتا ہے تو فتح ہماری ہوتی ہے، تمام لوگ متفرق ہو کر واپس آ گئے۔

(مواہب اللدنیہ، باب طہارۃ نسبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج1، ص63، المکتبۃ التوفیقیہ، القاہرہ مصر)

مزید فرماتے ہیں "وروی: أنہ لما حضر عبد المطلب عند أبرہۃ أمر سایس فیلہ الأبیض العظیم الذی کان لا یسجد للملک أبرہۃ کما تسجد سائر الفیلۃ أن یحضرہ بین یدیہ، فلما نظر الفیل إلی وجہ عبد المطلب، برک کما یبرک البعیر، وخر ساجدا، وأنطق اللہ تعالی الفیل، فقال :السلام علی النور الذی فی ظہرک یا عبد المطلب" ترجمہ: جب حضرت عبدالمطلب ابرہہ کے پاس تشریف لے کر گئے تو ابرہہ نے سائیس کو حکم دیا کہ بڑے سفید ہاتھی کو لائے، یہ وہ سفید ہاتھی تھا کہ (سدھانے کے باوجود) جس نے کبھی ابرہہ کو سجدہ نہیں کیا تھا حالانکہ باقی سارے ہاتھی (سدھانے کی وجہ سے) اسے سجدہ کرتے تھے، جب ہاتھی کی نظر حضرت عبدالمطلب کے چہرے پر پڑی تو ان کے سامنے ادب سے اس طرح بیٹھ گیا جیسے اونٹ بیٹھتا ہے، پھر سجدہ کرتا ہوا گر پڑا، اللہ تعالیٰ نے اسے قوتِ

گویائی عطا فرمائی تو ہاتھی نے کہا: السلام علی النور الذی فی ظہرک یا عبد المطلب، سلام ہو اس نور پر جو تمہاری پیٹھ میں ہے اے عبدالمطلب۔

(مواہب اللدنیہ، باب طہارۃ نسبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 1، ص63,64، المکتبۃ التوفیقیہ، القاہرہ مصر)

حضرت عبد اللہ کے پاس

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((لَمَّا خَرَجَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ بِابْنِهِ لِيُزَوِّجَهُ، مَرَّ بِهِ عَلَى كَاهِنَةٍ مِنْ أَهْلِ تُبَالَةَ مُتَهَوِّدَةٍ قَدْ قَرَأَتِ الْكُتُبَ يُقَالُ لَهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُرٍّ الْخَثْعَمِيَّةُ، فَرَأَت نُورَ النُّبُوَّةِ فِي وَجْهِ عَبْدِ اللَّهِ، فَقَالَتْ:يَا فَتَى، هَلْ لَكَ أَنْ تَقَعَ عَلَيَّ الْآنَ، وَأُعْطِيَكَ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ:أَمَّا الْحَرَامُ فَالْمَمَاتُ دُونَهُ ...وَالْحِلُّ لَا حَلَّ فَأَسْتَبِينَهُ ...فَكَيْفَ لِي الْأَمْرُ الَّذِي تَبْغِينَهُ، ثُمَّ مَضَى مَعَ أَبِيهِ، فَزَوَّجَهُ آمِنَةَ بِنْتَ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ زُهْرَةَ، فَأَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا، ثُمَّ إِنَّ نَفْسَهُ دَعَتْهُ إِلَى مَا دَعَتْهُ إِلَيْهِ الْخَثْعَمِيَّةُ، فَأَتَاهَا، فَقَالَتْ :يَا فَتَى، مَا صَنَعْتَ بَعْدِي؟ قَالَ :زَوَّجَنِي أَبِي آمِنَةَ بِنْتَ وَهْبٍ، وَأَقَمْتُ عِنْدَهَا ثَلَاثًا، قَالَتْ:إِنِّي وَاللَّهِ مَا أَنَا بِصَاحِبَةِ رِيبَةٍ، وَلَكِنْ رَأَيْتُ فِي وَجْهِكَ نُورًا، فَأَرَدْتُ أَنْ يَكُونَ فِيَّ، وَأَبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُصَيِّرَهُ حَيْثُ أَحَبَّ)) ترجمہ: جب عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لختِ جگر کی شادی کے لئے نکلے تو اہل تبالہ کی ایک یہودی کاہنہ پر گزر رہا اس نے کتب بھی پڑھ رکھی تھیں اس کو فاطمہ بنت مر خثعمیہ کہا جاتا تھا، اس نے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رخِ زیبا میں ایک نور دیکھا تو اس نے کہا کہ اے نوجوان، کیا تو ابھی میرے ساتھ جماع رغبت رکھتا ہے

اور میں تجھے (اس کے بدلے) ایک سو اونٹ دوں گی، تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بہرحال حرام تو اس کے ارتکاب سے موت اچھی، اور حلال ابھی ہے نہیں تو میں اس کے بارے میں غور کروں گا۔ پس میرے لئے وہ امر کیسے ممکن ہے جس کی تو دعوت دیتی ہے، پھر والد گرامی کے ساتھ آگے تشریف لے گئے، اور آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ رضی اللہ عنہم سے عقد فرمایا اور تین شبانہ روز آپ کے پاس گزارے پھر آپ کے قلب مبارک میں اس کا خیال تشریف لایا جس کی خثعمیہ عورت نے دعوت دی تھی، تو آپ اس کے پاس تشریف لائے، تو اس نے کہا کہ اے نوجوان تو نے میرے بعد کیا کیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے آمنہ بنت وہب سے شادی کی اور اس کے پاس تین دن ٹھہرا رہا، تو اس عورت نے کہا کہ خدا کی قسم میں مشکوک عورت نہیں، لیکن میں نے تیرے چہرے میں نور دیکھا تو میری خواہش ہوئی کہ وہ نور مجھ میں تشریف لائے لیکن اللہ تعالیٰ کو جہاں وہ نور رکھنا محبوب ہوا وہیں اس نے رکھا۔

(دلائل النبوة لابی نعیم، الفصل الثامن فی تزویج امه آمنه بنت وهب، ج1، ص131، دارالنفائس، بیروت)

حضرت آمنہ کے پاس

امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "فی روایة كعب الأحبار: أنه نودی تلك الليلة فی السماء وصفاحها، والأرض وبقاعها، أن النور المكنون الذی منه رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يستقر الليلة فی بطن آمنة" ترجمہ: کعب الاحبار کی روایت میں ہے: (جس رات نورِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اپنی والدہ حضرت آمنہ کے رحم مبارک میں تشریف لایا) اس رات آسمانوں اور زمین میں ندا کی گئی کہ نورِ مکنون رات کو اپنی والدہ کے بطن میں مستقر ہو جائے گا۔

(مواهب اللدنية، باب طهارة نسبه صلى الله عليه وسلم، ج1، ص72، المكتبة التوفيقية، القاهرة مصر)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((رَأَتْ آمِنَةُ بِنْتُ وَهْبٍ أُمُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنَامِهَا، فَقِيلَ لَهَا: إِنَّكِ قَدْ حَمَلْتِ بِخَيْرِ الْبَرِيَّةِ وَسَيِّدِ الْعَالَمِينَ، فَإِذَا وَلَدْتِيهِ فَسَمِّيهِ أَحْمَدَ وَمُحَمَّدًا)) ترجمہ: حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا، آپ سے عرض کہا گیا کہ آپ کے بطن اقدس میں مخلوق میں سب سے بہتر اور تمام جہانوں کے سردار ہیں، جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام محمد اور احمد رکھنا۔

(دلائل النبوة لابی نعیم، الفصل التاسع فی ذکر حمل امه، ج1، ص136، دارالنفائس، بیروت)

نور کی دنیا میں تشریف آوری

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ﴾ ترجمہ: یقیناً آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب۔ (سورة المائدہ، آیت 15)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ((﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ﴾ يعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)) ترجمہ: تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے۔

(تفسیر ابن عباس، ج1، ص90، مطبوعہ لبنان)

حضرت ابوالعاص کی والدہ بیان کرتی ہیں ((شَهِدْتُ آمِنَةَ لَمَّا وَلَدَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا ضَرَبَهَا الْمَخَاضُ نَظَرْتُ إِلَى النُّجُومِ تَدَلَّى، حَتَّى إِنِّي أَقُولُ لَتَقَعَنَّ عَلَيَّ، فَلَمَّا وَلَدَتْ، خَرَجَ مِنْهَا نُورٌ أَضَاءَ لَهُ الْبَيْتُ الَّذِي نَحْنُ فِيهِ وَالدَّارُ، فَمَا شَيْءٌ أَنْظُرُ إِلَيْهِ، إِلَّا نُورٌ)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی ولادت کے موقع پر میں موجود تھی، جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت قریب ہوئی تو ستارے اتنے قریب ہو گئے کہ میں نے کہا کہ ستارے مجھ پر گر جائیں گے، جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو ایسا نور نکلا جس نے کمرے اور گھر کو بھر دیا، نور کے علاوہ کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ج1، ص147، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ)

محدث ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ روایت نقل کرتے ہیں ((لَمَّا كَانَ لَيْلَةَ وُلِدَ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْتَجَسَ إِيوَانُ كِسْرَى وَسَقَطَتْ مِنْهُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ شُرَّافَةً، وَخَمَدَتْ نَارُ فَارِسَ وَلَمْ تَخْمَدْ قَبْلَ ذَلِكَ بِأَلْفِ عَامٍ، وَغَاضَتْ بُحَيْرَةُ سَاوَةَ وَرَأَى الْمُوبَذَانُ إِبِلًا صِعَابًا تَقُودُ خَيْلًا عِرَابًا قَدْ قَطَعَتْ دِجْلَةَ وَانْتَشَرَتْ فِي بِلَادِهِ)) ترجمہ: جس رات میں سرکار علیہ السلام پیدا ہوئے، کسریٰ کے محل میں زلزلہ آ گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے، اور فارس کی آگ بجھ گئی جبکہ اس سے ایک ہزار سال سے نہ بجھی اور بحیرہ ساوہ کا پانی اتر گیا، اور موبذان نے خواب میں سرکش اونٹ دیکھے جن کو خالص عربی گھوڑے ہانک رہے تھے انہوں نے دجلہ عبور کیا اور سب شہروں میں پھیل گئے۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم، الفصل التاسع فی ذکر حمل امہ، ج1، ص138، دارالنفائس، بیروت)

نورِ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور عقیدۂ اہل سنت

کیا نور لباس بشریت میں آسکتا ہے؟

سوال: کیا ایک شخصیت نور و بشر ہو سکتی ہے، کیا نور لباسِ بشریت میں آسکتا ہے؟

جواب: جی ہاں! نور لباس بشریت میں آسکتا ہے، جبرئیل علیہ السلام نور ہیں، اس میں کسی کا اختلاف نہیں، یہ بات قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ آپ علیہ السلام کئی بار لباس بشریت میں تشریف لائے، بلکہ قرآن مجید میں آپ پر بشر کا اطلاق کیا گیا۔

(1) حضرت جبریل علیہ السلام جب حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے، اللہ تعالیٰ حضرت جبریل علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا ﴿فتمثل لها بشراً سوياً﴾ ترجمہ: تو وہ اس کے سامنے تندرست بشر کی شکل میں ظاہر ہوا۔ (سورۃ مریم، آیت17)

(2) حضرت جبریل علیہ السلام بارگاہ رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں آتے۔

(صحیح بخاری، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، ج4، ص206، مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

(3) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں بیٹھے تھے ((إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ، شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعَرِ، لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ، وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ)) ترجمہ: اچانک ایک شخص سفید لباس میں ملبوس، کالے سیاہ بالوں والا آیا، اس پر سفر کے اثرات بھی نہ تھے اور ہم میں سے کوئی پہچانتا بھی نہ تھا۔

وہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں دوزانو ہوکر بیٹھ گیا، سوالات کیے، اس کے بعد چلا گیا، تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جانتے ہو یہ سائل کون تھا، عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، ارشاد فرمایا: ((فانہ جبرئیل اتاکم یعلمکم دینکم)) ترجمہ: وہ جبرئیل علیہ السلام تھے، تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

(صحیح مسلم، باب معرفۃ الایمان والاسلام، ج1، ص36، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

جب جبریل علیہ السلام کے لباس بشریت میں آنے اور قرآن مجید میں آپ پر بشر کا اطلاق ہونے سے آپ کی نورانیت میں فرق نہیں آیا تو حضور نور مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے لباس بشریت میں آنے اور قرآن مجید میں آپ پر بشر کہنے سے آپ کی نورانیت میں کیسے فرق آسکتا ہے۔

کھاتے پیتے کیوں تھے؟

سوال: حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نور تھے تو کھاتے پیتے کیوں تھے؟

جواب: اصول ہے کہ جو چیز جس لباس میں ہوتی ہے اس کے لوازم بھی اس کے ساتھ ہوتے ہیں، یہ اصول بھی قرآن مجید سے ماخوذ ہے، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں کے سانپوں کے سامنے اپنا عصا پھینکا، وہ اژدھے کی شکل اختیار کر گیا اور سانپوں کو کھا گیا، پھر جب پکڑا تو دوبارہ عصا بن گیا۔ قرآن مجید میں ہے ﴿وَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ﴾ ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ اپنا عصا ڈال تو ناگاہ ان کی بناوٹوں کو نگلنے لگا۔ (سورۃ الاعراف، آیت 117)

دیکھیں عصا (لاٹھی) کا کام کھانا پینا نہیں، مگر جب وہ اژدھے کے لباس میں ہے تو سانپوں کو کھاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ جو چیز جس لباس میں ہوتی اس کے لوازم بھی

اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔

کھانا پینا بشریت کے لوازم میں سے ہے، نور کھاتا پیتا نہیں، مگر جب نور لباسِ بشریت میں آتا ہے تو بشریت کے لوازم بھی ساتھ ہوتے ہیں، بھوک بھی لگتی ہے، پیاس بھی لگتی ہے۔ ہاں جب نورانیت کا غلبہ ہوتا ہے تو یوم وصال کے روزے رکھتے ہیں یعنی بغیر افطار کے لگاتار روزے رکھتے ہیں، صحابہ کرام اجازت مانگتے ہیں تو ان کو ارشاد ہوتا ہے: ((ایکم مثلی)) ترجمہ: تم میں سے میری مثل کون ہے۔

(صحیح بخاری، باب التنکیل لمن اکثر الوصال، ج3، ص37، مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

سوال: حضور پرنور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ((یاجابر ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ)) ترجمہ: اے جابر! بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام عالم سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

اس حدیث میں جو نور محمدی کو نور خدا سے پیدا ہونا آیا ہے:

اس میں زید کہتا ہے کہ یہ بشرطِ صحت متشابہ کے حکم میں ہے۔

اور عمرو کہتا ہے یہ انفکاک (جدا ہونا) ذات سے ہوا ہے۔

بکر کہتا ہے کہ یہ مثل شمع سے شمع روشن کر لینے کے ہوا ہے۔

اور خالد کہتا ہے متشابہات میں مذہب اسلم رکھتا ہوں اور سالم کو برا نہیں جانتا، اس میں چون وچرا بیجا ہے۔

جواب: اعلیٰ حضرت اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں "عمرو کا قول سخت باطل وشنیع وگمراہی فظیع بلکہ سخت تر امر کی طرف منجر ہے، اللہ عزوجل اس سے پاک ہے کہ کوئی چیز اس کی ذات سے جدا ہوکر مخلوق بنے، اور قول زید میں لفظ "بشرط صحت" بوئے انکار دیتا ہے، یہ جہالت ہے، باجماع علماء دربارۂ فضائل صحت مصطلحہ

محدثین کی حاجت نہیں، مع ہذا علامہ عارف باللہ سید عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے اس حدیث کی تصحیح فرمائی۔ علاوہ بریں یہ معنٰی قدیماً وحدیثاً تصانیف وکلمات ائمہ وعلماء واولیاء وعرفاء میں مذکور ومشہور وملقّٰی بالقبول رہنے پر خود صحت حدیث کی دلیل کافی ہے، فان الحدیث یتقوی بتلقی الائمة بالقبول کما اشارالیه الامام الترمذی فی جامعه وصرح به علماؤنا فی الاصول۔ ترجمہ: اس لئے کہ حدیث علماء کی طرف سے تلقی بالقبول پاکر قوی ہوجاتی ہے جیسا کہ امام ترمذی نے اپنی جامع میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے، اور ہمارے علماء نے اصول میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔

ہاں اسے باعتبار کنہ کیفیت متشابہات سے کہنا وجہ صحت رکھتا ہے، واقعی نہ رب العزت جل وعلا نہ اسکے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے نور مطہر سید انور صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر بنایا، نہ بے بتائے اس کی پوری حقیقت ہمیں خود معلوم ہوسکتی ہے، اور یہی معنٰی متشابہات ہیں۔

بکر نے جو کہا وہ دفع خیال ضلال عمرو کے لئے کافی ہے، شمع سے شمع روشن ہوجاتی ہے بے اس کے کہ اس شمع سے کوئی حصہ جدا ہوکر یہ شمع بنے اس سے بہتر آفتاب اور دھوپ کی مثال ہے کہ نور شمس نے جس پر تجلی کی وہ روشن ہوگیا اور ذات شمس سے کچھ جدا نہ ہوا مگر ٹھیک مثال کی وہاں مجال نہیں، جو کہا جائے گا ہزاراں ہزار وجوہ پر ناقص وناتمام ہوگا، بلاشبہ طریق اسلم قول خالد ہے اور وہی مذہب ائمہ سلف رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ واللہ سبحنه وتعالیٰ اعلم۔

(فتاوی رضویہ، ج30، ص661,662، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: مثال چراغ کی جو جناب نے فرمائی ہے، زید کہتا ہے کہ ایک چراغ سے دوسرا چراغ روشن کیا جائے اور دوسرے چراغ سے اور بہت سے چراغ

روشن کئے جائیں، پہلے اور دوسرے میں کچھ کمی نہیں آئی، یہ آپ کا فرمانا صحیح اور بجا ہے لیکن یہ سب چراغ نام اور ذات اور روشنی میں ہم جنس ہیں یا نہیں اور یہ سب مرتبہ برابر ہونے کا رکھتے ہیں یا نہیں؟

جواب: مثال سمجھانے کو ہوتی ہے نہ کہ ہر طرح برابری بتانے کو۔ قرآن عظیم میں نور الٰہی کی مثال دی ﴿کمشکوٰة فیها مصباح﴾ ترجمہ: (جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے۔) کہاں چراغ اور قندیل اور کہاں نور رب جلیل۔

یہ مثال وہابیہ کے اس اعتراض کے دفع کو تھی کہ نور الٰہی سے نور نبوی پیدا ہوا تو نور الٰہی کا ٹکڑا جدا ہونا لازم آیا، اسے بتایا گیا کہ چراغ سے چراغ روشن ہونے میں اس کا ٹکڑا کٹ کر اس میں نہیں آجاتا۔ جب یہ فانی مجازی نور اپنے نور سے دوسرا نور روشن کردیتا ہے تو اس نور الٰہی کا کیا کہنا، نور سے نور پیدا ہونے کا نام وروشنی میں مساوات بھی ضرور نہیں، چاند کا نور آفتاب کی ضیاء سے ہے، پھر کہاں وہ اور کہاں یہ، علم ہیئت میں بتایا گیا ہے کہ اگر چودھویں رات کے کامل چاند کے برابر نوے ہزار چاند ہوں تو روشنی آفتاب تک پہنچیں گے۔ (فتاوی رضویہ، ج30، ص662,663، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نور ذاتی سے پیدا ہوئے ہیں یا نور صفاتی سے؟

جواب: حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ اللہ عزوجل کے نور ذاتی سے پیدا ہیں۔ حدیث شریف میں وارد ہے ((ان الله تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نورہٖ)) ترجمہ: اے جابر! بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

حدیث میں "نورہ" فرمایا جس کی ضمیر اللہ کی طرف ہے کہ اسم ذات

ہے۔من نور جماله او نور علمه او نور رحمته (اپنے جمال کےنور سے یا اپنے علم کےنور سے یا اپنی رحمت کےنور سے)وغیرہ نہ فرمایا کہ نورصفات سے تخلیق ہو۔ علامہ زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ اسی حدیث کےتحت میں فرماتے ہیں''(من نوره) ای من نورھو ذاته ''یعنی اللہ عزوجل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کواس نور سے پیدا کیا جوعین ذات الٰہی ہے،یعنی اپنی ذات سے بلاواسطہ پیدا فرمایا۔

(فتاوی رضویه ،ج30،ص665،رضا فاؤنڈیشن ،لاہور)

سوال: عینِ ذاتِ الٰہی سے پیدا ہونے کے کیا معنی ہیں؟

جواب: عین ذاتِ الٰہی سے پیدا ہونے کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ ذاتِ الٰہی ذاتِ رسالت کیلئے مادہ ہے جیسے مٹی سے انسان پیدا ہو، یا عیاذاً باللہ ذات الٰہی کا کوئی حصہ یا کُل ، ذاتِ نبی ہوگیا۔ اللہ عزوجل حصے اورٹکڑے اور کسی کے ساتھ متحد ہوجانے یا کسی شئے میں حلول فرمانے سے پاک ومنزہ ہے۔حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کوخواہ کسی شے جزءِ ذاتِ الٰہی خواہ کسی مخلوق کوعین ونفس ذاتِ الٰہی ماننا کفر ہے۔

اس تخلیق کے اصل معنی تو اللہ ورسول جانیں ، جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم میں ذاتِ رسول کوتو کوئی پہچانتا نہیں۔حدیث میں ہے((یا ابابکر لم یعرفنی حقیقة غیر ربی))ترجمہ:اے ابُو بکر! مجھے جیسا میں حقیقت میں ہوں میرے رب کےسوا کسی نے نہ جانا۔ (مطالع المسرات،ص129، مکتبه نوریه رضویه، فیصل آباد)

ذاتِ الٰہی سے اس کے پیدا ہونے کی حقیقت کسے مفہوم ہومگر اس میں فہم ظاہر بیں کا جتنا حصہ ہے وہ یہ ہے کہ حضرت حق عزجلالہ، نے تمام جہان کوحضور پرنور محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے پیدا فرمایا،حضور نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔((لولاك لما خلقت الدنيا))ترجمہ:اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کونہ بناتا۔

(تاریخ دمشق الکبیر ،باب ذکر عروجه ... الخ ،ج3،ص297،دار احیاء التراث العربی ، بیروت)

آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ارشاد ہوا((لولا محمد ماخلقتك ولا ارضا ولا سماء))ترجمہ:اگر محمد نہ ہوتے تو میں نہ تمہیں بناتا نہ زمین وآسمان کو۔

(المواهب اللدنية، المقصد الاول،ج 1،ص70،المكتب الاسلامى، بيروت☆مطالع المسرات الحزب الثانى،ص264 ،مكتبه نوريه رضويه فيصل آباد)

تو سارا جہان ذات الٰہی سے بواسطہ حضور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوا یعنی حضور کے واسطے حضور کے صدقے حضور کے طفیل میں۔لاانه صلی اللہ علیہ وسلم استفاض الوجود میں حضرة العزة ثم هو افاض الوجود على سائر البرية كما تزعم كفرة الفلاسفة من توسيط العقول ، تعالى الله عما يقول الظالمون علوا كبيرا، هل من خلاق غير الله ۔ترجمہ:یہ بات نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے وجود حاصل کیا پھر باقی مخلوق کوآپ نے وجود دیا جیسے فلاسفہ کافر گمان کرتے ہیں کہ عقول کے واسطے سے دوسری چیزیں پیدا ہوتی ہیں،اللہ تعالیٰ ان ظالموں کے اس قول سے بلند وبالا ہے،کیا اللہ تعالیٰ کے علاوہ بھی کوئی خالق ہوسکتا ہے۔

بخلاف ہمارے حضور عین النور صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ وہ کسی کے طفیل میں نہیں،اپنے رب کے سوا کسی کے واسطے نہیں تو وہ ذات الٰہی سے بلاواسطہ پیدا ہیں۔

زرقانی شریف میں ہے''ای من نورھو ذاته لابمعنی انها مادة خلق نوره منها بل بمعنی تعلق الارادة به بلاواسطة شيء فی وجوده ''یعنی اس نور سے جو اللہ کی ذات ہے، یہ مقصد نہیں کہ وہ کوئی مادہ ہے جس سے آپ کا نور پیدا ہوا بلکہ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ آپ کے نور سے بلا کسی واسطہ فی الوجود کے متعلق ہوا۔

(شرح الزرقانى على المواهب اللدنيه، المقصد الاول،ج1،ص46، دارالمعرفت ،بيروت)

یا زیادہ سے زیادہ بغرض توضیح ایک کمال ناقص مثال یوں خیال کیجئے کہ آفتاب نے ایک عظیم وجمیل وجلیل آئینہ پر تجلی کی، آئینہ چمک اٹھا اور اس کے نور سے اور آئینے اور پانیوں کے چشمے اور ہوائیں اور سائے روشن ہوئے آئینوں اور چشموں میں صرف ظہور نہیں بلکہ اپنی اپنی استعداد کے لائق شعاع بھی پیدا ہوئی کہ اور چیز کو روشن کر سکے کچھ دیواروں پر دھوپ پڑی، یہ کیفیتیں نور سے متکیف ہیں اگرچہ اور کو روشن نہ کریں جن تک دھوپ بھی نہ پہنچی، وہ ہوائے متوسط نے ظاہر کیں جیسے دن میں مسقّف دالان کی اندرونی دیواریں ان کا حصہ صرف اسی قدر رہا کہ کیفیت نور سے بہرہ نہ پایا، پہلا آئینہ خود ذات آفتاب سے بلا واسطہ روشن ہے اور باقی آئینے چشمے اس کے واسطے سے اور دیواریں وغیرہا واسطہ در واسطہ پھر جس طرح وہ نور کہ آئینہ اول پر پڑا بعینہٖ آفتاب کا نور ہے بغیر اس کے آفتاب خود یا اس کا کوئی حصہ آئینہ ہوگیا ہو، یونہی باقی آئینے اور چشمے کہ اس آئینے سے روشن ہوئے اور دیوار وغیرہ اشیاء پر ان کی دھوپ پڑی یا صرف ظاہر ہوئیں، ان سب پر بھی یقیناً آفتاب ہی کا نور اور اسی سے ظہور ہے، آئینے اور چشمے فقط واسطہ وصول ہیں، ان کی حد ذات میں دیکھو تو یہ خود نور تو نور، ظہور سے بھی حصہ نہیں رکھتے۔

یك چراغ ست دریں خانہ کہ از پرتو آں
ھر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

ترجمہ: اس گھر میں ایک چراغ سے جس کی تابش سے تو جہاں دیکھتا ہے انجمن بنائے ہوئے ہیں۔

یہ نظر محض ایک طرح کی تقریب فہم کے لئے ہے جس طرح ارشاد ہوا: ﴿مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح﴾ ترجمہ: اس کے نور کے مثال ایسے ہے جیسے ایک

طاق کہ اس میں چراغ ہے۔ (سورۃ النور، آیت35)

ورنہ کجا چراغ اور کجا وہ نور حقیقی، وللہ المثل الاعلی، اور اللہ کی شان سب سے بلند ہے۔

توضیح صرف ان دو باتوں کی منظور ہے ایک یہ کہ دیکھو آفتاب سے تمام اشیاء منور ہوئیں بے اسکے آفتاب خود آئینہ ہوگیا یا اس میں سے کچھ جدا ہوکر آئینہ بنا، دوسرے یہ کہ ایک آئینہ نفس ذات آفتاب سے بلا واسطہ روشن ہے باقی بوسائط، ورنہ حاشا کہاں مثال اور کہاں وہ بارگاہ جلال۔

باقی اشیاء سے کہ مثال میں بالواسطہ منور مانیں آفتاب حجاب میں ہے اور اللہ عزوجل ظاہر فوق کل ظاہر ہے، آفتاب ان اشیاء تک اپنے وصول نور میں وسائط کا محتاج ہے اور اللہ عزوجل احتیاج سے پاک، غرض کسی بات میں نہ تطبیق مراد نہ ہرگز ممکن، حتی کہ نفس وساطت بھی یکساں نہیں۔ (فتاوی رضویہ، ج30، ص666تا669، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مذکورہ بالا جواب پر مزید دلائل دینے کے بعد آخر میں کچھ فوائد ذکر کرتے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں "اس تقریر منیر سے مقاصدِ مذکورہ کے سِوا چند فائدے اور حاصل ہوئے:

اولاً: یہ بھی روشن ہوگیا کہ تمام عالم نور محمدی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے کیونکر بنا، بے اس کے کہ نور حضور تقسیم ہوایا اس کا کوئی حصہ این وآں بنا ہو۔ اور یہ کہ وہ جو حدیث میں ارشاد ہوا کہ پھر اس نور کے چار حصے کئے، تین سے قلم ولوح وعرش بنائے، چوتھے کے پھر چار حصے کئے الی آخرہٖ، یہ اس کی شعاوں کا انقسام جیسے ہزار آئینوں میں آفتاب کا نور چمکے تو وہ ہزار حصوں پر منقسم نظر آئے گا، حالانکہ آفتاب منقسم نہ ہوا نہ اس کا کوئی حصہ آئینوں میں آیا۔

ثانیاً: یہ شبہ بھی دفع ہوگیا کہ خلق میں کفار ومشرکین بھی ہیں، وہ محض ظلمت ہیں تو نور مصطفیٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے کیونکر بنے اور نرے نجس ہیں تو اس نور پاک سے کیونکر مخلوق مانے گئے۔ وجہِ اندفاع ہماری تقریر سے روشن، ظلمت ہو یا نور، جس نے خلعت وجود پایا ہے اس کے لئے تجلی آفتاب وجود سے ضرور حصہ ہے اگرچہ نور نہ ہو صرف ظہور ہو، اور شعاعِ شمس (سورج کی شعاع) ہر پاک وناپاک جگہ پڑتی ہے وہ جگہ فی نفسہٖ پاک ہے اس سے دھوپ ناپاک نہیں ہوسکتی۔

ثالثاً: یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ جس طرح مرتبہ وجود میں صرف ایک ذاتِ حق ہے باقی سب اسی کے پرتو وجود سے موجود، یونہی مرتبہ ایجاد میں صرف ایک ذات مصطفیٰ ہے باقی سب پر اسی کے عکس کا فیضان وجود، مرتبہ کون میں نور احدی آفتاب ہے اور تمام عالم اس کے آئینے اور مرتبہ تکوین میں نور احمدی آفتاب ہے اور سارا جہان اس کے آئینے۔

رابعاً: نور اَحَدی تو نور احدی، نور احمدی پر بھی یہ مثالِ منیر (سورج والی مثال) مثالِ چراغ سے احسن واکمل ہے، ایک چراغ سے بھی اگرچہ ہزاروں چراغ روشن ہوسکتے ہیں بے اس کے کہ ان چراغوں میں اس کا کوئی حصہ آئے مگر دوسرے چراغ صرف حصول نور میں اسی چراغ کے محتاج ہوئے، بقاء میں اس سے مستغنی ہیں، اگر انہیں روشن کرکے پہلے چراغ کو ٹھنڈا کردیجئے ان کی روشنی میں فرق نہ آئے گا نہ روشن ہونے کے بعد ان کو اس سے کوئی مدد پہنچ رہی ہے مع ہذا کسبِ نور کے بعد ان میں اور اس چراغ اول میں کچھ فرق نہیں رہتا سب یکساں معلوم ہوتے ہیں بخلاف نور محمدی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کہ عالم جس طرح اپنی ابتدائے وجود میں اس کا محتاج تھا کہ وہ نہ ہوتا تو کچھ نہ بنتا یونہی ہر شے اپنی بقا میں اس کی دست نگر ہے، آج اس کا قدم درمیان

سے نکال لیں تو عالم دفعۃً فنائے محض ہوجائے ؎

وہ جو نہ تھے کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

نیز جس طرح ابتدائے وجود میں تمام جہان اس سے مستفیض ہوا بعد وجود بھی ہر آن اسی کی مدد سے بہرہ یاب ہے، پھر تمام جہان میں کوئی اس کے مساوی نہیں ہوسکتا۔ یہ تینوں باتیں مثالِ آفتاب سے روشن ہیں، آئینے اس سے روشن ہوئے اور جب تک روشن ہیں اسی کی مدد پہنچ رہی ہے اور آفتاب سے علاقہ چھوٹتے ہیں فوراً اندھیرے ہیں پھر کتنے ہی چمکیں سورج کی برابری نہیں پاتے۔ یہی حال ایک ذرہ عالم عرش وفرش اور جو کچھ ان میں ہے اور دنیا وآخرت اور ان کے اہل اور انس وجن وملک وشمس وقمر وجملہ انوار ظاہر وباطن حتی کہ شموس رسالت علیہم الصلوٰۃ والتحیۃ کا ہمارے آفتاب جہاں تاب بعالم مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام من الملک الوہاب کے ساتھ ہے کہ ہر ایک ایجاد امداد وابتداء وبقاء میں ہر حال، ہر آن ان کا دست نگر، ان کا محتاج ہے۔ وللہ الحمد۔

مطالع المسرات میں ہے ''اسمه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ محی حیٰوة جمیع الکون به صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فهو روحه وحیوته وسبب وجوده وبقائه'' ترجمہ: حضور اقدس صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا نام پاک محی ہے، زندہ فرمانے والے، اس لئے کہ سارے جہان کی زندگی حضور سے ہے تو حضور تمام عالم کی جان وزندگی اور اس کے وجود وبقاء کے سبب ہیں۔ (مطالع المسرات، ص99، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد)

اسی میں ہے ''هو صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ روح الاکوان وحیاتها وسر وجودها ولولاه لذهبت وتلاشت کما قال سید عبدالسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ونفعنا به ولا

شیء الا ھو بـہ منـوط اذلـولا الـواسـطة لـذھب کما قبل الموسوط ”
ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تمام عالم کی جان وحیات وسبب وجود ہیں حضور نہ ہوں تو عالم نیست ونابود ہوجائے کہ حضرت سیدی عبدالسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عالم میں کوئی ایسا نہیں جو نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دامن سے وابستہ نہ ہو، اس لئے کہ واسطہ نہ رہے تو جو اس کے واسطہ سے تھا آپ ہی فنا ہوجائے۔

(مطالع المسرات،ص263، مکتبہ نوریہ رضویہ ،فیصل آباد)

ہمزیہ شریف میں ارشاد فرمایا: ”کل فضل فی العٰلمین فمن فضل النبی استعارة الفضلاء “ ترجمہ: جہان والوں میں جو خوبی جس کسی میں ہے وہ اس نے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فضل سے مانگ کرلی ہے۔

(ام القرٰی فی مدح خیر الورٰی، الفصل السادس ،ص19،حز ب القادریة، لاہور)

امام ابن حجر مکی افضل القرٰی میں اس کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں

”لانہ الممدلھم اذھو الوارث للحضرة الا لٰھیة و المستمد منھا بلا واسطة دون غیرہ فـانـہ لایستـمد منھا الا بواسطتہ فلا یصل لکامل منھا شیء الا وھو من بعض مددہ وعلٰی یدیہ “ ترجمہ: تمام جہان کی امداد کرنے والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اس لئے کہ حضور ہی بارگاہ الٰہی کے وارث ہیں بلاواسطہ خدا سے حضور ہی مدد لیتے ہیں اور تمام عالم مدد الٰہی حضور کی وساطت سے لیتا ہے تو جس کامل کو خوبی ملی وہ حضور ہی کی مدد اور حضور ہی کے ہاتھ سے ملی۔ (افضل القری شرح ام القرٰی)

خامساً: ہماری تقریر سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ حضور خود نور ہیں تو حدیث مذکور میں نـور نبیك کی اضافت بھی من نورہٖ کی طرح بیانیہ ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اظہار نعمت الٰہیہ کے لئے عرض کی: ((واجعلنی نوراً)) ترجمہ: اور اے اللہ! مجھے نور بنادے۔

(الخصائص الکبرٰی باب الآیة فی انہ لم یکن یرٰی لہ ظل،ج1،ص6، برکات رضا ،گجرات ہند)

اور خود رب العزة عزجلالہ نے قرآن عظیم میں ان کو نور فرمایا ﴿قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین ﴾ ترجمہ: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

پھر حضور کے نور ہونے میں کیا شبہ رہا۔

اقول: اگر ((نـور نبیك)) میں اضافت بیانیہ نہ لو بلکہ نور سے وہی معنی مشہور یعنی روشنی کہ عرض وکیفیت ہے مراد لو تو سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اول مخلوق نہ ہوئے بلکہ ایک عرض وصفت، پھر وجود موصوف سے پہلے صفت کا وجود کیونکر ممکن؟ لاجرم حضور ہی خود وہ نور ہیں کہ سب سے پہلے مخلوق ہوا۔

(فتاوی رضویہ،ج30،ص672تا680،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا سایہ نہ تھا

سوال: رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا سایہ تھا یا نہیں؟ مدلل ارشاد فرمادیں۔

جواب: تاجدارِ رسالت شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے جسد اطہر کا سایہ نہیں تھا، اس پر درج ذیل دلائل ہیں:

(1) حکیم ترمذی نے ذکوان سے روایت کی ((ان رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لم یکن یریٰ له ظل فی شمس ولا قمر)) ترجمہ: سرورعالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا سایہ نہ دھوپ میں نظر آتا نہ چاندنی میں۔

(الخصائص الکبریٰ بحواله الحکیم الترمذی، باب الآیة فی انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لم یکن یریٰ له ظل، ج1، ص68، مرکز اہلسنت، گجرات ہند)

(2) سیدنا عبداللہ بن مبارک اور حافظ علامہ ابن جوزی محدث رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا وابن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں ((قال لم یکن لرسول الله صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ظل، ولم یقم مع شمس قط الاغلب ضؤوہ ضوء الشمس، ولم یقم مع سراج قط الاغلب ضوؤہ علی ضوء السراج)) ترجمہ: یعنی رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے لئے سایہ نہ تھا، اور نہ کھڑے ہوئے آفتاب کے سامنے مگر یہ (کہ) ان کا نور عالم افروز خورشید کی روشنی پر غالب آ گیا، اور نہ قیام فرمایا چراغ کی ضیاء میں مگر یہ کہ حضور کے تابش نور نے اس کی چمک کو دبا لیا۔

(الوفاء باحوال المصطفیٰ، الباب التاسع والعشرون، ج2، ص407، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد)

(3) امام علام حافظ جلال الملۃ والدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب خصائص کبریٰ میں اس معنے کے لئے ایک باب وضع فرمایا اور اس میں حدیث ذکوان

ذکر کرکے نقل کیا" قال ابن سبع من خصائصه صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ان ظله کان لایقع علی الارض وانه کان نورا فکان اذا مشیٰ فی الشمس اوالقمر لاینظر له ظل قال بعضهم ویشهد له حدیث قوله صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فی دعائه **((واجعلنی نورا))** "ترجمہ: ابن سبع نے کہا حضور کے خصائص کریمہ سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا اور آپ نور محض تھے، تو جب دھوپ یا چاندنی میں چلتے آپ کا سایہ نظر نہ آتا۔ بعض علماء نے فرمایا اس کی شاہد ہے وہ حدیث کہ حضور نے اپنی دعا میں عرض کیا کہ مجھے نور کردے۔

(الخصائص الکبریٰ، باب الآیة انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لم یکن یریٰ له ظل، ج1، ص68، مرکز اہلسنت برکات رضا، گجرات، ہند)

(4) انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ باب ثانی فصل رابع میں فرماتے ہیں "لم یقع ظله علی الارض ولارئی له ظل فی شمس ولا قمر قال ابن سبع لانه کان نوراقال رزین لغلبة انواره "ترجمہ: نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا سایہ زمین پر نہ پڑا، حضور کا سایہ نہ دھوپ میں نظر آیا نہ چاندنی میں۔ ابن سبع نے فرمایا اس لئے کہ حضور نور ہیں۔ امام رزین نے فرمایا اس لئے کہ حضور کے انوار سب پر غالب ہیں۔

(5) امام علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ شفاء شریف میں فرماتے ہیں "ومن دلائل نبوته ما ذکر من انه کان لاظل لشخصه فی شمس ولا قمر لانه کان نوراً "ترجمہ: حضور کے دلائل نبوت وآیات رسالت سے ہے وہ بات جو مذکور ہوئی کہ آپ کے جسم انور کا سایہ نہ دھوپ میں ہوتا نہ چاندنی میں اس لئے کہ حضور نور ہیں۔

(الشفاء، فصل ومن ذلك ماظهر من الآیات، ج1، ص225، دارالکتب العلمیة، بیروت)

(6) علامہ شہاب الدین خفاجی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی شرح نسیم الریاض میں

فرماتے ہیں: دھوپ اور چاندنی اور جو روشنیاں کہ ان میں بسبب اس کے کہ اجسام، انوار کے حاجب ہوتے ہیں لہذا ان کا سایہ نہیں پڑتا جیسا کہ انوار حقیقت میں مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ پھر حدیث کتاب الوفاء ذکر کر کے اپنی ایک رباعی انشاد کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سایۂ احمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا دامن بسبب حضور کی کرامت وفضیلت کے زمین پر نہ کھینچا گیا اور تعجب ہے کہ باوجود اس کے تمام آدمی ان کے سایہ میں آرام کرتے ہیں، پھر فرماتے ہیں: بہ تحقیق قرآن عظیم ناطق ہے کہ آپ نور روشن ہیں اور آپ کا بشر ہونا اس کے منافی نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا، اگر تو سمجھے تو وہ نور علی نور ہیں۔

خفاجی کی عبارت یہ ہے" (و)ومن دلائل نبوته صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم (ماذكر)بالبناء للمجهول والذى ذكره ابن سبع (من انه)بيان لما الموصولة (لاظل لشخصه)اى لجسده الشريف اللطيف اذا كان (فى شمس ولاقمر)مما ترىٰ فيه الظلال لحجب الاجسام ضوء النيراين ونحوهما وعلل ذٰلك ابن سبع بقوله (لانه) صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم (كان نورا)والانوار شفافة لطيفة لاتحجب غير ها من الانوار فلاظل لها كما هو مشاهد فى الانوار الحقيقة وهذا رواه صاحب الوفاء عن ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنه قال لم يكن لرسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ظل ولم يقم مع شمس الا غلب ضوؤه ضوئها ولا مع سراج الا غلب ضوؤه ضوؤه وقد تقدم هٰذا والكلام عليه ورباعيتهافيه وهى ماجر لظل احمد اذيال فى الارض كرامة كما قد قالواهذا عجب وكم به من عجب والناس بظله جميعا قالوا،وقالواهذا من القيلولة وقد نطق القراٰن بانه النورالمبين وكونه بشر الا

ينافيه كما توهم فان فهمت فهو نور على نور فان النور هو الظاهر بنفسه المظهر لغيره وتفصيله فى مشكوٰة الانوار، **انتهٰى** "ترجمہ: حضور پرنور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے دلائل نبوت سے ہے وہ جو کہ مذکور ہوا، اور وہ جو ابن سبع نے ذکر فرمایا کہ آپ کے تشخص یعنی جسم اطہر ولطیف کا سایہ نہ ہوتا، جب آپ دھوپ اور چاندنی میں تشریف فرما ہوتے یعنی وہ روشنیاں جن میں سائے دکھائی دیتے ہیں کیونکہ اجسام، شمس وقمر وغیرہ کی روشنی کے لئے حاجب ہوتے ہیں۔ ابن سبع نے اس کی علت یہ بیان کی کہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نور ہیں اور انوار شفاف ولطیف ہوتے ہیں وہ غیر کے لئے حاجب نہیں ہوتے اور ان کا سایا نہیں ہوتا جیسا کہ انوار حقیقت میں دیکھا جاتا ہے۔ اس کو صاحب وفاء نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا سایہ نہ تھا، نہ کھڑے ہوئے آپ کبھی سورج کے سامنے مگر آپ کا نور سورج پر غالب آ گیا، اور نہ قیام فرمایا آپ نے چراغ کے سامنے مگر آپ کا نور چراغ کی روشنی پر غالب آ گیا۔ یہ اور اس پر کلام پہلے گزر چکا ہے اور اس سلسلہ میں رباعی جو کہ یہ ہے: حضرت امام الانبیاء احمد مجتبٰی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے سایۂ اقدس نے آپ کی کرامت وفضیلت کی وجہ سے دامن زمین پر نہیں کھینچا جیسا کہ لوگوں نے کہا۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ عدم سایہ کے باوجود سب لوگ آپ کے سایہ رحمت میں آرام کرتے ہیں۔ یہاں قالوا، قیلولہ سے مشتق ہے (نہ کہ قول سے) تحقیق قرآن عظیم ناطق ہے کہ آپ نور روشن ہیں اور آپ کا بشر ہونا اس کے منافی نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا۔ اگر تو سمجھے تو آپ نور علی نور ہیں، کیونکہ نور وہ ہے جو خود ظاہر ہوں اور دوسروں کو ظاہر کرنے والا ہو۔ اس کی تفصیل مشکوۃ الانوار میں ہے۔"

(نسیم الریاض فی شرح شفاء، ج3، ص282، مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند)

(7) حضرت مولوی معنوی قدس سرہ القوی دفتر پنجم مثنوی شریف میں فرماتے ہیں:

چوں فنانش از فقر پیرایه شود　　او محمد وار بے سایه شود

ترجمہ: جب اس کی فنا فقر سے آراستہ ہوجاتی ہے تو وہ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرح بغیر سایہ کے ہوجاتا ہے۔ (مثنوی معنوی ،دفترپنجم،ص19، نورانی کتب خانه، پشاور)

(8) مولانا بحرالعلوم نے شرح میں فرمایا ''در مصرع ثانی اشاره بمعجزئه آن سرور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم که آن سرور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم را سایه نمی افتاد'' ترجمہ: دوسرے مصرعے میں سرورعالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے معجزے کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔

(9) امام علامہ احمد بن محمد خطیب قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ میں فرماتے ہیں: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے سایہ نہ تھا دھوپ میں نہ چاندنی میں۔ اسے حکیم ترمذی نے ذکوان سے پھر ابن سبع کا حضور کے نور سے استدلال اور حدیث ((اجعلنی نوراً)) (مجھے نور بنادے۔ت) سے استشہاد ذکر کیا۔ امام قسطلانی فرماتے ہیں ''لم یکن له صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ظل فی شمس ولا قمر رواه الترمذی عن ذکوان ، وقال ابن سبع کان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نوراً فکان اذا مشیٰ فی الشمس اوالقمر لایظهر له ظل قال غیره ویشهد له قوله صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فی دعائه ((واجعلنی نورا)) '' ترجمہ: دھوپ اور چاندنی میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا سایہ نہ ہوتا۔ اس کو ترمذی نے ذکوان سے روایت کیا۔ ابن سبع نے کہا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نور تھے، جب آپ دھوپ اور چاندنی میں چلتے تو سایہ ظاہر نہ ہوتا۔ اس کے غیر نے کہا اس کا شاہد نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا وہ قول ہے جو آپ دعا میں کہتے کہ اے

اللہ! مجھے نور بنادے۔

(المواهب اللدنية،المقصد الثالث،الفصل الاول،ج2،ص307،المکتب الاسلامی،بیروت)

(10) اسی طرح سیرت شامی میں ہے ''وزاد عن الامام الحکیم قال معناه لئلا یطأعلیه کافر فیکون مذلة له'' ترجمہ: حکیم ترمذی نے یہ اضافہ کیا: اس میں حکمت یہ تھی کہ کوئی کافر سایۂ اقدس پر پاؤں نہ رکھے کیونکہ اس میں آپ کی توہین ہے۔

(سبل الهدیٰ والرشاد،الباب العشرون فی مشیه صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم،ج2،ص90، دارالکتب العلمیة، بیروت)

(11) محمد زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح میں فرماتے ہیں: حضور کے لئے سایہ نہ تھا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ حضور نور ہیں، جیسا کہ ابن سبع نے کہا اور حافظ رزین محدث فرماتے ہیں: سبب اس کا یہ تھا کہ حضور کا نور ساطع تمام انوار عالم پر غالب تھا، اور بعض علماء نے کہا کہ حکمت اس کی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بچانا ہے اس سے کہ کسی کافر کا پاؤں ان کے سایہ پر نہ پڑے۔ زرقانی کی اصل عبارت یہ ہے'' (ولم یکن له صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ظل فی شمس ولاقمر لانه کان نورا کما قال ابن سبع وقال رزین لغلبة انواره قیل وحکمة ذالك صیانته عن ان یطأ کافر علی ظله (رواه الترمذی الحکیم عن ذکوان)ابی صالح السمان الزیات المدنی اوابی عمرو المدنی مولی عائشه رضی اللہ تعالیٰ عنہا وکل منهما ثقة من التابعین فهو مرسل لکن روی ابن المبارك وابن الجوزی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما لم یکن للنبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ظل ولم یقم مع الشمس قط الاغلب ضوؤه ضوء الشمس ولم یقم مع سراج قط الا غلب ضوؤه ضوء السراج (وقال ابن سبع کان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نور افکان اذا مشیٰ فی الشمس والقمر لایظهر

له ظل)لان النور لا ظل له (قال غيره ويشهدله قوله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فى دعائه)لما سئل الله تعالىٰ ان يجعل فى جميع اعضائه وجهاته نوراً ختم بقوله (**واجعلنى نورا**)والنور لاظل له وبه يتم الا ستشهاد انتهى

ترجمہ:حضورانور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا سایہ نہ تھا نہ دھوپ میں اور نہ ہی چاندنی میں، کیونکہ آپ نور ہیں جیسا کہ ابن سبع نے فرمایا۔رزین نے فرمایا عدم سایہ کا سبب آپ کے انوار کا غلبہ ہے۔کہا گیا ہے کہ اس کی حکمت آپ کو بچانا ہے اس بات سے کہ کوئی کافر آپ کے سایہ پر اپنا پاؤں رکھے۔اس کو حکیم ترمذی نے روایت کیا ہے ذکوان ابوصالح السمان زیات المدنی سے یا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آزاد کردہ غلام ابو عمرو المدنی سے اور وہ دونوں ثقہ تابعین میں سے ہیں، چنانچہ یہ حدیث مرسل ہوئی، مگر ابن مبارک اور ابن جوزی نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا سایہ نہ تھا، آپ کبھی بھی سورج کے سامنے جلوہ افروز نہ ہوئے مگر آپ کا نور سوج کے نور پر غالب آ گیا اور نہ ہی کبھی آپ چراغ کے سامنے کھڑے ہوئے مگر آپ کی روشنی چراغ کی روشنی پر غالب آ گئی۔ابن سبع نے کہا کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نور تھے۔آپ جب دھوپ اور چاندنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نمودار نہ ہوتا کیونکہ نور کا سایہ نہیں ہوتا، اس کے غیر نے کہا حضور اقدس صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے دعائیہ کلمات اس کے شاہد ہیں جب آپ نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ آپ کے تمام اعضاء اور جہات کو نور بنادے، اور آخر میں یوں کہا اے اللہ! مجھے نور بنادے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔اسی کے ساتھ استدلال تام ہوا۔

(شرح الزرقانی المواهب اللدنية،المقصد الثالث، الفصل الاول،ج4،ص220،دارالمعرفة، بيروت)

(12)علامہ حسین بن محمد دیار بکری کتاب الخمیس میں فرماتے ہیں ’’لم یقع ظله على الارض و لارئى له ظل فى شمس و لا قمر ‘‘ترجمہ:حضور کا سایہ زمین

پر نہ پڑتا، نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں نظر آتا۔

(تاریخ الخمیس، القسم الثانی، النوع الرابع،ج1،ص219،مؤسسة الشعبان، بیروت)

(13)بعینہ اسی طرح کتاب ’’نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی الاطہار‘‘ میں ہے۔

(14)امام نسفی تفسیر مدارک شریف میں اس آیت ﴿**لو لا اذ سمعتموه ظن المؤمنون والمؤمنٰت بانفسهم خيرا**﴾ ترجمہ: کیوں نہ ہوا جب تم نے اسے سنا تھا کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا۔

(پ18،سورۃالنور،آیت12)

کے تحت فرماتے ہیں ((**قال عثمٰن** رضی اللہ تعالیٰ عنہ **ان الله ما اوقع ظلك على الارض لئلا يضع انسان قدمه على ذٰلك الظل**)) ترجمہ: امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے عرض کی بے شک اللہ تعالیٰ نے حضور کا سایہ زمین پر نہ ڈالا کہ کوئی شخص اس پر پاؤں نہ رکھ دے۔

(مدارك التنزيل،تحت الآية 12،ج3،ص145،دارالكتاب العربى، بيروت)

(15)امام ابن حجر مکی افضل القریٰ میں ماتن قدس سرہٗ کے اس قول ’’**لم یساووك فى علاك وقدحال سنا منك دونهم وسناء**‘‘ ترجمہ: انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام فضائل میں حضور کے برابر نہ ہوئے حضور کی چمک اور رفعت حضور تک ان کے پہنچنے سے مانع ہوئی۔(ام القریٰ فی مدح خیر الوریٰ، الفصل الاول، ص6، حزب القادریۃ، لاہور)

کے تحت فرماتے ہیں ’’هذا مقتبس من تسميته تعالىٰ لنبيه نورا فى نحو ﴿**قدجاء كم من الله نور و كتب مبين**﴾ و كان صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يكثر الدعا بان الله تعالىٰ يجعل كلا من حواسه واعضائه وبدنه نوراً اظهار الوقوع ذٰلك وتفضل الله تعالىٰ عليه به ليز داد شكره و شكر امته على ذٰلك

کما امرنا بالدعاء الذی فی اٰخر سورة البقرة مع وقوعه وتفضل الله تعالیٰ
به لذٰلك ومما یؤیدانه ﷺ صارنورا انه کان اذا مشیٰ فی الشمس
اوالقمر لم یظهر له ظل لانه لایظهر الاالکثیف وهو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قد
خلصه الله من سائر الکثائف الجسمانیة وصیره نورا صرفا لایظهر له ظل
اصلا ''ترجمہ: یہ معنی اس سے لئے گئے ہیں کہ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب ﷺ
کا نام نور رکھا مثلاً اس آیت میں کہ بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور
تشریف لائے اورروشن کتاب ۔ اورحضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بکثرت یہ دعا
فرماتے کہ الٰہی ! میرے تمام حواس واعضاء سارے بدن کونور کردے ۔ اوراس دعا
سے یہ مقصود نہ تھا کہ نور ہونا ابھی حاصل نہ تھا اس کا حصول مانگتے تھے بلکہ یہ دعا اس امر
کے ظاہر فرمانے کے لئے تھی کہ واقع میں حضور کا تمام جسم پاک نور ہے اور یہ فضل اللہ
عزوجل نے حضور پر کردیا تاکہ آپ اورآپ کی امت اس پر اللہ تعالیٰ کا زیادہ شکر ادا
کریں۔جیسے ہمیں حکم ہوا کہ سورۂ بقرہ شریف کے آخر کی دعا عرض کریں وہ بھی اسی
اظہار وقوع وحصول فضل الٰہی کے لئے اورحضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور محض
ہوجانے کی تائید اس سے ہے کہ دھوپ یا چاندنی میں حضور کا سایہ نہ پیدا ہوتا اس لئے
کہ سایہ تو کثیف کا ہوتا ہے اورحضور کو اللہ تعالیٰ نے تمام جسمانی کثافتوں سے خالص
کر کے نرا نور کردیا لہٰذا حضور کے لئے سایہ اصلاً نہ تھا۔

(افضل القریٰ لقراء ام القری،شرح شعر 2،ج1،ص128,129،المجمع الثقافی،ابوظہبی)

(16)علامہ سلیمان جمل فتوحات احمدیہ شرح ہمزیہ میں فرماتے ہیں ''لم
یکن له ﷺ ظل یظهر فی شمس ولا قمر ''ترجمہ: نبی ﷺ کا
سایہ نہ دھوپ میں ظاہر ہوتا نہ چاندنی میں۔

(الفتوحات الاحمدیة علی متن الهمزیة، ص5،المکتبة التجاریة الکبریٰ، مصر)

(17)فاضل محمد بن فہمیہ کی ''اسعاف الراغبین فی سیرة المصطفیٰ
واهل بیته الطاهرین '' میں ذکر خصائص نبی ﷺ میں ہے'' وانه لافیٔ
له ''ترجمہ:حضور کا ایک خاصہ یہ ہے کہ حضور کے لئے سایہ نہ تھا۔

(اسعاف الراغبین فی سیرة المصطفیٰ واله بیته الطاہرین علی ہامش الابصار،ص، 79،دارالفکر، بیروت)

(18)مجمع البحار میں برمزش یعنی زبدہ شرح شفاء شریف میں ہے ''من
اسمائه ﷺ نور قیل من خصائصه ﷺ انه اذا مشیٰ فی
الشمس والقمر لایظهر له ظل ''ترجمہ:حضور کا ایک نام مبارک ''نور'' ہے،حضور
کے خصائص سے شمار کیا گیا کہ دھوپ اور چاندنی میں چلتے تو سایہ نہ پیدا ہوتا۔

(مجمع بحار الانوار، باب نون تحت لفظ ''النور''،ج4،ص820،مکتبه دارالایمان، مدینة المنورة)

(19)شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز مدارج النبوة میں
فرماتے ہیں''ونبود مر آنحضرت را ﷺ سایه نه در آفتاب
ونه در قمر رواه الحکیم الترمذی عن ذکوان فی نوادر الاصول
وعجب است ایں بزرگان که ذکر نکروند چراغ
راونور یکے از اسمائے آنحضرت است ﷺ ونور راسایه
نمی باشد انتهیٰ ''ترجمہ: سرکار دوعالم ﷺ کا سایہ سورج اور چاندکی
روشنی میں نہ تھا۔ بروایت حکیم ترمذی از ذکوان ، اورتعجب یہ ہے ان بزرگوں نے اس
ضمن میں چراغ کا ذکر نہیں کیا اور''نور'' حضور کے اسماء مبارکہ میں سے ہے اورنور کا
سایہ نہیں ہوتا۔ (مدارج النبوة، باب اول ،بیان سایه،ج1،ص21،مکتبه نوریه رضویه، سکھر)

(20)جناب شیخ مجدد فرماتے ہیں''اورا ﷺ سایه نبود
ودرعالم شہادت سایۂ ہر شخص از شخص لطیف تر است

وچوں لطیف ترے ازوے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ درعالم نباشد اورا سایہ چہ صورت داردء ''ترجمہ: آنخضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا سایہ نہ تھا، عالم شہادت میں ہر شخص کا سایہ اس سے بہت لطیف ہوتا ہے، اور چونکہ جہان بھر میں آنخضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے کوئی چیز لطیف نہیں ہے لہذا آپ کا سایہ کیونکر ہوسکتا ہے۔

(مکتوبات امام ربانی، مکتوب صدم ،ج3،ص187،نولکشور، لکھنئو)

(21) نیز اسی میں فرماتے ہیں ''واجب راتعالیٰ چرا ظل بود کہ ظل موہم تولید بہ مثل است ومنبی از شائبۂ عدم کمال لطافت اصل، ہرگاہ محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ را از لطافت ظل نبود خدائے محمد را چگونہ ظل باشد ''ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا سایہ کیونکر ہو، سایہ تو وہم پیدا کرتا ہے کہ اس کی کوئی مثل ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ میں کمال لطافت نہیں ہے ، دیکھئے محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا لطافت کی وجہ سے سایہ نہ تھا تو خدائے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا سایہ کیونکر ممکن ہے۔

(مکتوبات امام ربانی ،مکتوب 122،ج3،ص237،نولکشور لکھنئو)

(22) مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی سورۂ والضحیٰ میں لکھتے ہیں ''سایہ ایشاں برزمیں نمی افتاد ''ترجمہ: آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا۔(تفسیر عزیزی، پ 30 ،سورۃ الضحیٰ،ص312، مسلم بک ڈپو، لال کنواں ، دہلی)

(23) امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''بیشک نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے لئے سایہ نہ تھا، اور یہ امر احادیث واقوال علماء کرام سے ثابت اور اکابر ائمہ وجہابذ فضلاء مثل (1) حافظ رزین محدث (2) علامہ ابن سبع صاحب شفاء الصدور (3) امام علامہ قاضی عیاض صاحب کتاب الشفاء فی تعریف حقوق المصطفیٰ (4) امام عارف باللہ سیدی جلال الملۃ والدین محمد بلخی رومی قدس

سرہ (5) علامہ حسین بن دیار بکری (6)(7) اصحاب سیرت شامی وسیرت حلبی (8) امام علامہ جلال الملّۃ والدین سیوسطی (9) امام شمس الدین ابوالفرج ابن جوزی محدث صاحب کتاب الوفاء (10) علامہ شہاب الحق والدین خفاجی صاحب نسیم الریاض (11) امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی صاحب مواہب لدنیہ ومنہج محمدیہ (12) فاضل اجل محمد زرقانی مالکی شارح مواہب (13) شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی (14) جناب شیخ مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی (15) بحرالعلوم مولانا عبدالعلی لکھنوی (16) شیخ الحدیث مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی وغیرہم اجلہ فاضلین ومقتدایان کہ آج کل کے مدعیان خام کار کوان کی شاگردی بلکہ کلام سمجھنے کی بھی لیاقت نہیں ، خلفاً عن سلف دائماً اپنی تصنیف میں اس کی تصریح کرتے آئے اور مفتی عقل وقاضی نقل نے باہم اتفاق کر کے اس کی تاسیس وتشیید کی۔

(ملخصاًفتاوی رضویہ،ج30،ص 696،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

وسیلہ

سوال: کیااللہ تعالی کی بارگاہ میں انبیاء علیہم السلام اوراولیاء کرام علیہم الرحمۃ کاوسیلہ پیش کرناقرآن وحدیث سے ثابت ہے؟

جواب: جی ہاں ! وسیلہ کا ثبوت قرآن وحدیث اور کتبِ اسلاف میں موجود ہے۔اس پردرج ذیل دلائل ہیں:

وسیلہ تلاش کرو

قرآن پاک میں ہے﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ ﴾ترجمہ کنزالایمان:اے ایمان والو!اللہ سے ڈرواوراس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔
(سورۃ المائدہ،سورت5،آیت35)

اعمال کامقبول ہونا یقینی نہیں،جب ان کو وسیلہ بناسکتے ہیں تووہ ہستیاں جو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں یقیناً مقبول ہیں ان کا وسیلہ بدرجۂ اولیٰ جائز ہے۔تفسیر روح البیان میں اس کی تفسیر میں ہے''واعلم ان الآیۃ الکریمۃ صرحت بالامر بابتغاء الوسیلۃ ولا بد منھا البتۃ فان الوصول الی اللہ تعالی لا یحصل الا بالوسیلۃ وھی علماء الحقیقۃ ومشایخ الطریقۃ''ترجمہ:جان لوکہ اس آیت میں وسیلہ ڈھونڈنے کی صراحت ہے،بغیراس کے چارہ نہیں اوراللہ عزوجل تک پہنچنابغیروسیلہ کے حاصل نہیں ہوتااوروسیلہ علماءِحقیقت اورمشائخ طریقت ہیں۔
(روح البیان ،فی التفسیر،سورۃ المائدہ،سورت5،آیت35،ج2،ص387،دارالفکر،بیروت)

بعثت سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل یہودی ان کے توسل سے دعا کرتے تھے۔قرآن پاک میں ہے﴿وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ

مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ﴾ترجمہ کنزالایمان:اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی ہے اوراس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پرفتح مانگتے تھے۔
(سورۃ البقرۃ،سورت2،آیت89)

امام ابن جریرطبری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی310ھ)اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:((عن ابن عباس:أن یهود كانوا یستفتحون علی الأوس والخزرج برسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قبل مبعثه .فلما بعثه الله من العرب، كفروا به، وجحدوا ما كانوا یقولون فیه.فقال لهم معاذ بن جبل وبشر بن البراء بن معرور أخو بني سلمة:یا معشر یهود، اتقوا الله وأسلموا، فقد كنتم تستفتحون علینا بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم ونحن أهل شرك، وتخبروننا أنه مبعوث، وتصفونه لنا بصفته!)) ترجمہ:حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے،فرماتے ہیں:یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے اوس اورخزرج قبیلوں پرفتح حاصل کرنے کے لیے دعائیں کرتے تھے،جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرب میں مبعوث ہوئے توانہوں نے آپ کے ساتھ کفرکیا اور جو کہتے تھے اس کا انکارکردیا۔حضرت معاذبن جبل اوربنی سلمہ کے بھائی بشربن براءبن معرورنے کہا:اے یہودیو!اللہ سے ڈرواوراسلام قبول کرلو،تم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سےہم پرفتح مانگتے رہے ہواوراس وقت ہم مشرک تھے اورتم نے ہمیں بتاتے تھے کہ وہ مبعوث ہونے والے ہیں اورہمیں ان کی صفات بیان کرتے تھے۔
(تفسیر طبری،تحتِ آیتِ مذکورہ،ج2،ص332،مؤسسۃ الرسالۃ،بیروت)

امام ابومنصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 333ھ)فرماتے ہیں

"(يَسْتَفْتِحُونَ)یستنصرون (عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا)قبل أن يُبعث مُحَمَّد صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ ، يقولون:اللهم انصرنا بحق نبيك الذى تبعثه، فلما لم يجئهم على هواهم ومرادهم كفروا به، فلعنة اللّٰه على الكافرين "ترجمہ:یہودی محمد مصطفیٰ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ کی بعثت سے پہلے آپ کے وسیلہ سے کفار پر فتح طلب کرتے ہوئے یوں کہتے تھے:اے اللہ اس نبی کا وسیلہ جس کو تو مبعوث فرمائے گا ہماری مددفرما،مگر جب نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ ان کی خواہشات اور امیدوں کے مطابق نہ آئے تو انہوں نے آپ کے ساتھ کفر کیا،پس اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کفر کرنے والوں پر۔

(تفسیر الماتریدی تاویلاتِ اہل سنت،ج1،ص501،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ(متوفی 911ھ)اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:((وأخرج أَبُو نعيم فِي الدَّلَائِل من طَرِيق الْكَلْبِيّ عَن أبي صَالح عَن ابْن عَبَّاس قَالَ :كَانَ يهود أهل الْمَدِينَة قبل قدوم النَّبِي صلى الله عليه وسلم إِذا قَاتلُوا من يليهم من مُشْركي الْعَرَب من أَسد وغَطَفَان وجهينة وعذرة يستفتحون عَلَيْهِم ويستنصرون يدعونَ عَلَيْهِم باسم نَبِي الله فَيَقُولُونَ :اللَّهُمَّ رَبنَا انصرنا عَلَيْهِم باسم نبيك وبكتابك الَّذِي تنزل عَلَيْهِ الَّذِي وعدتنا إِنَّك باعثه فِي آخر الزَّمَان)) ترجمہ:امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل میں کلبی عن ابی الصالح کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے،فرماتے ہیں:حضور صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ کی آمد سے پہلے مدینہ منورہ کے یہودی جب مشرکین عرب کے قبیلوں اسد،غطفان،جہینہ،عذرہ سے لڑائی کرتے تو ان پر فتح اور ان کے خلاف مدد کے لیے نبی پاک صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ کے نام کے وسیلہ سے دعائیں کرتے اور یوں کہتے:اے اللہ،اے ہمارے رب!اپنے نبی کے نام کے وسیلہ

سے اور اپنی اس کتاب کے وسیلہ سے جو تو ان پر نازل فرمائے ہماری ان مشرکوں کے خلاف مدد فرما،یہ وہ نبی ہیں کہ جن کے بارے میں تو نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے کہ تو انہیں آخری زمانے میں مبعوث فرمائے گا۔

(الدرالمنثور،فی التفسیر،سورۃ البقرۃ،سورت2،آیت89،ج1،ص215،دارالفکر،بیروت)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آجاؤ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا ﴾ترجمہ:اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو اے محبوب آپ کی بارگاہ میں آجائیں اور اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول بھی ان کے لیے استغفار کریں تو اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا مہربان پائیں گے۔ (پ5سورۃ النساء آیت64)

امام قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ(متوفی 671ھ)نے اس آیت پاک کے تحت یہ روایت نقل کی ہے((عَنْ عَلِيٍّ قَالَ :قَدِمَ علينا أعرابي بعد ما دَفَنَّا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، فَرَمَى بِنَفْسِهِ عَلَى قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَحَثَا عَلَى رَأْسِهِ مِنْ تُرَابِهِ، فَقَالَ :قُلْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَسَمِعْنَا قَوْلَكَ، وَوَعَيْتَ عَنِ اللَّهِ فَوَعَيْنَا عَنْكَ، وَكَانَ فِيمَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا﴾، وَقَدْ ظَلَمْتُ نفسي وجئتك تَسْتَغْفِرُ لِي.فَنُودِيَ مِنَ الْقَبْرِ إِنَّهُ قَدْ غُفِرَ لَكَ)) ترجمہ:حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ کے دفن کرنے کے تین دن بعد ایک اعرابی ہمارے پاس آیا،اور روضہ شریفہ کی خاک پاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا:یارسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ جو آپ نے

فرمایا ہم نے سنا اور جو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ تعالیٰ کی طرف سے یاد کیا اور ہم نے آپ سے یاد کیا، اور جو آپ پر نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ہے ﴿ولو انھم اذ ظلموا﴾ میں نے بے شک اپنی جان پر ظلم کیا اور آپ کے حضور میں اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہنے حاضر ہوا تو میرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرائیے، اس پر قبر شریف سے ندا آئی کہ تیری بخشش کی گئی۔

(الجامع لاحکام القرآن لقرطبی،تحت الآیۃ﴿ولو انہم اذ ظلموا انفسہم---﴾ ،ج5، ص265,266، دارالکتب المصریہ،القاہرہ)

اس روایت کو امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ) نے بھی "الحاوی للفتاوی" میں انہی الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے۔

(الحاوی للفتاوی،تنویر الحلك فی امکان رؤیۃ النبی صلی الله علیه وسلم والملك،ج2،ص315، دارالفکر للطباعة والنشر،بیروت)

اس آیت کے تحت صدرالافاضل سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "اس سے معلوم ہوا کہ بارگاہ الٰہی میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا وسیلہ اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شفاعت کاربرآری کا ذریعہ ہے سید عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وفات شریف کے بعد ایک اعرابی روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور روضہ شریفہ کی خاک پاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جو آپ نے فرمایا ہم نے سنا اور جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ہے ﴿ولو انھم اذ ظلموا﴾ میں نے بے شک اپنی جان پر ظلم کیا اور آپ کے حضور میں اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہنے حاضر ہوا تو میرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرائیے، اس پر قبر شریف سے ندا آئی کہ تیری بخشش کی گئی۔ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے، **مسئلہ:** اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرضِ حاجت کے لئے اس کے مقبولوں کو وسیلہ بنانا

ذریعۂ کامیابی ہے، **مسئلہ:** قبر پر حاجت کیلئے جانا بھی جاء وک میں داخل اور خیر القرون کا معمول ہے۔"

(خزائن العرفان، ص159،مطبوعہ ضیاء القرآن،لاہور)

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کی قبولیت کا سبب

قرآن پاک میں ہے ﴿فَتَلَقّٰی آدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾ ترجمہ کنزالایمان: پھر سیکھ لیے آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی بیشک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان۔

(سورۃ البقرہ،سورت2،آیت37)

اس آیت کی تفسیر میں علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ روح البیان میں فرماتے ہیں ((وعن النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ان آدم قال بحق محمد ان تغفر لی قال وکیف عرفت محمدا قال لما خلقتنی ونفخت فی الروح فتحت عینی فرأیت علی ساق العرش لا الله الا الله محمد رسول الله فعلمت انه اکرم الخلق علیك حتی قرنت اسمه باسمك فقال نعم وغفر له بشفاعته)) ترجمہ: حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے مروی ہے حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی: میری محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صدقے مغفرت فرما۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: تو نے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو کیسے جانا؟ عرض کی جب تو نے مجھے پیدا کیا اور مجھ میں روح پھونکی۔ جب میری آنکھیں کھلیں تو میں نے دیکھا عرش پر لکھا تھا "لا اللہ الا اللہ محمد رسول اللہ" تو میں جان گیا کہ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مخلوق میں تیرے محبوب بندے ہیں اس لئے تو نے ان کا نام اپنے نام کے ساتھ ملایا ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: ہاں اور محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صدقے ان کی بخشش کردی گئی۔

(روح البیان، فی التفسیر،سورۃ البقرہ،سورت2،آیت37،ج1،ص113،دارالفکر،بیروت)

عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا توسل کرنا

صحیح البخاری میں ہے((ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ کان اذاقحطوا استسقی بالعباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالی عنہ فقال اللھم انا کنا نتوسل الیك بنبینا صلی اللہ علیہ وسلم فتسقینا وانا اتوسل الیك بعم نبینا فاسقنا قال فیسقون)) ترجمہ: بےشک حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ قحط کے زمانہ میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالی عنہ کے وسیلے سے اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعا مانگتے اورعرض کرتے ہم تیری طرف اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بناتے تھے تو تو سیراب فرماتا تھا۔اب ہم تیری بارگاہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا (حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ) کو وسیلہ بناتے ہیں تو ہمیں سیراب فرمادے۔تو راوی کہتے ہیں کہ اللہ تعالی ہمیں سیراب (بارش نازل) فرمادیتا تھا۔

(صحیح البخاری، ج1،ص137،قدیمی کتب خانہ،کراچی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خود وسیلہ سکھانا

حدیث پاک میں ہے((عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّ رَجُلًا ضَرِيرَ الْبَصَرِ أَتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ :ادْعُ اللَّهَ لِي أَنْ يُعَافِيَنِي فَقَالَ :إِنْ شِئْتَ أَخَّرْتُ لَكَ وَهُوَ خَيْرٌ، وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ فَقَالَ :ادْعُهُ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ وُضُوءَهُ وَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ، وَيَدْعُوَ بِهَذَا الدُّعَاءِ:اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ، وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ إِنِّي قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى، اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ)) ترجمہ: حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے،ایک نابینا آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باگارہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: میرے لیے اللہ تعالی سے دعا کریں کہ وہ مجھے عافیت دے۔فرمایا: اگر تو چاہے تو میں تمہارے لیے دعا کو مؤخر کردوں اور یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر چاہے تو دعا کروں۔اس نے عرض کیا: دعا فردیں۔تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا

کہ اچھی طرح وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھو اور اس طرح دعا کرو: اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ مہربانی کے نبی ہیں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہو کہ میری حاجت روا ہو۔الٰہی ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

(سنن ابن ماجه،باب ماجاء فی صلوۃ الحاجۃ،ج1،ص441،داراحیاء الکتب العربیه،بیروت☆ جامع ترمذی،کتاب الدعوات،باب فی دعاء الضیف،ج5،ص461،دارالغرب الاسلامی،بیروت☆مسند احمدبن حنبل،حدیث عثمان بن حنیف،ج28،ص478،مؤسسة الرساله،بیروت☆صحیح ابن خزیمه،باب صلوۃ الترغیب والترہیب ،ج2،ص225،المکتب الاسلامی،بیروت☆المستدرك ،کتاب صلوۃ التطوع،باب دعاء ردالبصر،ج1،ص458،دارالکتب العلمیه،بیروت☆دلائل النبوۃ،باب مافی تعلیمه الضریرما کان فیه،ج6،ص166،دارالکتب العلمیه،بیروت)

سنن ابن ماجہ میں اس حدیث کے بارے میں لکھا ہے"قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ" ترجمہ: امام ابواسحٰق نے کہا: یہ صحیح حدیث ہے۔

(سنن ابن ماجه،باب ماجاء فی صلوۃ الحاجۃ،ج1،ص441،داراحیاء الکتب العربیه،بیروت)

امام حاکم نے اس حدیث کے بارے میں لکھا"هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ" ترجمہ: یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

(المستدرك ،کتاب صلوۃ التطوع،باب دعاء ردالبصر،ج1،ص458،دارالکتب العلمیه،بیروت)

امام بیہقی اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں"وَرَوَيْنَاهُ فِي كِتَابِ الدَّعَوَاتِ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَنْ رَوْحِ بْنِ عُبَادَةَ عَنْ شُعْبَةَ، فَفَعَلَ الرَّجُلُ فَبَرَأَ" ترجمہ: اور ہم نے اس کو کتاب الدعوات میں اسنادِ صحیح کے ساتھ روح بن عبادہ عن شعبہ سے روایت کیا، پس اس شخص نے ایسا کیا تو اس کی آنکھیں ٹھیک ہوگئیں۔

(دلائل النبوۃ،باب مافی تعلیمه الضریرما کان فیه،ج6،ص167،دارالکتب العلمیه،بیروت)

امام ترمذی نے اس کے بارے میں کہا ''هَـٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ'' ترجمہ: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

(جامع ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی دعاء الضیف، ج5، ص461، دارالغرب الاسلامی، بیروت)

وصال ظاہری کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((أَنَّ رَجُلًا، كَانَ يَخْتَلِفُ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ فِي حَاجَةٍ لَهُ فَكَانَ عُثْمَانُ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِ وَلَا يَنْظُرُ فِي حَاجَتِهِ، فَلَقِيَ ابْنَ حُنَيْفٍ فَشَكَى ذَلِكَ إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ " :ائْتِ الْمِيضَأَةَ فَتَوَضَّأْ، ثُمَّ ائْتِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قُلْ :اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي فَتَقْضِي لِي حَاجَتِي وَتُذَكِّرُ حَاجَتَكَ وَرُحْ حَتَّى أَرُوحَ مَعَكَ، فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ فَصَنَعَ مَا قَالَ لَهُ، ثُمَّ أَتَى بَابَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ، فَجَاءَ الْبَوَّابُ حَتَّى أَخَذَ بِيَدِهِ فَأَدْخَلَهُ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ، فَأَجْلَسَهُ مَعَهُ عَلَى الطِّنْفِسَةِ، فَقَالَ: حَاجَتُكَ؟ فَذَكَرَ حَاجَتَهُ وَقَضَاهَا لَهُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: مَا ذَكَرْتُ حَاجَتَكَ حَتَّى كَانَ السَّاعَةُ، وَقَالَ :مَا كَانَتْ لَكَ مِنْ حَاجَةٍ فَأْذْكُرْهَا، ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ فَلَقِيَ عُثْمَانَ بْنَ حُنَيْفٍ، فَقَالَ لَهُ :جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا مَا كَانَ يَنْظُرُ فِي حَاجَتِي وَلَا يَلْتَفِتُ إِلَيَّ حَتَّى كَلَّمْتَهُ فِيَّ، فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ :وَاللهِ مَا كَلَّمْتُهُ وَلَكِنِّي شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَتَاهُ ضَرِيرٌ فَشَكَى إِلَيْهِ ذَهَابَ بَصَرِهِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: فَتَصَبَّرْ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ لَيْسَ لِي قَائِدٌ وَقَدْ شَقَّ عَلَيَّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ائْتِ الْمِيضَأَةَ فَتَوَضَّأْ، ثُمَّ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ ادْعُ بِهَذِهِ الدَّعَوَاتِ قَالَ ابْنُ حُنَيْفٍ :فَوَاللهِ مَا تَفَرَّقْنَا وَطَالَ بِنَا الْحَدِيثُ حَتَّى

دَخَلَ عَلَيْنَا الرَّجُلُ كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِهِ ضُرٌّ قَطُّ)) ترجمہ: ایک حاجتمند اپنی حاجت کے لیے امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آتا جاتا، امیر المومنین نہ اس کی طرف التفات فرماتے نہ اس کی حاجت پر نظر فرماتے، اس نے عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس امر کی شکایت کی، انہوں نے فرمایا وضو کر کے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ پھر دعا مانگ: الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں، یارسول اللہ! میں حضور کے توسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت روا فرمائیے۔ اور اپنی حاجت ذکر کر کر، پھر شام کو میرے پاس آنا کہ میں بھی تیرے ساتھ چلوں۔ حاجتمند نے (کہ وہ بھی صحابی یا کبار تابعین میں سے تھے۔) یوں ہی کیا، پھر آستانِ خلافت پر حاضر ہوئے، دربان آیا اور ہاتھ پکڑ کر امیر المومنین کے حضور لے گیا، امیر المومنین نے اپنے ساتھ مسند پر بٹھالیا، مطلب پوچھا، عرض کیا، فوراً روا فرمایا، اور ارشاد کیا اتنے دنوں میں اس وقت اپنا مطلب بیان کیا، پھر فرمایا: جو حاجت تمہیں پیش آیا کرے ہمارے پاس چلے آیا کرو۔ یہ صاحب وہاں سے نکل کر عثمان بن حنیف سے ملے اور کہا اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے امیر المومنین میری حاجت پر نظر اور میری طرف توجہ نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ نے ان سے میری سفارش کی، عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں نے تو تمہارے معاملے میں امیر المومنین سے کچھ بھی نہ کہا مگر ہوا یہ کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا حضور کی خدمتِ اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور نابینائی کی شکایت کی حضور نے یونہی اس سے ارشاد فرمایا کہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے پھر یہ دعا کرے۔ خدا کی قسم ہم اُٹھنے بھی نہ پائے تھے باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آیا گویا کبھی وہ اندھا نہ تھا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ماأسند عثمان بن حنیف، ج9، ص30، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ)

امام منذری اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں ''قَالَ الطَّبَرَانِیّ بعد ذکر طرقہ والْحَدِیث صَحِیح ''ترجمہ: امام طبرانی نے اس کے طرق ذکر کرنے کے بعد کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب النوافل الترغیب فی المحافظة، ج1، ص273، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

مجھے تمام جہان سے پیارا ہے

امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((لما اقترف اٰدم الخطیئة قال رب اسئلك بحق محمد لما غفرت لی، قال وکیف عرفت محمدا قال انك لما خلقتنی بیدك ونفخت فی من روحك رفعت رأسی فرأیت علی قوائم العرش مکتوبا لاالٰه الا الله محمد رسول الله فعلمت انك لم تضف الٰی اسمك الا احب الخلق الیك قال صدقت یاٰدم ولو لامحمد ما خلقتك وفی روایة عند الحاکم فقال الله تعالٰی صدقت یاٰدم انه لاحب الخلق الی اما اذا سئلتنی بحقه فقد غفرت لك ولو لا محمد ما غفرت وما خلقتك)) ترجمہ: آدم علیہ الصلوۃ والسلام نے خطا کا ارتکاب کیا تو انہوں نے اپنے رب سے عرض کی، اے رب میرے! صدقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا میری مغفرت فرما۔ رب العٰلمین نے فرمایا: تو نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیونکر پہچانا؟ عرض کی: جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح ڈالی میں نے سراٹھایا تو عرش کے پایوں پر لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا پایا۔ جانا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اسی کا نام ملایا ہے جو تجھے تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! تو نے سچ کہا ہے

شک وہ مجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے۔ اب کہ تو نے اس کے حق کا وسیلہ کر کے مجھ سے مانگا تو میں تیری مغفرت کرتا ہوں، اور اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتا تو میں تیری مغفرت نہ کرتا، نہ تجھے بناتا۔

(دلائل النبوة للبیہقی، باب ماجاء فی تحدث رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بنعمة ربه، ج5، ص489، دارالکتب العلمیة بیروت ☆تاریخ دمشق الکبیر، ترجمه علیه السلام، ج7، ص309، داراحیاء التراث العربی، بیروت☆المستدرك للحاکم، کتاب التاریخ، استغفار آدم بحق محمد صلی الله علیه وسلم، ج2، ص615، دارالفکر بیروت☆مواہب اللدنیه، تشریف الله تعالیٰ له صلی الله علیه وسلم، ج1، ص54,55، المکتبة التوفیقیه، القاہرہ☆کنزالعمال، ج11، ص415، موسسة الرساله، بیروت)

امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث پاک کی سند کے بارے میں فرماتے ہیں ''وقال صحیح الاسناد واقرہ علیہ العلامة ابن امیر الحاج فی الحلیة والسبکی فی شفاء السقام اقول والذی تحرر عندی انه لاینزل عن درجة الحسن، والله تعالیٰ اعلم منه'' ترجمہ: اور کہا کہ اس کی اسناد صحیح ہے۔ علامہ ابن امیر الحاج نے حلیۃ میں اور سبکی نے شفاء السقام میں اس کو برقرار رکھا۔ میں کہتا ہوں جو میرے ہاں ثابت ہے وہ یہ کہ وہ درجہ حسن سے کمتر نہیں، اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد30، صفحہ185، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

انبیاء کے وصال ظاہری کے بعد ان کا وسیلہ

المعجم الکبیر للطبرانی میں حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا فوت ہوئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ غسل میں ان پر تین مرتبہ پانی بہایا جائے، جب آخر میں کافور ملا پانی ڈال دیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیص

مبارک اتار کر انہیں پہنا دی اور اس پر کفن پہنانے کا کہا۔ پھر رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے حضرت اسامہ بن زید، ابو ایوب انصاری، عمر بن خطاب اور اسود غلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلایا۔ ان کے لئے قبر کھودی گئی، حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے انہیں قبر میں اتارا، پھر ان پر اپنے ہاتھوں سے مٹی ڈالی۔ پھر جب دفنانے سے فارغ ہوئے تو یوں دعا کی ((اللہ الذی یحیی ویمیت وھو حی لایموت اغفر لأمی فاطمة بنت أسد ولقنها حجتها ووسع عليها مدخلها بحق نبيك والأنبياء الذين من قبلي فإنك أرحم الراحمين)) ترجمہ: اللہ عزوجل جو زندگی اور موت دیتا ہے، وہ زندہ ہے اسے موت نہیں، اے اللہ! میری ماں فاطمہ بنت اسد کی مغفرت فرما، اسکی حجت اسے سکھا دے، اس کی قبر وسیع فرما اپنے نبی کے توسل سے اور مجھ سے پہلے جو انبیاء علیہم السلام آئے ہیں انکے توسل سے۔ بے شک تو ارحم الراحمین ہے۔

(المعجم الكبير للطبراني، جلد24، صفحہ351، مكتبة العلوم والحكم، الموصل)

یا رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! بارش

حدیث پاک ہے ((عن مالك قال أصاب الناس قحط في زمان عمر بن الخطاب فجاء رجل إلى قبر النبي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقال يا رسول الله، استسق الله لأمتك فإنهم قد هلكوا فأتاه رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ في المنام؛ فقال ائت عمر فأقرئه السلام، وأخبره أنكم مسقون)) ترجمہ: حضرت مالک سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں لوگوں پر قحط پڑھ گیا۔ ایک آدمی نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی قبر مبارک پر آیا اور کہا یا رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! اللہ عزوجل سے اپنی امت کے لئے بارش طلب کریں کہ یہ ہلاک ہو رہے ہیں۔ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اس آدمی کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا عمر کو

میرا سلام کہنا اور اسے خبر دینا کہ بارش ہوگی۔

(مصنف ابن شيبه، كتاب الفضائل، ماذكر في فضل عمر بن الخطاب رضي الله تعالىٰ عنه، جلد12، صفحہ32، الدار السلفية، الهندية)

اس حدیث کو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "قرة العينين" میں نقل کیا۔ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق" میں نقل کیا، علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے "الاستيعاب في معرفة الأصحاب" میں نقل کیا اور امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 852ھ) نے فتح الباری میں اس حدیث پاک کے بارے میں فرمایا "روى ابن أبي شَيْبَةَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ" ترجمہ: امام ابن ابی شیبہ نے اسنادِ صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(فتح الباري، باب سوال الناس الامام الاستسقاء، ج2، ص495، دار المعرفة، بيروت)

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 923ھ) نے بھی اس روایت کے بارے یہی فرمایا "روى ابن أبي شَيْبَةَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ" ترجمہ: امام ابن ابی شیبہ نے اسنادِ صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(مواهب اللدنيه، الفصل الرابع، ج3، ص374، المكتبة التوفيقيه، القاهره)

چہرہ انور کے وسیلہ سے بارش

حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَتَمَثَّلُ بِشِعْرِ أَبِي طَالِبٍ:

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ ثِمَالُ الْيَتَامَى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ

ترجمہ: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ابو طالب کا یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا: وہ روشن چہرے والے کہ جن کے چہرۂ انور کے وسیلہ سے بارش طلب کی جاتی ہے، جو یتیموں کے ملجا اور بیواؤں کے ماویٰ ہیں۔

(صحیح بخاری،باب سوال الناس الامام الاستسقاء،ج2،ص27،دارطوق النجاۃ)

صحیح بخاری میں اسی مقام پر ہے:سَالِمٌ، عَنْ أَبِيهِ، رُبَّمَا ذَكَرْتُ قَوْلَ الشَّاعِرِ، وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ يَسْتَسْقِي، فَمَا يَنْزِلُ حَتَّى يَجِيشَ كُلُّ مِيزَابٍ

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الغَمَامُ بِوَجْهِهِ ثِمَالُ اليَتَامَى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ

ترجمہ: سالم نے اپنے والد سے روایت کیا کہ کبھی میں شاعر کی اس بات کو یاد کرتا حال یہ ہوتا کہ میں نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے چہرہ انور کو دیکھ رہا ہوتا کہ اس چہرۂ انور کے ذریعہ بارش طلب کی جاتی تو آپ اترنے بھی نہ پاتے کہ سارے پرنالے بہنے لگتے (اور پھر مذکورہ شعر پڑھا،جس کا ترجمہ یہ ہے:) وہ روشن چہرے والے کہ جن کے چہرۂ انور کے وسیلہ سے بارش طلب کی جاتی ہے، جو یتیموں کے ملجا اور بیواؤں کے ماویٰ ہیں۔ (صحیح بخاری،باب سوال الناس الامام الاستسقاء،ج2،ص27،دارطوق النجاۃ)

عہدِ نوح اور عہدِ سلیمان کا وسیلہ

جامع ترمذی کی حدیث پاک ہے((قال رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اذا ظهرت الحية في المسكن فقولوا لها انا نسئلك بعهد نوح وبعهد سليمان بن داؤد ان لاتؤذينا فان عادت فاقتلوها رواه ابوعيسىٰ الترمذي ثم قال هذا حديث حسن غريب)) ترجمہ: حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ جب گھر میں کوئی سانپ دکھائی دے تو اس سے یوں کہو کہ ہم تجھ سے عہد نوح اور عہد سلیمان بن داؤد کے وسیلہ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ ہمیں ایذا نہ پہنچاؤ۔اگر وہ یہ عہد نہ مانیں اور دوبارہ گھر میں ظاہر ہوں تو انہیں مار ڈالو۔امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو روایت کر کے فرمایا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(جامع الترمذی،کتاب الأحکام والفوائد،باب ما جاء فی قتل الحیات،جلد4،صفحہ78،دار إحیاء

التراث العربی،بیروت)

حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے توسل سے اعداء پر فتح

ابن عساکر نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے،فرماتے ہیں:((لم يزل الله يتقدم في النبي صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الىٰ أدم فمن بعده ولم تزل الامم تتباشر به وتستفتح به حتى اخرجه الله في خير امة، وفي خير قرن وفي خير اصحاب وفي خير بلد)) ترجمہ: ہمیشہ اللہ تعالیٰ نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بارے میں آدم اور ان کے بعد سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے پیشگوئی فرماتا رہا،اور قدیم سے سب امتیں حضور کی تشریف آوری کی خوشیاں مناتیں اور حضور کے توسل سے اپنے اعداء پر فتح مانگتی آئیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو بہترین امم (امتوں) وبہترین قرون (زمانوں) وبہترین اصحاب وبہترین بلاد (شہروں) میں ظاہر فرمایا۔صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

(الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابن عساکر،باب خصوصیت باخذ المیثاق،ج1،ص8,9،مرکز اہلسنت،گجرات،ہند)

روضہ انور کے وسیلہ سے بارش

حضرت ابوالجوزاء اوس بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:((قُحِطَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ قَحْطًا شَدِيدًا، فَشَكَوْا إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَتْ:انْظُرُوا قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاجْعَلُوا مِنْهُ كِوًى إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى لَا يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ. قَالَ:فَفَعَلُوا، فَمُطِرْنَا مَطَرًا حَتَّى نَبَتَ الْعُشْبُ، وَسَمِنَتِ الْإِبِلُ)) ترجمہ: جب اہل مدینہ شدید قحط میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں اس کی شکایت کی، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی قبر انور کی طرف نظر کرو اور مزارِ پرانوار (کے حجرے) میں ایک

سوراخ ایسا بناؤ کہ قبرِ انور اور آسمان کے درمیان کوئی حجاب نہ رہے، راوی فرماتے ہیں کہ لوگوں نے ایسا کر دیا تو خوب بارش برسی یہاں تک کہ سبزہ اگا اور اونٹ موٹے ہو گئے۔

(سنن دارمی، باب مااکرم الله تعالیٰ نبیه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، ج1، ص227، دارالمغنی للنشر والتوزیع، عرب شریف☆مشکوة المصابیح، باب الکرامات، الفصل الثانی، ج3، ص1676، المکتب الاسلامی، بیروت)

وسیلہ سے سوال کرو

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ إِلَى الصَّلَاةِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِينَ عَلَيْكَ، وَأَسْأَلُكَ بِحَقِّ مَمْشَايَ هَذَا)) ترجمہ: جو گھر سے نماز کے لیے نکلے، وہ اس طرح اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرے: اے اللہ! میں تجھ پر جو سائلین کا حق ہے میں اس کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں اور میں اس چلنے کے حق کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں۔

(سنن ابن ماجه، باب المشی الی الصلوة، ج1، ص256، داراحیاء الکتب العربیه، بیروت)

ابدال وسیلۂ بارش ونصرت ودفعِ عذاب

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((الْأَبْدَالُ يَكُونُونَ بِالشَّامِ، وَهُمْ أَرْبَعُونَ رَجُلًا، كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ أَبْدَلَ اللهُ مَكَانَهُ رَجُلًا، يُسْقَى بِهِمُ الْغَيْثُ، وَيُنْتَصَرُ بِهِمْ عَلَى الْأَعْدَاءِ، وَيُصْرَفُ عَنْ أَهْلِ الشَّامِ بِهِمِ الْعَذَابُ)) ترجمہ: ابدال شام میں ہوں گے اور وہ چالیس ہیں، جب بھی ان میں سے ایک فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے شخص کو ابدال بنا دیتا ہے، ان کے وسیلہ سے بارش دی جاتی ہے، ان

کی وجہ سے مدد کی جاتی ہے اور ان کے سبب اہلِ شام سے عذاب دور کیا جاتا ہے۔

(مسند امام احمد، مسند علی ابن ابی طالب رضی الله عنه، ج2، ص231، مؤسسة الرسالة، بیروت)

امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وسیلہ

امامِ اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں:

انت الذی لما توسل بك آدم

من زلة فاز وهو ابوكا

ترجمہ: حضور (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ وہ ہیں کہ جن کو آدم علیہ السلام نے اپنی لغزش میں وسیلہ بنایا تو انہیں کامیابی حاصل ہوئی حالانکہ وہ آپ کے والد ہیں۔

(قصیدة نعمان مع خیرات الحسان، ص200، دارالکتب العلمیه، بیروت)

امام مالک رضی اللہ عنہ اور وسیلہ

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک روایت بیان کی ہے"وقد روی أن مالكا لما سأله أبو جعفر المنصور العباسي: يا أبا عبد الله أستقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم وأدعو، أم أستقبل القبلة وأدعو؟ فقال له مالك: ولم تصرف وجهك عنه، وهو وسيلتك ووسيلة أبيك آدم عليه السلام إلى الله عزوجل يوم القيامة" ترجمہ: جب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ابوجعفر منصور عباسی نے سوال کیا کہ اے ابوعبداللہ! میں روضہ مبارک کی طرف منہ کر کے اور قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے دعا کروں یا قبلہ کی طرف منہ کر کے؟ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منہ کیوں کر پھیرے گا کہ وہ تیرے اور تیرے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے قیامت والے

دن رب تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ ہیں۔

(مواہب اللدنیہ،الفصل الثانی فی زیارة قبره الشریف،ج3،ص594،المکتبة التوفیقیہ،القاہرہ)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور وسیلہ

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 544ھ) نے اس روایت کو ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے"وَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ أَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ وَأَدْعُو أَمْ أَسْتَقْبِلُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: وَلِمَ تَصْرِفُ وَجْهَكَ عَنْهُ وَهُوَ وَسِيلَتُكَ وَوَسِيلَةُ أَبِيكَ آدَمَ علیہ السلام إِلَى اللَّهِ تَعَالَى يَوْمَ القيامة،بل استقبله واستشفع بِهِ فَيُشَفِّعَهُ اللَّهُ .قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿**ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاء وك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما**﴾الآیة"

ترجمہ: جب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ابوجعفر منصور عباسی نے سوال کیا کہ اے ابو عبداللہ! میں روضہ مبارک کی طرف منہ کر کے اور قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے دعا کروں یا قبلہ کی طرف منہ کر کے؟ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منہ کیوں کر پھیرے گا کہ وہ تیرے اور تیرے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے قیامت والے دن رب تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ ہیں، بلکہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منہ کر کے دعا کر اور ان کی شفاعت طلب کر اللہ ان کی سفارش قبول فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو اے محبوب آپ کی بارگاہ میں آ جائیں اور اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول بھی ان کے لیے استغفار کریں تو اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا مہربان پائیں گے۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ،الفصل الثالث حرمته وتوقیره صلی الله علیه وسلم،ج2،ص92، دارالفیحاء،عمان)

الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیۃ میں یہ روایت نقل کرنے کے بعد لکھا ہے"وقد

روى هذه القصة أبو الحسن علي بن فهر في كتابه فضائل مالك بإسناد لا بأس به وأخرجها القاضي عياض في الشفاء من طريقه عن شيوخ عدة من ثقات مشايخه" ترجمہ: یہ واقعہ ابوالحسن علی بن فہر نے اپنی کتاب فضائل مالک میں ایسی سند کے ساتھ نقل کیا ہے جس میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ اس واقعہ کو قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا شریف میں اپنے متعدد ثقہ شیوخ سے نقل کیا۔

(الموسوعة الفقهيه الكويته،جلد14،صفحه157،دارالسلاسل ،الكويت)

امام شافعی رضی اللہ عنہ اور وسیلہ

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 463ھ) نے اپنی "تاریخ" میں نقل کیا کہ علی بن میمون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں "سمعت الشافعي يقول:إني لأتبرك بأبي حنيفة وأجيء إلى قبره في كل يوم يَعْنِي زائرا فإذا عرضت لي حاجة صليت ركعتين وجئت إلى قبره وسألت الله تعالى الحاجة عنده، فما تبعد عني حتى تقضى" ترجمہ: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، وہ فرما رہے تھے: میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے برکت لیتا ہوں (اس طرح کہ) روزانہ ان کی قبر انور کے پاس حاضر ہوتا ہوں، جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے، دو رکعتیں پڑھتا ہوں اور ان کی قبر پر آتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے ان کی قبر کے پاس سوال کرتا ہوں تو زیادہ دیر نہیں گزرتی کہ میری حاجت پوری ہو جاتی ہے۔

(تاریخ بغدادی،ماذکر فی مقابر بغدادالمخصوصة،ج1،ص135،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ اور وسیلہ

علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 463ھ) فرماتے ہیں "وقبر أبي أيوب قرب سورها معلوم إلى اليوم معظم يستسقون به فيسقون" ترجمہ: حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر انور قلعہ کے قریب معروف ہے

اورآج تک لوگ اس کی تعظیم کرتے ہیں اوراس کے وسیلہ سے بارش طلب کرتے ہیں اورانہیں بارش دی جاتی ہے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب،باب خالد بن البکیربن عبد یالیل،ج2،ص426،دارالجیل،بیروت)

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ اور وسیلہ

امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 465ھ) حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں ''وَمِنْهُم أَبُو مَحفُوظ مَعرُوف بُن فَيرُوز الكَرخي كَانَ من المشايخ الكبار مجاب الدعوة يستشفى بقبره ،يَقُول البغداديون:قبر معروف ترياق مجرب ''ترجمہ:ان میں سے ایک ابومحفوظ معروف بن فیروز کرخی رحمۃ اللہ علیہ ہیں،آپ بڑے مشائخ کبار میں سے تھے،آپ کی دعا قبول ہوتی تھی،آپ کی قبر کے وسیلہ سے شفا طلب کی جاتی ہے،اہل بغداد کہتے ہیں:حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مجرب تریاق ہے۔

(رسالۂ قشیریہ،باب مافی ذکرمشائخ هذه الطریقه،ج1،ص42،دارالمعارف،القاہرہ)

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوروسیلہ

حضورغوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشادفرمایا''اذا سئلت من الله حاجةً فاسئلوه بی ''ترجمہ:جب تم اللہ تعالیٰ سے کسی حاجت کا سوال کروتو میرے وسیلے سے طلب کرو۔ (بہجۃ الاسرار،ص23)

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ اور وسیلہ

مشہورمحدث علامہ یحیی بن شرف نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 676ھ) فرماتے ہیں''ثُمَّ يَرجِعُ إِلَى مَوقِفِهِ الأَوَّلِ قُبَالَةَ وَجهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَيَتَوَسَّلُ بِهِ فِي حَقِّ نَفسِهِ وَيَستَشفِعُ بِهِ إِلَى رَبِّهِ سُبحَانَهُ وَتَعَالَى وَمِن أَحسَنِ مَا يَقُولُ مَا حَكَاهُ المَاوَردِيُّ وَالقَاضِي أَبُو الطَّيِّبِ وَسَائِرُ أَصحَابِنَا عَنُ

العُتبِيِّ مُستَحسِنِينَ لَهُ قَالَ (كُنتُ جَالِسًا عِندَ قَبرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ أَعرَابِيٌّ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ سَمِعتُ اللَّهَ يَقُولُ ﴿**وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما**﴾ وَقَد جِئتُكَ مُستَغفِرًا مِن ذَنبِي ،مُستَشفِعًا بِكَ إِلَى رَبِّي ثُمَّ أَنشَأَ يَقُولُ*

يَا خَيرَ مَن دُفِنَت بِالقَاعِ أَعظُمُه — فَطَابَ مِن طِيبِهِنَّ القَاعُ وَالأَكَمُ
نَفسِي الفِدَاءُ لِقَبرٍ أَنتَ سَاكِنُه — فِيهِ العَفَافُ وَفِيهِ الجُودُ وَالكَرَمُ
يَا خَيرَ مَن دُفِنَت بِالقَاعِ أَعظُمُهُ — *فَطَابَ مِن طِيبِهِنَّ القَاعُ وَالأَكَم
نَفسِي الفِدَاءُ لِقَبرٍ أَنتَ سَاكِنُهُ — فِيهِ العَفَافُ وَفِيهِ الجُودُ وَالكَرَمُ

ثُمَّ انصَرَفَ فَحَمَلَتنِي عَينَايَ فَرَأَيتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فِي النَّومِ فَقَالَ يَا عُتبِيُّ الحَقِ الأَعرَابِيَّ فَبَشِّرهُ بِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَد غَفَرَ لَهُ''ترجمہ:پھر موقفِ اول میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کے سامنے آئے اوراپنے حق میں ان سے توسل کرے اوران سے رب کے حضور شفاعت طلب کرے،بہترین بات وہ ہے جس کی تحسین کرتے ہوئے ماوردی اور قاضی ابوالطیب اور ہمارے تمام اصحاب نے عتبی سے نقل کیا،عتبی فرماتے ہیں:میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک اعرابی حاضر ہوا اور یوں عرض گزارہوا:السَّلَامُ عَلَيكَ يَا رَسُولَ اللَّه ،میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا ہے﴿**ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاء وک فاستغفروا الله واستغفرلهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما**﴾(اگروہ اپنی جانوں پرظلم کربیٹھیں تواے محبوب آپ کی بارگاہ میں آجائیں اوراللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اوررسول بھی ان کے لیے استغفار کریں تواللہ

تعالیٰ کو بخشنے والا مہربان پائیں گے۔)حضور! میں آپ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوا اور آپ کو اپنے رب کی بارگاہ میں شفیع بناتا ہوا حاضر ہوا ہوں پھر اس نے یوں کہا: اے بہترین ذات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جہاں آپ دفن کیے گئے، وہ جگہ عظیم اور خوشبو سے معطر ہوگئی میری جان آپ کی قبر انور پر قربان جس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، کیونکہ اس میں پاکیزگی، سخاوت اور سراپا کرم ہے، اور پھر جذبہ محبت کے پھول نچھاور کرکے چلا گیا۔

(امام عتبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں نے خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے عتبی جاکر اس اعرابی کو خوشخبری دے دو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرما دی ہے۔

(المجموع شرح المہذب، مذاہب العلماء فی مسائل تتعلق بالوقوف، ج 8، ص274، دارالفکر، بیروت)

علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ اور وسیلہ

علامہ محمد بن محمد بن علی بن یوسف جزری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 751ھ) دعا کے آداب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''ویتوسل إلی اللہ بأنبیائہ والصّالحین'' ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں (دعا کرتے ہوئے) انبیاء اور صالحین کا وسیلہ پیش کرے۔

(حصن حصین، وجہ التوسل بالانبیاء والصالحین، ج1، ص55، دارالقلم، بیروت)

امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ

امام کمال ابن ہمام حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 861ھ) فرماتے ہیں ''ویسأل اللہ تعالی حاجتہ متوسلا إلی اللہ بحضرة نبیہ علیہ الصلاة والسلام وأعظم المسائل وأہمہا سؤال حسن الخاتمة والرضوان والمغفرة، ثم یسأل

النبی صلی اللہ علیہ وسلم الشفاعة فیقول یا رسول اللہ أسألك الشفاعة، یا رسول اللہ أسألك الشفاعة وأتوسل بك إلی اللہ فی أن أموت مسلما علی ملتك وسنتك'' ترجمہ: اللہ عزوجل سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے اپنی حاجت کا سوال کرے۔ زیادہ اہم ترین دعا حسن خاتمہ، اللہ تعالیٰ کی رضا اور مغفرت کی دعا ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شفاعت کا سوال کرے۔ کہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں۔ آپ کو اللہ عزوجل کی طرف وسیلہ بناتا ہوں کہ میں اسلام کی حالت میں آپ کے دین اور سنت پر مروں۔

(فتح القدیر، کتاب الحج، فی زیارة قبرالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جلد3، صفحہ169، مکتبہ، کوئٹہ)

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ اور وسیلہ

مشہور محدث امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 923ھ) روایت نقل کرتے ہیں ((وروی أنه لما خرج آدم من الجنة رأی مکتوبا علی ساق العرش وعلی کل موضع فی الجنة اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم مقرونا باسم اللہ تعالی، فقال یا رب ہذا محمد من ہو؟ فقال اللہ: ہذا ولدك الذی لولاہ ما خلقتك. فقال: یا رب بحرمة ہذا الولد ارحم ہذا الوالد، فنودی: یا آدم، لو تشفعت إلینا بمحمد فی أہل السماوات والأرض لشفعناك)) ترجمہ: مروی ہے کہ جب آدم علیہ السلام جنت سے نکلے تو انہوں نے ساق عرش اور ہر مقام بہشت میں نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نام الٰہی سے ملا ہوا لکھا دیکھا۔ عرض کی الٰہی عزوجل! یہ محمد کون ہے؟ فرمایا: یہ تیرا بیٹا ہے، یہ اگر نہ ہوتا میں تجھے نہ بناتا۔ عرض کی الٰہی عزوجل! اس بیٹے کی حرمت اس پر رحم فرما۔ ارشاد ہوا: اے آدم! اگر تو محمد کے وسیلہ سے تمام اہل آسمان

وزمین کی شفاعت کرتا میں قبول فرماتا۔

(مواہب اللدنیہ،تشریف اللہ تعالیٰ لہ صلی اللہ علیہ وسلم،ج1،ص54،المکتبۃ التوفیقیہ،القاہرہ)

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اور وسیلہ

محدث وفقیہ علامہ عارف باللہ امام ابن حجر مکی قدس سرہ العزیز کتاب افادت نصاب جوہر منظم میں احادیث سے ثابت کرنے کے بعد استعانت اور وسیلہ کے متعلق فرماتے ہیں ''فالتوجه والاستغاثة به صلی اللہ علیہ وسلم وبغيره ليس لهما معنى في قلوب المسلمين غير ذلك ولا يقصد بهما احد منهم سواه فمن لم يشرح صدره لذلك فليبك على نفسه نسأل اللّٰه العافية والمستغاث به في الحقيقة هو اللّٰه و النبي صلی اللہ علیہ وسلم واسطة بينه وبين المستغيث فهو سبحنه مستغاث به والغوث منه خلقا وايجادا والنبي صلی اللہ علیہ وسلم مستغاث والغوث منه سببا وكسبا ''ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا حضور اقدس کے سوا اور انبیاء واولیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والثناء کی طرف توجہ اور ان سے فریاد کے یہی معنی مسلمانوں کے دل میں ہیں اس کے سوا کوئی مسلمان اور معنی نہیں سمجھتا ہے نہ قصد کرتا ہے تو جس کا دل اسے قبول نہ کرے وہ آپ اپنے حال پر روئے، ہم اللہ تبارک وتعالیٰ سے عافیت مانگتے ہیں۔ حقیقتاً فریاد اللہ عزوجل کے حضور ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اور اس فریادی کے بیچ میں وسیلہ وواسطہ ہیں۔ تو اللہ عزوجل کے حضور فریاد ہے اور اس کی فریاد رسی یوں ہے کہ مراد کو خلق وایجاد کرے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور فریاد ہے اور حضور کی فریاد رسی یوں ہے کہ حاجت روائی کے سبب ہوں اور اپنی رحمت سے وہ کام کریں جس کے باعث اس کی حاجت روا ہو۔

(الجوہر المنظم،الفصل السابع ،فیما ینبغی للزائر الخ ،صفحہ62، المطبعۃ الخیریہ، مصر)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور وسیلہ

محدث وفقیہ حضرت علامہ علی بن سلطان القاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی1014) حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد پاک نقل کرتے ہیں ''من استغاث بي في كربة كشفت عنه و من ناداني باسمي في شدة خرجت عنه و من توسل بي الى الله في حاجته قضيت '' ترجمہ: جو کوئی رنج وغم میں مجھ سے مدد مانگے تو اسکا رنج وغم دور ہوگا اور جو سختی کے وقت میرا نام لے کر مجھے پکارے تو وہ شدت دفع ہوگی اور جو کسی حاجت میں رب کی طرف مجھے وسیلہ بنائے تو اسکی حاجت پوری ہوگی۔

(نزہۃ الخاطر الفاتر، ص 61،سنی دارالاشاعت،فیصل آباد)

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ اوروسیلہ

علامہ احمد بن محمد شہاب خفاجی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی1069ھ) فرماتے ہیں ''اتفق الناس على زيارة مشاهد السلف والتوسل بهم الى الله وان انكره بعض الملاحدة في عصرنا والمشتكى اليه هو الله '' ترجمہ: مزارات سلف صالحین کی زیارت اور انہیں اللہ عزوجل کی طرف وسیلہ بنانے پر مسلمانوں کا اتفاق ہے اگرچہ ہمارے زمانے میں بعض ملحد بے دین لوگ اس کے منکر ہوئے اور خدا ہی کی طرف ان کے فساد کی فریاد ہے۔

(عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی (حاشیۃ الشہاب علی البیضاوی) ،باب النازعات، جلد 9، صفحہ399،دارالکتب العلمیہ، بیروت)

شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور وسیلہ

محقق علی الاطلاق شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''وتوسل بوے موجب قضائے حاجت وسبب نجاح مرام است '' ترجمہ: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے وسیلہ چاہنا حاجت پوری ہونے کا باعث اور مقصد پورا ہونے کا سبب ہے۔

(جذب القلوب،ص 220)

مزید فرماتے ہیں ”دیگر صلوات اللہ علیہم بعد از وفات جائز است سید الانبیاء بطریق اولیٰ جائز باشد “ترجمہ: جب دیگر انبیاء علیہم السلام سے بعدِ وفات توسل جائز ہے تو سید الانبیاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے بدرجۂ اولیٰ جائز ہے۔

(جذب القلوب، ص 221)

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ”اخبار الاخیار“ میں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان نقل کیا ہے: ”جو شخص دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ ﴿قل هو الله احد﴾ (یعنی سورۃ اخلاص پوری) پڑھے اور سلام کے بعد حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر درود پڑھے اور میرا نام لے کر (یعنی میرا وسیلہ دے کر) اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے اس کی حاجت کو پورا کرے گا۔“ ایک روایت میں آتا ہے کہ گیارہ قدم عراق کی طرف چلے اور میرا نام لے کر دعا مانگے۔“

(اخبار الاخیار، صفحہ 50، ممتاز اکیڈمی، لاہور)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اور وسیلہ

علامہ امین ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1252ھ) فرماتے ہیں

”قد يقال إنه لا حق لهم وجوبا على الله تعالى، لكن الله سبحانه وتعالى جعل لهم حقا من فضله أو يراد بالحق الحرمة والعظمة، فيكون من باب الوسيلة وقد قال تعالى ﴿**وابتغوا إليه الوسيلة**﴾ وقد عد من آداب الدعاء التوسل على ما فى الحصن، وجاء فى رواية (**اللهم إنى أسألك بحق السائلين عليك، وبحق ممشاى إليك، فإنى لم أخرج أشرا ولا بطرا**) الحديث عن شرح النقاية لمنلا على القارى ويحتمل أن يراد بحقهم علينا من وجوب الإيمان بهم وتعظيمهم، وفى اليعقوبية يحتمل أن يكون الحق مصدرا لا صفة مشبهة فالمعنى بحقية رسلك فلا منع فليتأمل أى

المعنى بكونهم حقا لا بكونهم مستحقين۔۔وقال السبكى: يحسن التوسل بالنبى إلى ربه ولم ينكره أحد من السلف ولا الخلف إلا ابن تيمية فابتدع ما لم يقله عالم قبله “ترجمہ: کہا جاتا ہے کہ مخلوق کا کوئی حق اللہ تعالیٰ پر واجب نہیں ہے، لیکن اس اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان کے لئے حق بنایا ہے یا حق سے مراد حرمت و عظمت ہے، پس دعا کرنے والوں کا قول ”بحق رسلك“ وسیلہ کی قسم سے ہوگا اور تحقیق باری تعالیٰ نے فرمایا﴿اور اس (اللہ تعالیٰ) کی طرف وسیلہ تلاش کرو﴾ اور توسل کو آدابِ دعا میں شمار کیا جاتا ہے جیسا کہ حصن حصین میں ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے (اے اللہ عزوجل! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس حق کے وسیلے سے جو سائلین کا تجھ پر ہے اور جو میرا تیری طرف چل کر آنے کا ہے، پس بے شک میں تکبر اور ریا کے لئے نہیں نکلا) الحدیث اھ، طحطاوی میں ملا علی قاری علیہ الرحمہ کی شرح النقایہ کے حوالے سے ہے ”اور یہ بھی احتمال ہے کہ دعا کرنے والوں کے قول ”بحق رسلك“ میں حق سے مراد وہ حق ہو جو ہم پر ان رُسل کرام کا ہے یعنی ان پر ایمان لانے کا وجوب اور ان کی تعظیم کرنا، اور یعقوبیہ میں ہے کہ یہ احتمال بھی ہے کہ (مذکورہ قول میں) لفظ ”حق“ مصدر ہو نہ کہ صفت مشبہ، تو معنی یہ ہوگا کہ تیرے رسولوں کے حق ہونے کے وسیلے سے، تو اس پر کوئی اعتراض نہیں، پس غور کرو کہ مطلب یہ ہے کہ ان کے حق ہونے کے وسیلے سے نہ کہ ان کے مستحق ہونے کے وسیلے سے ۔۔۔۔ اور امام سبکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: رب العزت جل جلالہ کی بارگاہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑنا مستحسن ہے اور ابن تیمیہ کے سوا سلف و خلف میں سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا پس اس نے وہ بات گڑھی جو اس سے پہلے کسی عالم نے نہیں کہی۔

(ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحت،فصل فی البیع ،جلد6،صفحہ397،دارالفکر،بیروت)

علامہ آلوسی اور وسیلہ

علامہ محمود آلوسی (متوفی 1270ھ) فرماتے ہیں "لاأری بأسا فی التوسل إلی اللہ تعالی بجاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند اللہ تعالی حیا ومیتا" ترجمہ: میں اللہ عزوجل کے بارگاہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجاہت کے توسل میں کوئی حرج نہیں دیکھتا، چاہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری حیات کے ساتھ جلوہ فرما ہونے کے وقت ہو یا پردہ فرمانے کے بعد۔

(تفسیر روح المعانی ،فی التفسیر،سورۃ المائدہ،آیت35،ج3،ص297،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

شاہ عبد العزیز اور وسیلہ

شاہ عبدالعزیز محدثِ دہلوی لکھتے ہیں" توسل وطلب دعا از صالحان ودوستان خدا در حالت حیات کنند وآں جائز ست باتفاق پس آں چرا جائز نباشد وفرقے نیست در ارواح کاملاں در حسین حیات وبعد از ممات مگر بہ ترقی کمال" ترجمہ: نیک لوگوں اور اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو ظاہری حیات میں وسیلہ بنایا جاتا ہے یہ بالاتفاق جائز ہے تو وفات کے بعد یہ بات جائز کیوں نہ ہوگی؟ کاملین کی ارواح میں ظاہری حیات اور بعد وفات صرف اتنا فرق ہوتا ہے کہ انہیں اور زیادہ کمال حاصل ہوجاتا ہے۔ (فتاوی عزیزی،ج2،ص108)

حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ

مذاہب اربعہ پر مشتمل کتاب الموسوعۃ الفقہیہ میں ہے "ذہب جمہور الفقہاء (المالکیۃ والشافعیۃ ومتأخرو الحنفیۃ وھو المذھب عند الحنابلۃ)إلی جواز ھذا النوع من التوسل سواء فی حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم أو بعد

وفاتہ" ترجمہ: جمہور فقہاء (مالکیہ، شافعیہ، متاخرین حنفیہ، حنابلہ) اس طرف گئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے دعا کرنا ان کی حیات اور وفات دونوں صورتوں میں جائز ہے۔

(الموسوعۃ الفقہیہ الکویتہ،جلد14،صفحہ149،دارالسلاسل ،الکویت)

قاضی شوکانی اور وسیلہ

وہابیہ کے امام شوکانی (متوفی 1250ھ) نے لکھا "(قولہ ویتوسل إلی اللہ سبحانہ بأنبیائہ والصالحین) أقول ومن التوسل بالأنبیاء ما أخرجہ الترمذی وقال حسن صحیح غریب والنسائی وابن ماجۃ وابن خزیمۃ فی صحیحہ والحاکم وقال صحیح علی شرط البخاری ومسلم من حدیث عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ أن أعمی أتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ادع اللہ أن یکشف لی عن بصری قال أو أدعک فقال یا رسول اللہ أنی قد شق علی ذہاب بصری قال فانطلق فتوضأ فصل رکعتین ثم قل اللہم أنی أسألک وأتوجہ إلیک بمحمد نبی الرحمۃ --الحدیث وسیأتی ہذا الحدیث فی ہذا الکتاب عند ذکر صلاۃ الحاجۃ وأما التوسل بالصالحین فمنہ ما ثبت فی الصحیح أن الصحابۃ استسقوا بالعباس رضی اللہ عنہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال عمر رضی اللہ عنہ اللہم إنا نتوسل إلیک بعم نبینا" ترجمہ: اللہ سبحانہ کی بارگاہ میں انبیاء اور صالحین کا وسیلہ پیش کرے، میں (شوکانی) کہتا ہوں: انبیاء علیہم السلام کے توسل پر دلیل وہ حدیث پاک ہے جسے امام ترمذی نے روایت کیا اور حسن صحیح غریب کہا، اور نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور امام حاکم نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے، یعنی

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث، کہ: ایک نابینا آدمی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ میری آنکھیں درست فرما دے۔ فرمایا: اور کیا میں تیرے لیے دعا کروں۔ اس نے عرض کیا: مجھ پر نظر کا چلے جانا بہت مشقت کا باعث ہے۔ تو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو اور اس طرح دعا کرو: اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی محمد صلّی اللہ علیہ وسلم کے کہ مہربانی کے نبی ہیں، یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہو کہ میری حاجت روا ہو۔ الٰہی ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔ عنقریب یہ حدیث اس کتاب میں صلاۃ الحاجۃ کے بیان میں آئے گی۔ توسل بالصالحین کی دلیل وہ حدیث ہے جو صحیح (بخاری) میں ثابت ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کے وسیلہ) سے بارش طلب کی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں عرض کیا: اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی کے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں۔

(تحفۃ الذاکرین بعدۃ الحصن الحصین، وجہ التوسل بالانبیاء والصالحین، ج1، ص60، دارالقلم، بیروت)

وحید الزمان اور وسیلہ

غیر مقلد وحید الزمان لکھتا ہے ''اذثبت التوسل بغیر اللہ فای دلیل یخصہ بالاحیاء ولیس فی اثر عمر مایئول علی منع التوسل بالنبی وھو انمایتوسل بالعباس لاشرکہ فی الدعاء مع الناس والانبیاء احیاء فی قبورھم وکذا الشھداء والصالحون ''ترجمہ: جب غیر اللہ کا وسیلہ ثابت ہے تو پھر اس کو زندوں کے ساتھ خاص کرنے پر کون سی دلیل ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ایسی کوئی بات نہیں جو نبی پاک صلّی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ کو منع کرتی

ہو، انہوں نے تو صرف اس وجہ سے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توسل کیا تھا تاکہ وہ لوگوں کے ساتھ دعا میں شریک ہو جائیں، انبیاء، شہداء اور صالحین اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ (ہدایۃ المہدی، ص47تا49)

اشرف علی تھانوی اور وسیلہ

اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتا ہے ''توسل بالحی اور بالمیت (زندہ اور فوت شدگان کو وسیلہ بنانا) دونوں جائز ہیں۔'' (امداد الفتاوی، ج5، ص89)

خلیل احمد سہارن پوری اور وسیلہ

خلیل احمد سہارن پوری دیوبندی نے لکھا ''ہمارے نزدیک اور مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء وصلحاء واولیاء وشہداء وصدیقین کا توسل جائز ہے، ان کی حیات میں یا بعدِ وفات بایں طور کہے: یا اللہ میں فلاں بزرگ کے توسل سے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت کی برآری چاہتا ہوں۔'' (المہند، ص31)

مشرکین کا عقیدۂ وسیلہ

سوال: مشرکین کا ''عقیدہ وسیلہ'' اور ''اسلام کے عقیدہ وسیلہ'' کے درمیان کیا فرق ہے؟ وہ بتوں کو حاجت روا مانتے تھے اور ہم اولیاء اکرام کو حاجت روا مانتے ہیں، اس میں کیا فرق ہے؟

جواب: مسلمانوں نے اللہ تعالی کے مقرب بندوں کو اللہ تعالی کے حکم سے حاجت روا، شفیع اور وسیلہ بنایا اس لئے ہمارا ایسا کرنا حق اور درست ہے (تفصیلی دلائل ماقبل میں گزرے) اور مشرکین نے اللہ تعالی کے دشمنوں یعنی بتوں کو اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر حاجت روا، شفیع اور وسیلہ بنایا اس لئے ان کا ایسا کرنا باطل وغلط ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿ام اتخذوا من دونہ اولیاء فاللہ ھو الولی وھو

یحی الموتی ﴾ترجمہ: یااللہ کے سوااور والی ٹھہرا لئے ہیں تو اللہ ہی والی ہے اور
مردے جلائے (زندہ کرے) گا۔ (پ25،سورۃ الشوری، آیت 9)

اس کے تحت مفسر شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ''اس سے
معلوم ہوا کہ خدا کے دشمنوں کو ولی بنانا مشرک وکافر کا کام ہے، جیسے اللہ کے دوستوں کو
ولی بنانا مومن کا عمل، کعبہ کو قبلہ بنانا عین ایمان ہے، کسی بت کو قبلہ بنانا کفر ہے، ولی اللہ
اور ولی من دون اللہ میں فرق ہے۔'' (نور العرفان، ص581،نعیمی کتب خانہ،کراچی)

حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ''حضرت عیسیٰ
علیہ السلام نے جب قوم کے سامنے تعلیم رسالت پیش کی تو ان سے کہا ﴿وابرئ
الاکمہ والابرص واحی الموتی باذن اللہ ﴾ترجمہ: اور میں اچھا کرتا ہوں
اندھے اور کوڑھی کو اور مردے زندہ کرتا ہوں۔ (پ3،سورہ آل عمران،49)

اب دیکھئے شفا دینا اور مردے کو زندہ کرنا یہ اللہ تعالی کا کام ہے، اس لحاظ
سے تو حضرت عیسی علیہ السلام نے اللہ تعالی کے کاموں کا دعوی کیا لیکن آپ آگے
فرماتے ہیں ﴿باذن اللہ ﴾یعنی میں جو کچھ کرتا ہوں اللہ تعالی کے اذن سے کرتا
ہوں، پس جہاں اذن الٰہی آجائے تو شرک چلا جاتا ہے اور اذن آگیا تو توحید بھی آگئی
یہی اذن الٰہی ہونا یا نہ ہونا توحید اور شرک کا بنیادی نکتہ ہے۔۔۔مشرکین تو دونوں
طرف سے پٹ گئے کہ ایک تو اللہ تعالی کے اذن کے بغیر بتوں کو حاجت روا مانا، دوسرا
یہ کہ اگر وہ اذن کے ساتھ حاجت روا مانتے بھی تو اللہ تعالی نے ان کو اذن نہ دیا تھا تو
اس طرح بھی پٹ گئے، ایک تو یہ کہ وہ حاجت روائی کے اہل نہ تھے اور ان کو حاجت
روا مانا، دوسرا یہ کہ اذن الٰہی کا محتاج بھی نہ مانا، پس وہ کفر میں بھی مبتلا ہوئے اور شرک
میں بھی۔اب آیئے مومنین کی طرف کہ وہ شرک سے پاک ہیں کہ ان کے پاس

﴿باذن اللہ ﴾کا ثبوت ہے۔'' (توحید وشرک ص2,3،مکتبہ المدینہ،کراچی)

سوال: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کفار کا یہ عقیدہ بیان کیا ہے ﴿ما
نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ ﴾ترجمہ: ہم نہیں پوجتے ان کو مگر اس لیے کہ ہمیں اللہ
تعالیٰ کے قریب کر دیں۔ (سورۃ الزمر،آیت3)
اس سے معلوم ہوا کہ کفار بتوں کو خدا نہیں مانتے تھے بلکہ خدا تک پہنچنے کا
وسیلہ سمجھتے تھے جسے شرک کہا گیا، اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: اس کے دو جواب ہیں:

(1)وسیلہ ماننے کو رب نے کفر نہیں فرمایا بلکہ ان کے پوجنے کو شرک
کہا، فرمایا ﴿نَعْبُدُهُمْ ﴾ہم اس لیے انہیں پوجتے ہیں۔کسی کو پوجنا واقعی شرک ہے،
اگر کوئی عیسیٰ علیہ السلام یا کسی ولی کی عبادت کرے وہ مشرک ہے، الحمد للہ مسلمان کسی
وسیلہ کو نہیں پوجتے۔

(2)مشرکین نے بتوں کو وسیلہ بنایا جو خدا کے دشمن ہیں مسلمان اللہ کے
پیاروں کو وسیلہ سمجھتا ہے وہ (مشرکین کا فعل) کفر اور یہ (مسلمان کا فعل) ایمان، دیکھو
مشرک گنگا کا پانی لاتا ہے تو مشرک اور مسلمان آب زم زم لاتے ہیں وہ مومن
ہیں کیونکہ مسلمان آب زمزم کی اس لیے تعظیم کرتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ پانی حضرت
اسماعیل علیہ السلام کا معجزہ ہے اور پیغمبر کی تعظیم ایمان ہے، اسی طرح مشرک ایک پتھر
کے آگے سر جھکاتا ہے وہ مشرک ہے، آپ بھی کعبہ کے سامنے سجدہ کرتے ہیں بلکہ (حج
یا عمرہ کے لیے جائیں تو) مقام ابراہیم کو سامنے لے کر نماز پڑھتے ہیں، آپ مومن
کیوں؟ اس لیے کہ کافر کے پتھر کو بت سے نسبت ہے اسی لیے وہ اس تعظیم سے کافر
ہے اور ان چیزوں کو نبیوں سے نسبت ہے ان کی تعظیم عین ایمان ہے۔ دیوالی کی تعظیم

شرک ہے مگر رمضان کی تعظیم ایمان ہے۔ (جاء الحق،ص515،مکتبہ غوثیہ،کراچی)

تنبیہ: بدمذہبوں کی آج کل عام عادت ہے کہ مسلمانوں کے ان افعال کو جن پر قرآن وحدیث ،صحابہ کرام اور اسلاف سے دلائل موجود ہیں ہندوؤں کے افعال سے تشبیہ دے کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں کہ مسلمان مزارات اولیاء پر جاتے ہیں ہندو بتوں کے پاس جاتے ،مسلمان یہ کرتے ہیں ،ہندو وہ کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ، بعید نہیں کہ انہیں بدمذہبوں میں سے کل کوئی یہ کہہ کر حج سے منع کرنا شروع ہوجائے کہ ہندو بتوں کے پاس جاتے ہیں مسلمان کعبہ کے پاس، ہندو بتوں کو سامنے رکھ کر عبادت کرتے ہیں مسلمان مقام ابراہیم کو سامنے رکھ کر، ہندو گنگا کے پانی کا احترام کرتے ہیں مسلمان زم زم کے پانی کا احترام کرتے ہیں، ہندو بتوں پر چادریں چڑھاتے ہیں مسلمان کعبہ پر غلاف چڑھاتے ہیں، ہندو سر گنجا کرواکے ایک چٹیا رکھتے ہیں مسلمان بھی احرام سے باہر آنے کے لیے حلق کرواتے ہیں، ہندو دھوتی باندھتے ہیں مسلمان بھی حج میں احرام کی ایک چادر سے تہبند باندھتا ہے، ہندو مل کر بھجن گاتے ہیں مسلمان مل کر تلبیہ پڑھتے ہیں العیاذ باللہ۔

وسیلہ کے ساتھ دعا مانگنا افضل ھے

سوال: وسیلہ سے دعا مانگنا افضل ہے یا بغیر وسیلہ کے؟

جواب: وسیلہ سے دعا مانگنا افضل ہے کیونکہ بغیر وسیلہ کے دعا مانگیں گے تو ایک حکمِ قرآنی پر عمل ہوگا (یعنی مجھ سے دعا مانگو) جبکہ وسیلہ سے دعا مانگیں گے تو قرآن کے دو حکموں پر عمل ہوگا (ایک مجھ سے دعا مانگو دوسرا وسیلہ تلاش کرو)۔قرآن مجید میں ہے﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ترجمہ: اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ (سورۃ غافر،سورۃ40،آیت 60)

دوسری آیت میں ہے﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ﴾ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ (سورۃ المائدہ،سورۃ5،آیت35)

حصن حصین کی ابتداء میں دعاء کے آداب بیان کرتے ہوئے وسیلہ کے ساتھ دعا کرنے کا فرمایا ہے"ویتوسل إلى الله بأنبيائه وَالصَّالِحِينَ"ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں (دعا کرتے ہوئے) انبیاء اور صالحین کا وسیلہ پیش کرے۔

(حصن حصین ،وجہ التوسل بالانبیاء والصالحین،ج1،ص55،دارالقلم،بیروت)

اس کے تحت علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی شرح الحرز الواصلین میں لکھا ہے"وھو من المندوبات"ترجمہ: وسیلہ کے ساتھ دعا کرنا مستحب ہے۔

ندائے یارسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حیات ظاہری میں ”یا“ کے ساتھ پکارنا

صحیح مسلم میں حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ پاک میں داخل ہوئے تو:((فصعد الرجال و النساء فوق البیوت وتفرق الغلما ن والخدم فی الطریق ینادون یا محمد یا رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ)) ترجمہ:عورتیں اور مرد چھتوں پر چڑھ گئے ، بچے اور غلام گلی کوچوں میں متفرق ہو گئے نعرے لگاتے پھرتے تھے یا محمد یارسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ۔

(صحیح مسلم، ج2، ص419، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

ایک اور حدیث پاک میں ہے((عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ، أَنَّ رَجُلًا ضَرِيرَ الْبَصَرِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ :ادْعُ اللَّهَ لِي أَنْ يُعَافِيَنِي فَقَالَ :إِنْ شِئْتَ أَخَّرْتُ لَكَ وَهُوَ خَيْرٌ، وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ فَقَالَ :ادْعُهْ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ وُضُوءَهُ وَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ، وَيَدْعُوَ بِهَذَا الدُّعَاءِ:اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ، وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ إِنِّي قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى، اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ)) ترجمہ:حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے،ایک نابینا آدمی نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: میرے لیے اللہ تعالی سے دعا کریں کہ وہ مجھے عافیت دے۔فرمایا:اگر تم چاہو تو میں تمہارے لیے دعا کو مؤخر کردوں اور یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر چاہو تو دعا کروں۔اس نے عرض کیا: دعا فرمادیں۔تو نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اسے حکم دیا کہ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو اور اس طرح دعا کرو: اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے کہ

مہربانی کے نبی ہیں، یارسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہو کہ میری حاجت روا ہو۔الٰہی ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

(سنن ابن ماجہ،باب ماجاء فی صلوۃ الحاجۃ،ج 1،ص441،داراحیاء الکتب العربیہ،بیروت☆جامع ترمذی، کتاب الدعوات،باب فی دعاء الضیف،ج5،ص461،دارالغرب الاسلامی،بیروت☆مسند احمدبن حنبل،حدیث عثمان بن حنیف،ج 28،ص478،مؤسسۃ الرسالہ،بیروت☆صحیح ابن خزیمہ،باب صلوۃ الترغیب والترہیب ،ج 2،ص225،المکتب الاسلامی،بیروت☆المستدرک ،کتاب صلوۃ التطوع،باب دعاء ردالبصر،ج1،ص458،دارالکتب العلمیہ،بیروت☆دلائل النبوۃ،باب مافی تعلیمہ الضریرما کان فیہ،ج6،ص166،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

سنن ابن ماجہ میں اس حدیث کے بارے میں لکھا ہے”قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ “ترجمہ:امام ابواسحٰق نے کہا:یہ صحیح حدیث ہے۔

(سنن ابن ماجہ،باب ماجاء فی صلوۃ الحاجۃ،ج1،ص441،داراحیاء الکتب العربیہ،بیروت)

امام حاکم نے اس حدیث کے بارے میں لکھا”هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ “ترجمہ:یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

(المستدرک ،کتاب صلوۃ التطوع،باب دعاء ردالبصر،ج1،ص458،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

امام بیہقی اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں”وَرَوَيْنَاهُ فِي كِتَابِ الدَّعَوَاتِ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَنْ رَوْحِ بْنِ عُبَادَةَ عَنْ شُعْبَةَ، فَفَعَلَ الرَّجُلُ فَبَرَأَ“ترجمہ:اور ہم نے اس کو کتاب الدعوات میں اسنادِ صحیح کے ساتھ روح بن عبادہ عن شعبہ سے روایت کیا، پس اس شخص نے ایسا کیا تو اس کی آنکھیں ٹھیک ہوگئیں۔

(دلائل النبوۃ،باب مافی تعلیمہ الضریرما کان فیہ،ج6،ص167،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

امام ترمذی نے اس کے بارے میں کہا”هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ “ترجمہ:یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

(جامع ترمذی، کتاب الدعوات،باب فی دعاء الضیف،ج5،ص461،دارالغرب الاسلامی،بیروت)

وصالِ ظاہری کے بعد پکارنا

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:((أَنَّ رَجُلًا، كَانَ يَخْتَلِفُ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي حَاجَةٍ لَهُ، فَكَانَ عُثْمَانُ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِ وَلَا يَنْظُرُ فِي حَاجَتِهِ، فَلَقِيَ ابْنَ حُنَيْفٍ فَشَكَى ذَلِكَ إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ:ائْتِ الْمِيضَأَةَ فَتَوَضَّأْ، ثُمَّ ائْتِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قُلْ :اللهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي فَتَقْضِي لِي حَاجَتِي وَتُذَكِّرُ حَاجَتَكَ وَرُحْ حَتَّى أَرُوحَ مَعَكَ، فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ فَصَنَعَ مَا قَالَ لَهُ، ثُمَّ أَتَى بَابَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَجَاءَ الْبَوَّابُ حَتَّى أَخَذَ بِيَدِهِ فَأَدْخَلَهُ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَأَجْلَسَهُ مَعَهُ عَلَى الطِّنْفِسَةِ، فَقَالَ:حَاجَتُكَ؟ فَذَكَرَ حَاجَتَهُ وَقَضَاهَا لَهُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ:مَا ذَكَرْتُ حَاجَتَكَ حَتَّى كَانَ السَّاعَةُ، وَقَالَ :مَا كَانَتْ لَكَ مِنْ حَاجَةٍ فَأْذْكُرْهَا، ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ فَلَقِيَ عُثْمَانَ بْنَ حُنَيْفٍ، فَقَالَ لَهُ :جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا مَا كَانَ يَنْظُرُ فِي حَاجَتِي وَلَا يَلْتَفِتُ إِلَيَّ حَتَّى كَلَّمْتَهُ فِيَّ، فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ :وَاللهِ مَا كَلَّمْتُهُ، وَلَكِنِّي شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَتَاهُ ضَرِيرٌ فَشَكَى إِلَيْهِ ذَهَابَ بَصَرِهِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فَتَصَبَّرْ فَقَالَ:يَا رَسُولَ اللهِ، لَيْسَ لِي قَائِدٌ وَقَدْ شَقَّ عَلَيَّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:ائْتِ الْمِيضَأَةَ فَتَوَضَّأْ، ثُمَّ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ ادْعُ بِهَذِهِ الدَّعَوَاتِ قَالَ ابْنُ حُنَيْفٍ :فَوَاللهِ مَا تَفَرَّقْنَا وَطَالَ بِنَا الْحَدِيثُ حَتَّى دَخَلَ عَلَيْنَا الرَّجُلُ كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِهِ ضُرٌّ قَطُّ)) ترجمہ:ایک حاجتمند اپنی حاجت کے لیے امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آتا جاتا، امیر

المومنین نہ اس کی طرف التفات فرماتے نہ اس کی حاجت پر نظر فرماتے، اس نے عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس امر کی شکایت کی، انہوں نے فرمایا وضو کر کے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ پھر دعا مانگ :الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں، یارسول اللہ! میں حضور کے توسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت روا فرمائے۔اور اپنی حاجت ذکر کر، پھر شام کو میرے پاس آنا کہ میں بھی تیرے ساتھ چلوں۔حاجتمند نے (کہ وہ بھی صحابی یا کبار تابعین میں سے تھے۔) یوں ہی کیا، پھر آستانِ خلافت پر حاضر ہوئے، دربان آیا اور ہاتھ پکڑ کر امیر المومنین کے حضور لے گیا، امیر المومنین نے اپنے ساتھ مسند پر بٹھالیا، مطلب پوچھا، عرض کیا، فوراً روا فرمایا، اور ارشاد کیا اتنے دنوں میں اس وقت اپنا مطلب بیان کیا، پھر فرمایا : جو حاجت تمہیں پیش آیا کرے ہمارے پاس چلے آیا کرو۔ یہ صاحب وہاں سے نکل کر عثمان بن حنیف سے ملے اور کہا اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے امیر المومنین میری حاجت پر نظر اور میری طرف توجہ نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ نے ان سے میری سفارش کی، عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں نے تو تمہارے معاملے میں امیر المومنین سے کچھ بھی نہ کہا مگر ہوا یہ کہ میں نے سید عالم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو دیکھا حضور کی خدمتِ اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور نابینائی کی شکایت کی حضور نے یونہی اس سے ارشاد فرمایا کہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے پھر یہ دعا کرے۔خدا کی قسم ہم اُٹھنے بھی نہ پائے تھے باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آیا گویا کبھی وہ اندھا نہ تھا۔

(المعجم الکبیرللطبرانی،مااسند عثمان بن حنیف،ج9،ص30،مکتبہ ابن تیمیہ،القاہرہ)

امام منذری اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں ''قَالَ الطَّبَرَانِيّ بعد

ذکر طرقہ والحدیث صحیح ''ترجمہ: امام طبرانی نے اس کے طرق ذکر کرنے کے بعد کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب النوافل الترغیب فی المحافظة،ج 1،ص273،دارالکتب العلمیہ، بیروت)

یانبی اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں ((أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى فَرَسِهِ مِنْ مَسْكَنِهِ بِالسُّنْحِ حَتَّى نَزَلَ، فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، فَتَيَمَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسَجًّى بِبُرْدِ حِبَرَةٍ، فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ، ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ، فَقَبَّلَهُ، ثُمَّ بَكَى، فَقَالَ: بِأَبِي أَنْتَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ، لاَ يَجْمَعُ اللَّهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ، أَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِي كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا)) ترجمہ: (جب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا وصال ہوگیا تو) حضرت ابوبکر اپنے گھر سے جو کہ سنح نامی محلّہ میں تھا گھوڑے پر سوار ہوکر آئے، یہاں تک کہ آپ مسجدِ نبوی میں داخل ہوئے اور لوگوں سے بات چیت نہیں کی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچے پھر نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس آئے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا چہرہ حبرہ چادر میں ڈھکا ہوا تھا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے چہرے سے چادر کو ہٹایا اور اپنے آپ کو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر گرادیا، حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو چوما اور روتے ہوئے کہا: یانبی اللہ! میرے والد آپ پر فدا ہوں، اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں جمع نہیں فرمائے گا (بلکہ آپ کو ابھی آن واحد کے لیے ایک ہی موت آنی تھی) اور جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے لکھی تھی وہ ہوچکی۔

(صحیح بخاری، باب الدخول علی المیت بعد الموت، ج2، ص71، مطبوعہ دارطوق النجاة)

روح البیان میں ہے ''قال المولی الجامی قدس سرہ: یا نبی اللہ السلام علیک ...انما الفوز والفلاح لدیک '' ترجمہ: مولیٰ جامی قدس سرہ نے فرمایا: یانبی اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ پر سلام ہو کامیابی و کامرانی آپ ہی کی بارگاہ سے ملتی ہے۔ (روح البیان، فی التفسیر، سورۃ البقرہ، آیت62)

شیخ شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ یوں فریاد کرتے ہیں:

یا اکرم الخلق مالی من الوز بہ

سواک عند حلول الحادث العمم

ترجمہ: اے بہترین مخلوق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے سوا میرا کوئی نہیں کہ آفت و مصیبت کے وقت میں جس کی پناہ لوں اس لئے کرم فرمائیے۔ (قصیدہ بردہ شریف)

اے نبی آپ پر سلام ہو

صحیح بخاری میں ہے ((قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْنَا: السَّلاَمُ عَلَى جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ السَّلاَمُ عَلَى فُلاَنٍ وَفُلاَنٍ، فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلاَمُ، فَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ، فَلْيَقُلْ: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلاَمُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلاَمُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، فَإِنَّكُمْ إِذَا قُلْتُمُوهَا أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ لِلَّهِ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ)) ترجمہ: حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب ہم نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے تو (قعدہ میں) کہتے کہ حضرت جبریل ومیکائیل پر سلام ہو، فلاں اور فلاں پر سلام ہو۔ نماز کے بعد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: بے شک اللہ ہی

سلام ہے، جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اس طرح کہے: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، جب تم اس طرح کہو گے تو تمہارا سلام زمین وآسمان میں موجود اللہ کے ہر نیک بندے کو پہنچ جائے گا (پھر کہو) أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔

(صحیح بخاری، باب التشہد فی الآخیرہ، ج1، ص166، مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

اس حدیث پاک سے چند فائدے حاصل ہوئے:

(1) نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے خود اپنی بارگاہ میں ندا کر کے سلام کرنے کی تعلیم ارشاد فرمائی ہے۔

(2) اس حدیث پاک کی رو سے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو حیات ظاہری میں، وصال ظاہری کے بعد، قریب سے، دور سے، ہر طرح ندا کی جاسکتی ہے۔

(3) ''السلام علیك ایھا النبی'' اور ''الصلوۃ والسلام علیك یارسول اللہ'' خطاب کر کے حرفِ ندا کے ساتھ حضور کی بارگاہ میں سلام بھیجنے میں یکساں ہیں، جب پہلا درست ہے تو دوسرا بھی صحیح ہے۔

(4) امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ''حضور سید عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو نداء کرنے کے عمدہ دلائل سے'' التحیات'' ہے جسے ہر نمازی ہر نماز کی دو رکعت پر پڑھتا ہے اور اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم سے عرض کرتا ہے: السلام علیك ایھا النبی و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہ ۔سلام آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

اگر ندا معاذ اللہ شرک ہے، تو یہ عجب شرک ہے کہ عین نماز میں شریک وداخل ہے۔ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم۔ (فتاوی رضویہ، ج29، ص566، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(5) اس حدیث پاک سے ان لوگوں کی غلط فہمی دور ہوگئی کہ جو یہ کہتے ہیں کہ التحیات میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو سلام کرنے کی نیت نہیں کریں گے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے شب معراج رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو ''السلام علیك ایھا النبی'' فرمایا تھا، اس لیے سلام کے الفاظ بطورِ حکایت زبان سے دہرالیں گے، کیونکہ صحیح بخاری کی اس حدیث پاک میں موجود ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان علیحدہ علیحدہ فرشتوں کو سلام پہنچانے کی نیت سے سلام کہتے تھے تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے انہیں جامع کلمات سکھا دیئے ''اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ'' کہ یوں کہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارا سلام زمین وآسمان میں موجود اللہ تعالیٰ کے ہر نیک بندے تک پہنچا دے گا۔اس سے پتا چلا کہ یہاں صرف سلام دہرانا مقصود نہیں۔

امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''یہ جاہلانہ خیال محض باطل کہ التحیات زمانہ اقدس سے ویسے ہی چلی آتی ہے تو مقصود ان لفظوں کی ادا ہے نہ کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی نداء حاشا وکلا شریعتِ مطہرہ نے نماز میں کوئی ایسا ذکر نہیں رکھا ہے جس میں صرف زبان سے لفظ نکالے جائیں اور معنی مراد نہ ہوں، نہیں نہیں بلکہ قطعاً یہی درکار ہے۔التحیات للّٰہ والصلوات سے حمدِ الٰہی کا قصد رکھے اور السلام علیك ایھا النبی و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہ، سے یہ ارادہ کرے کہ اس وقت میں اپنے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو سلام کرتا اور حضور سے بالقصد عرض کر رہا ہوں کہ سلام حضور اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

فتاوائے عالمگیری میں شرح قدوری سے ہے ''لایُدَّ من ان یقصد بالفاظ التشھد معانیھا التی وضعت لھا من عندہ کانہ یُحیِّ اللّٰہ تعالیٰ ویسلم علی النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وعلی نفسہ وعلی اولیاء اللّٰہ تعالیٰ ''تشہد کے الفاظ

سے ان معانی کا قصد کرنا ضروری ہے جن کے لیے ان الفاظ کو وضع کیا گیا ہے اور جو نمازی کی طرف سے مقصود ہوں ہوں۔ گویا کہ نمازی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نذرانہ عبادت پیش کررہا ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر، خود اپنی ذات پر اور اولیاء اللہ پر سلام بھیج رہا ہے۔

(الفتاوى الهندية، كتاب الصلوة ،الفصل الثانی ،ج1،ص72،نورانی کتب خانه ،پشاور)

تنویرالابصار اور اس کی شرح دُرمختار میں ہے'' (ويقصد بالفاظ التشهد) معانيها مرادة له على وجه (الانشاء) كانه يحيّ الله تعالىٰ ويسلم على نبيه و على نفسه واوليائه (لاالاخبار)عن ذلك ذكره في المجتبٰى '' ترجمہ: الفاظِ تشہد سے اُن کے معانی مقصودہ کا بطور انشآء قصد کرے، گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اظہارِ بندگی کررہا ہے اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، خود اپنی ذات اور اولیاء اللہ پر سلام بھیج رہا ہے، ان الفاظ سے حکایت وخبر کا قصد نہ کرے اس کو مجتبیٰ میں ذکر کیا ہے۔ (الدرالمختار شرح تنوير الابصار، كتاب الصلوة،باب صفة الصلوة،ج1،ص77،مطبع مجتبائی، دہلی)

علامہ حسن شرنبلالی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں فرماتے ہیں ''يقصد معانيه ، مرادةً له، على انَّه، يُنشِئُهَا تَحِيَّةً وَسَلاَماً مِنه '' ترجمہ: قصد کرے معنیٰ مقصودہ کا بایں طور کہ نمازی اپنی طرف سے تحیّہ اور سلام پیش کررہا ہے۔

(مراقی الفلاح على هامش حاشية الطحطاوى، كتاب الصلوة،ص 155،نور محمد کارخانه تجارت کتب ،کراچی)

اسی طرح بہت علماء نے تصریح فرمائی۔''

(فتاوی رضویہ،ج29،ص68-567،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

روضہ اقدس پر یارسول اللہ کہہ کرپکارنا

حضرت مالک الدار سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((اَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ

فِي زَمَنِ عُمَرَ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اسْتَسْقِ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا، فَأَتَى الرَّجُلَ فِي الْمَنَامِ فَقِيلَ لَهُ: ائْتِ عُمَرَ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُ أَنَّكُمْ مُسْتَقِيمُونَ وَقُلْ لَهُ: عَلَيْكَ الْكَيْسُ، عَلَيْكَ الْكَيْسُ "، فَأَتَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ فَبَكَى عُمَرُ ثُمَّ قَالَ: يَا رَبِّ لَا آلُو إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ)) ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں لوگوں پر قحط پڑھ گیا۔ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر آیا اور کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ عزوجل سے اپنی امت کے لئے بارش طلب کریں کہ یہ ہلاک ہورہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آدمی کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا عمر کو میرا اسلام کہنا اور اسے خبر دینا کہ بارش ہوگی، اور یہ بھی کہنا کہ نرمی اختیار کرے، اس شخص نے حاضر ہوکر خبر دی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر روئے، پھر کہا: اے میرے رب! میں کوتاہی نہیں کرتا مگر اس چیز میں جس سے میں عاجز ہوں۔

(مصنف ابن شيبه، كتاب الفضائل ،ماذكر في فضل عمر بن الخطاب رضى الله تعالىٰ عنه، جلد12،صفحه32،الدار السلفية، الهندية)

چند باتیں قابلِ توجہ ہیں:

(1) اس روایت کی سند کو حافظ ابن حجر عسقلانی نے صحیح کہا ہے، الفاظ یہ ہیں'' وروى ابن أَبِي شَيْبَةَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ '' ترجمہ: ابن ابی شیبہ نے اسنادِ صحیح کے ساتھ اسے روایت کیا ہے۔

(فتح الباری،باب سوال الناس الامام الاستسقاء،ج2،ص495،دارالمعرفه،بيروت)

(2) حافظ ابن کثیر نے بھی مصنف ابن ابی شیبہ والی سند کے ساتھ روایت بیان کر کے لکھا ہے'' وَهَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ '' ترجمہ: یہ سند صحیح ہے۔

(البداية النهاية،ج7،ص105،داراحياء التراث العربی،بيروت)

(3) حافظ ابن حجر عسقلانی نے ایک اور سند کے ساتھ یہ بیان کیا ہے کہ یہ پکارنے والے صحابی رسول تھے جن کا نام ہلال بن حارث تھا۔ الفاظ یہ ہیں ((وَقَدْ رَوَی سَیْفٌ فِی الْفُتُوحِ أَنَّ الَّذِی رَأَی الْمَنَامَ الْمَذْکُورَ ھُوَ بِلَالُ بْنُ الْحَارِثِ الْمُزَنِیُّ أَحَدُ الصَّحَابَةِ)) ترجمہ: سیف نے فتوح میں روایت کیا ہے کہ جس نے خواب دیکھا تھا وہ ہلال بن حارث مزنی صحابی تھے۔

(فتح الباری، باب سوال الناس الامام الاستسقاء، ج2، ص496، دارالمعرفہ، بیروت)

(4) اس سے پتا چلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصالِ ظاہری کے بعد ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پریشانی کے حل کے لیے روضہ انور پر جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "یارسول اللہ" کہہ کر پکارا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدد بھی فرمائی۔

(5) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں یہ واقعہ پیش آیا، جس دور میں کثیر صحابہ کرام موجود ہیں، اگر مزار اقدس پر جا کر پریشانی کے حل کے لیے "یارسول اللہ" کہہ کر پکارنا شرک ہوتا تو کیا عمر فاروق اعظم اور دیگر صحابہ کرام خاموش رہتے، یقیناً فتوی صادر کرتے کہ تم مشرک ہو چکے ہو، ابھی توبہ کرو ورنہ تمہیں مرتدین والی سزا دی جائے گی۔ مگر ایسا کچھ بھی نہ ہوا۔

بیابان جنگل میں اکیلے مدد کے لئے پکارنا

حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((إِذَا أَضَلَّ أَحَدُکُمْ شَیْئًا أَوْ أَرَادَ أَحَدُکُمْ عَوْنًا وَھُوَ بِأَرْضٍ لَیْسَ بِھَا أَنِیسٌ، فَلْیَقُلْ: یَا عِبَادَ اللهِ أَغِیثُونِی، یَا عِبَادَ اللهِ أَغِیثُونِی، فَإِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا لَا نَرَاھُمْ)) وَقَدْ جُرِّبَ ذَلِكَ ۔ ترجمہ: جب تم میں سے کوئی شخص کسی چیز کو گم کر دے یا اسے مدد کی حاجت ہو اور وہ ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں تو اسے چاہئے یوں

پکارے: اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنھیں یہ نہیں دیکھتا وہ اس کی مدد کرینگے۔ یہ پکار مجرب (تجربہ شدہ) ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ما اسند عتبہ بن غزوان، ج17، ص117، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((إِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّةُ أَحَدِکُمْ بِأَرْضِ فَلَاةٍ فَلْیُنَادِ: یَا عِبَادَ اللّٰهِ احْبِسُوا، یَا عِبَادَ اللّٰهِ احْبِسُوا، فَإِنَّ لِلّٰهِ عزوجل فِی الْأَرْضِ حَاضِرًا سَیَحْبِسُهُ)) ترجمہ: جب جنگل میں جانور چھوٹ جائے تو یوں ندا کرے اے اللہ کے بندو! روک دو، اے اللہ کے بندو! روک دو، زمین پر اللہ عزوجل کے کچھ بندے حاضر رہتے ہیں، وہ اس جانور کو روک دیں گے۔

(مسند ابویعلی الموصلی، مسند عبد اللہ بن مسعود، ج 9، ص177، دارالمأمون للتراث، دمشق ☆ عمل الیوم واللیلة لابن سنی، باب مایقول اذا انفلتت الدابة، ج 1، ص455، دارالقبلة للثقافة الاسلامیة ومؤسسة علوم القرآن، بیروت)

حضرت ابان بن صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((إِذَا نَفَرَتْ دَابَّةُ أَحَدِکُمْ أَوْ بَعِیرُهُ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ لَا یَرَی بِھَا أَحَدًا، فَلْیَقُلْ: أَعِینُونِی عِبَادَ اللّٰهِ، فَإِنَّهُ سَیُعَانُ)) ترجمہ: جنگل بیابان میں جب تم میں سے کسی کا جانور بھاگ جائے، وہاں وہ کسی مددگار کو نہ دیکھے تو کہے: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، تو اس کی مدد کی جائے گی۔

(المصنف لابن ابی شیبہ، مایقول الرجل اذا ندت بہ دابتہ او بعیرہ فی سفر، ج6، ص103، مکتبة الرشد، الریاض)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان تین احادیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں "یہ حدیثیں کہ تین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے روایت فرمائیں

قدیم سے اکابر علمائے دین رحمہم اللہ تعالیٰ کی مقبول و معمول و مجرب ہیں۔''

(فتاوی رضویہ،ج21،ص318،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

یارسول اللہ !میری شفاعت کیجئے

حضرت ابوحرب ہلالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں((حَجَّ أَعْرَابِيٌّ فَلَمَّا جَاءَ إِلَى بَابِ مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ فَعَقَلَهَا ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ حَتَّى أَتَى الْقَبْرَ وَوَقَفَ بِحِذَاءِ وَجْهِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ جِئْتُكَ مُثْقَلاً بِالذُّنُوبِ وَالْخَطَايَا مُسْتَشْفِعًا بِكَ عَلَى رَبِّكَ لِأَنَّهُ قَالَ فِي مُحْكَمِ كِتَابِهِ (وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّابًا رَحِيمًا)، وَقَدْ جِئْتُكَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي مُثْقَلاً بِالذُّنُوبِ وَالْخَطَايَا أَسْتَشْفِعُ بِكَ عَلَى رَبِّكَ أَنْ يَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي وَأَنْ تَشْفَعَ فِيَّ)) ترجمہ:ایک اعرابی نے حج کیا پس جب وہ مسجد نبوی کے دروازے پر آیا تو اس نے اپنی سواری کو بٹھا کر باندھ دیا پھر وہ مسجد میں داخل ہوا یہاں تک کہ قبرانور کے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کے سامنے بیٹھ گیا اور عرض کرنے لگا:یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ فدا میں گناہوں اور خطاؤں کے بوجھ سے لتھڑا آپ کی بارگاہ میں آپ کے وسیلے سے اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کا امیدوار بن کر حاضر ہوا ہوں،اللہ تعالیٰ نے اپنی واضح کتاب میں ارشاد فرمایا:﴿اور اگر مومنین اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر اللہ سے استغفار کریں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے لئے استغفار کریں تو اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے﴾آپ پر میرے ماں باپ فدا تحقیق میں آپ کی بارگاہ میں گناہوں سے لتھڑا اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کے وسیلہ سے اللہ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کی مغفرت کی شفاعت طلب کروں،اور آپ میری

شفاعت فرمائیں۔

(شعب الایمان،فضل الحج والعمرة،ج6،ص60،مکتبة الرشد للنشر والتوزیع،ریاض)

اس طرح کی روایت امام قرطبی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے،اس کے آخر میں ہے((فنودی من القبر انه قد غفر لك)) ترجمہ:قبرانور سے آواز آئی کہ تمہاری بخشش کردی گئی۔

(الجامع لاحکام القرآن لقرطبی،تحت الآیة﴿ولو انهم اذ ظلموا انفسهم---﴾،ج 5،ص265,266، دارالکتب المصریه،القاهره)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور نداء

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ(متوفی 256ھ) نے''الادب المفرد''میں روایت نقل کی ہے((خَدِرَتْ رِجْلُ ابْنِ عُمَرَ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ:اذْكُرْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيْكَ، فَقَالَ:يَا مُحَمَّدُ)) ترجمہ:حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سو گیا،ایک آدمی نے ان سے کہا:انہیں یاد کیجئے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔حضرت نے کہا:یامحمد(صلی اللہ علیہ وسلم)!۔

(الادب المفرد،باب مایقول الرجل اذا خدرت رجله،ج1،ص335،دار البشائر الاسلامیه،بیروت)

امام ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ(364ھ) نے بھی اسی طرح کی روایت نقل کی،اس کے آخر کے الفاظ یہ ہیں((فَقَالَ:يَا مُحَمَّدَاهُ فَقَامَ فَمَشَى))ترجمہ:جب ''یامحمداہ'' کہا تو(پاؤں ٹھیک ہوگیا)اٹھے اور چل پڑے۔

(عمل الیوم واللیلة،باب مایقول الرجل اذا خدرت رجله،ج1،ص141،دارالقبلة للثقافة الاسلامیه، بیروت)

اہلِ مدینہ میں قدیم سے اس یا محمداہ کہنے کی عادت چلی آتی ہے۔

علامہ شہاب خفاجی مصری نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں''هذا مما تعاهده اهل المدينة''ترجمہ:یہ اہل مدینہ کے معمولات

میں سے ہے۔

(نسیم الریاض شرح الشفاء ،فصل فیماروی عن السلف،ص271، مرکز اہلسنت برکاتِ رضا ،گجرات)

حضرت بلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نداء

حضرت بلال بن الحارث مُزنی سے قحطِ عام الرمادہ میں کہ بعد خلافتِ فاروقی 18ھ میں واقع ہوا، ان کی قوم بنی مزینہ نے درخواست کی کہ ہم مرے جاتے ہیں کوئی بکری ذبح کیجئے فرمایا بکریوں میں کچھ نہیں رہا ہے، انہوں نے اصرار کیا، آخر ذبح کی، کھال کھینچی تو نِری سرخ ہڈی نکلی، یہ دیکھ کر بلال بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ندا کی۔یا محمداہ ، پھر حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے خواب میں تشریف لا کر بشارت دی۔علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ(630ھ) نے یہ روایت الکامل فی التاریخ میں تفصیلاً نقل کی ہے،جس کا کچھ حصہ یہ ہے((فَقَالَ أَهْلُ بَيْتٍ مِنْ مُزَيْنَةَ لِصَاحِبِهِمْ، وَهُوَ بِلَالُ بْنُ الْحَارِثِ :قَدْ هَلَكْنَا فَاذْبَحْ لَنَا شَاةً.قَالَ:لَيْسَ فِيهِنَّ شَيْءٌ . لَمْ يَزَالُوا بِهِ حَتَّى ذَبَحَ فَسَلَخَ عَنْ عَظْمٍ أَحْمَرَ، فَنَادَى:يَا مُحَمَّدَاهُ !فَأُرِيَ فِي الْمَنَامِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَتَاهُ)) ترجمہ: بنی مزینہ نے اپنے صاحب حضرت بلال بن حارث سے درخواست کی کہ ہم مرے جاتے ہیں کوئی بکری ذبح کیجئے فرمایا بکریوں میں کچھ نہیں رہا ہے، انہوں نے اصرار کیا، آخر ذبح کی، کھال کھینچی تو نِری سرخ ہڈی نکلی، یہ دیکھ کر بلال بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ندا کی: یا محمداہ ، پھر حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے خواب میں تشریف لا کر بشارت دی۔

(الکامل فی التاریخ،ثم دخلت سنۃ ثمان عشرۃ،ج2،ص375،دارالکتاب العربی،بیروت)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پوتے اور نداء

امام مجتہد فقیہ اجل عبدالرحمٰن ہذلی کوفی مسعودی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے اور اجلہ تبع تابعین و اکابر ائمہ مجتہدین سے ہیں سر پر بلند

ٹوپی رکھتے جس میں لکھا تھا:محمد یا منصور۔ چنانچہ ہیثم بن جمیل انطاکی کہ ثقات علمائے محدثین سے ہیں، انہیں امام اجل کی نسبت فرماتے ہیں"رأیتہ وعلی رأسہ قلنسوتہ اطول من ذراع مکتوب فیھا مُحَمد یا منصورُ "ترجمہ: میں نے اُن کو دیکھا ان کے سر پر ہاتھ بھر سے لمبی ٹوپی تھی جس میں لکھا ہوا تھا: محمد یا منصور۔

(میزان الاعتدال فی نقدالرجل ،ج2،ص574دارالمعرفۃ للطباعۃ،بیروت)

محدثین اور نداء

عظیم محدث امام ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں"وروی عن أبی بکر بن أبی علی قال کان ابن المقرء یقول کنت أنا والطبرانی وأبوالشیخ بالمدینة فضاق بنا الوقت فواصلنا ذلك الیوم فلما کان وقت العشاء حضرت القبر وقلت یا رسول الله الجوع؛ فقال لی الطبرانی اجلس فإما أن یکون الرزق أو الموت، فقمت أنا وأبو الشیخ فحضر الباب علوی ففتحنا له فإذا معه غلامان بقفتین فیهما شیء کثیر وقال شکوتمونی إلی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رأیته فی النوم فأمرنی بحمل شیء إلیکم"

ترجمہ: حضرت ابی بکر بن علی فرماتے ہیں کہ میں طبرانی اور ابوشیخ رحمہم اللہ مدینہ میں رہا کرتے تھے، ہمارا خرچ ختم ہوگیا اور ہم تنگدستی کا شکار ہوگئے، ایک دن عشاء کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روضہ پاک پر حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم بھوک سے نڈھال ہیں۔امام طبرانی کہنے لگے بیٹھ جاؤ یا ہمیں کھانا مل جائے گا یا موت آجائے گی۔ میں اور ابوشیخ اٹھ کر دروازے کے پاس آئے اور دروازہ کھولا تو دیکھا کہ ایک علوی اپنے دو غلاموں کے ساتھ تھا، وہ ٹوکرے میں بہت سی چیزیں لئے کھڑے تھے۔علوی بولا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس شکایت

کی ہے اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں آ کر تمہیں کچھ دینے کا حکم دیا ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ، جلد3، صفحہ122، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

امام شہاب رملی اور نداء

امام شیخ الاسلام شہاب رملی انصاری کے فتاوٰی میں ہے ''سُئل عمّا یقعُ من العامّۃِ من قولھم عند الشدائد یا شیخ فلان ونحوذٰلك من الاستغاثۃ بالانبیاء والمرسلین والصالحین وھل للمشائخ اِغاثۃ بعد موتھم ام لا؟ فاجاب بما نَصّہ، انّ الاستغاثۃ بالانبیاء والمرسلین والاولیاء والعلماء الصّالحین جائزۃ وللانبیا ء و للرسل والاولیاء والصالحین اِغاثۃ بعد موتھم الخ ''ترجمہ: ان سے استفتاء ہوا کہ عام لوگ جو سختیوں کے وقت انبیاء و مرسلین واولیاء وصالحین سے فریاد کرتے اور یا شیخ فلاں (یارسول اللّٰہ، یا علی، یا شیخ عبدالقادر جیلانی) اور ان کی مثل کلمات کہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اولیاء بعد انتقال کے بھی مدد فرماتے ہیں یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ بے شک انبیاء و مرسلین واولیاء وعلماء سے مدد مانگنی جائز ہے اور وہ بعد انتقال بھی امداد فرماتے ہیں۔

(فتاوٰی الرملی فی فروع الفقہ الشافعی، مسائل شتّٰی، ج4، ص733، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ خیر الدین رملی اور نداء

علامہ خیر الدین رملی حنفی (اُستاذ صاحبِ دُرمختار) فتاوٰی خیریہ میں فرماتے ہیں ''قولھم یا شیخ عبدالقادر فھو نداء فما الموجب لحرمتہ ''ترجمہ: لوگوں کا کہنا کہ: یا شیخ عبدالقادر، یہ ایک نداہے پھر اُس کی حرمت کا سبب کیا ہے۔

(فتاوٰی خیریہ، کتاب الکراھیۃ والاستحسان، ج2، ص182، دارالمعرفۃ للطباعۃ، بیروت)

امام ابن جوزی اور نداء

امام ابن جوزی نے کتاب عیون الحکایات میں تین اولیائے عظام کا عظیم

الشان واقعہ بسندِ مسلسل روایت کیا کہ وہ تین بھائی سواران دلاور ساکنانِ شام تھے کہ ہمیشہ راہِ خدا میں جہاد کرتے ''فاسرہ الروم مرّۃ قال لھم الملك انی اجعل فیکم الملك وازوّجکم بناتی و تدخلون فی النصرانیّۃ فابَوا وقالوا یا مُحَمَّدَاہُ '' ترجمہ: ایک بار نصاری روم انہیں قید کر کے لے گئے بادشاہ نے کہا میں تمہیں سلطنت دوں گا اور اپنی بیٹیاں تمہیں بیاہ دوں گا تم نصرانی ہو جاؤ۔ انہوں نے نہ مانا اور ندا کی یا محمداہُ۔

بادشاہ نے دیگوں میں تیل گرم کرا کر دو صاحبوں کو اس میں ڈال دیا، تیسرے کو اللہ تعالیٰ نے ایک سبب پیدا فرما کر بچالیا۔ وہ دونوں چھ مہینے کے بعد مع ایک جماعت ملائکہ کے بیداری میں ان کے پاس آئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہاری شادی میں شریک ہونے کو بھیجا ہے انہوں نے حال پوچھا فرمایا: ما کانت الاّ الغطسۃ التی رأیت حتّٰی خرجنا فی الفردوس ترجمہ: بس وہی تیل کا ایک غوطہ تھا جو تم نے دیکھا اس کے بعد ہم جنت اعلیٰ میں تھے۔

امام فرماتے ہیں: کانا مشھورین بذلك معروفین بالشام فی الزمن الاوّل ترجمہ: یہ حضرات زمانہ سلف میں مشہور تھے اور ان کا یہ واقعہ معروف۔

پھر فرمایا: شعراء نے ان کی منقبت میں قصیدے لکھے۔

(شرح الصدور بحوالہ عیون الحکایات، باب زیادۃ القبور و علم الموتی، ص90، خلافت اکیڈمی منگورہ، سوات)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں ''یہ واقعہ عجیب، نفس و روح پرور ہے، میں بخیالِ تطویل اسے مختصر کر گیا، تمام وکمال امام جلال الدین سیوطی کی شرح الصدور میں ہے: من شاء فلیرجع الیہ (جو تفصیل چاہتا ہے اس کی طرف رجوع کرے) یہاں مقصود اس قدر ہے کہ مصیبت

میں ''یارسول اللہ'' کہنا اگر شرک ہے تو مشرک کی مغفرت وشہادت کیسی، اور جنت الفردوس میں جگہ پائی کے کیا معنے، اوران کی شادی میں۔
فرشتوں کو بھیجنا کیونکر معقول؟ اوران ائمہ دین نے یہ روایت کیونکر مقبول اور ان کی شہادت وولایت کس وجہ سے مسلم رکھی۔ اور وہ مردانِ خدا خود بھی سلفِ صالح میں تھے کہ واقعہ شہر طرطوس کی آبادی سے پہلے کا ہے اور طرطوس ایک ثغر ہے یعنی دارالاسلام کی سرحد کا شہر جسے خلیفہ ہارون رشید نے آباد کیا۔

(شرح الصدور ،باب زيارة القبور ،ص89،مصطفٰی البابی ،مصر)

ہارون رشید کا زمانہ زمانہ تابعین و تبع تابعین تھا تو یہ تینوں شہدائے کرام اگر تابعی نہ تھے لااقل تبع تابعین سے تھے واللہ الہادی۔

(فتاوی رضویہ،ج29،ص554تا556،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور نداء

حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں ''من استغاث بی فی کربةٍ کشفت عنه و من نادی باسمی فی شدة فرجت عنه من توسّل بی الی اللّٰه عزوجل فی حاجَةٍ قضیت له و من صلّی رکعتین یقرأفی کل رکعةٍ بعد الفاتحة سورة اخلاص اِحدٰی عشرة مرَّةً ثم یصلّی علی رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم بعد السلام ویسلم علیه ویذکر نی ثم یخطوالیٰ جهة العراق احدٰی عشرة خطوة یذکرها اسمی ویذکر حاجته فانها تقضٰی باذن اللّٰه ''ترجمہ: جوکسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے وہ تکلیف دفع ہو اور جوکسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے وہ سختی دور ہو اور جوکسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کی طرف مجھ سے توسل کرے وہ حاجت برآئے۔ اور جو دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھے پھر سلام پھیرنے کے بعد رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مجھے یاد کرے، پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے ان میں میرا نام لیتا جائے اور اپنی حاجت یاد کرے تو اس کی وہ حاجت اللہ کے اذن سے روا ہو۔

(بہجة الاسرار ،ذکر فضل اصحابه وبشراہم ،ص 102،مصطفٰی البابی، مصر ☆زبدة الاسرار،ذکر فضل اصحابه ومریدیه ومحبیه،ص101،بکسلنگ کمپنی، بمبئی)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس فرمانِ غوث اعظم کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں ''اکابر علمائے کرام واولیائے عظام مثل (1) امام ابوالحسن نور الدین علی بن جریر لخمی شطنوفی (2) وامام عبداللہ بن اسد یافعی مکّی (3) مولانا علی قاری مکی صاحبِ مرقاۃ شرح مشکوۃ (4) مولٰنا ابوالمعالی محمد سلمی قادری و(5) شیخ محقق مولانا عبدالحق محدثِ دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اپنی تصانیف جلیلہ (1) بہجۃ الاسرار (2) وخلاصۃ المفاخر (3) ونزہۃ الخاطر (4) وتحفہ قادریہ (5) وزبدۃ الآثار وغیرہا میں یہ کلمات رحمت آیات حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل وروایت فرماتے ہیں۔

(فتاوی رضویہ،ج29،ص557،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

امام عبد الوهاب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نداء

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ ربانی کتاب "لواقح الانوار فی طبقات الاخیار" میں فرماتے ہیں ''سیدی محمد غمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید بازار میں تشریف لیے جاتے تھے ان کے جانور کا پاؤں پھسلا، باآواز پکارا یا سیدی محمد یا غمری، ادھر ابن عمر حاکمِ صعید کو بحکم سلطان چقمق قید کیے لیے جاتے تھے، ابن عمر نے فقیر کا نداء کرنا سُنا، پوچھا یہ سیدی محمد کون ہیں؟ کہا میرے شیخ کہا میں ذلیل بھی کہتا ہوں، یا سیدی یا غمری لاحِظنی، اے میرے سردار اے محمد غمری! مجھ پر نظرِ عنایت کرو، ان کا یہ کہنا تھا کہ حضرت سیّدی محمد غمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تشریف لائے اور مدد فرمائی کہ بادشاہ اور اس کے لشکریوں کی جان پر بن گئی، مجبورانہ ابن عمر کو خلعت دے کر رخصت کیا۔

(لوا قح الانوار فی طبقات الاخیار ،ترجمہ الشیخ محمد الغمری،ج2،ص88،مصطفٰی البابی ،مصر)

اسی میں ہے''سیدی شمس الدین محمد حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے حجرہ خلوت میں وضو فرما رہے تھے ناگاہ ایک کھڑاؤں ہوا پر پھینکی کے غائب ہوگئی حالانکہ حجرے میں کوئی راہ اس کے ہوا پر جانے کی نہ تھی۔ دوسری کھڑاؤں اپنے خادم کو عطا فرمائی کہ اسے اپنے پاس رہنے دے جب تک وہ پہلی واپس آئے، ایک مدت کے بعد ملکِ شام سے ایک شخص وہ کھڑاؤں مع اور ہدایا کے حاضر لایا اور عرض کی کہ اللہ تعالٰی حضرت کو جزائے خیر دی جب چور میرے سینہ پر مجھے ذبح کرنے بیٹھا میں نے اپنے دل میں کہا:یا سیدی محمد یا حنفی ،اُسی وقت یہ کھڑاؤں غیب سے آ کر اس کے سینہ پر لگی کہ غش کھا کر الٹا ہوگیا اور مجھے یہ برکتِ حضرت شمس الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نجات بخشی۔

(لواقح الانوار فی طبقات الاخیار ،ترجمہ سیدنا و مولانا شمس الدین حنفی،ج2،ص95، مصطفٰی البابی، مصر)

اسی میں ہے''ولیِ ممدوح قدس سرّہ کی زوجہ مقدسہ بیماری سے قریبِ مرگ ہوئیں تو وہ یوں ندا کرتی تھیں:یاسیدی احمد یا بدوی ؓ خاطرك معی ،اے میرے سردار اے احمد بدوی! حضرت کی توجہ میرے ساتھ ہے۔ ایک دن حضرت سیدی احمد کبیر بدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں، کب تک مجھے پکارے گی اور مجھ سے فریاد کرے گی تو جانتی نہیں کہ تو ایک بڑے صاحبِ تمکین (یعنی اپنے شوہر) کی حمایت میں ہے،اور جو کسی ولیِ کبیر کی درگاہ میں ہوتا ہے ہم اس کی نداء پر اجابت نہیں کرتے، یوں کہہ:یا سیدی محمد یا حنفی ، کہ یہ کہے گی تو اللہ تعالٰی

تجھے عافیت بخشے گا۔

ان بی بی نے یونہی کہا، صبح کو تندرست اُٹھیں، گویا کبھی مرض نہ تھا۔

(لواقح الانوار فی طبقات الاخیار ترجمہ سیدنا ومولٰنا شمس الدین الحنفی،ج 2،ص96، مصطفٰی البابی،مصر)

شیخ بهاء الحق اور شیخ عبد الحق محدث دهلوی رحمہما اللہ

حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی اخبار الاخیار شریف میں ذکر مبارک حضرت سید اجل شیخ بہاء الحق والدین بن ابراہیم عطاء اللہ الانصاری القادری الشطاری الحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حضرت ممدوح کے رسالہ مبارکہ شطاریہ سے نقل فرماتے ہیں''ذکرِ کشفِ ارواح یا احمد یا محمد در دو طریق ست، یك طریق آنست یا احمد را در راستا بگوید و یا محمد را درچپا بگوید و دردل ضرب کند یا رسول اللّٰہ طریق دوم آنست کہ یا احمد را در راستا گوید وچپا یا محمد و در دل و ہم کند یا مصطفٰی دیگر ذکر یا احمد یا محمد یا علی یا حسن یا حسین یا فاطمہ شش طرفی ذکر کند کشف جمیع ارواح شود دیگر اسمائے ملائکہ مقرب ہمیں تاثیر دارند یا جبریل، یا میکائیل یا اسرافیل یا عزرائیل چہار ضربی ،دیگر ذکر اسم شیخ یعنی بگوید یا شیخ یا شیخ ہزار بار بگوید کہ حرفِ نداء را از دل بکشد طرف راستا برد و لفظ شیخ را در دل ضرب کند ''ترجمہ: کشف ارواح کے ذکر یا احمد و یا محمد میں دو طریقے ہیں پہلا طریقہ یہ ہے کہ یا احمد دائیں طرف اور یا محمد بائیں طرف سے کہتے ہوئے دل پر یارسول اللہ کی ضرب لگائے دوسرا طریقہ یہ ہے کہ یا احمد دائیں طرف اور یا محمد بائیں

طرف سے کہتے ہوئے دل میں یا مصطفٰی کا خیال جمائے۔اس کے علاوہ دیگر اذکار یا محمد، یا احمد، یا علی، یا حسن، یا حسین، یا فاطمہ کا چھ طرفی ذکر کرنے سے تمام ارواح کا کشف حاصل ہوجاتا ہے۔مقرب فرشتوں کے ناموں کا ذکر بھی تاثیر رکھتا ہے،یا جبرائیل،یا میکائیل،یا اسرافیل ،یا عزرائیل کا چار ضربی ذکر کرے، نیز اسم شیخ کا ذکر کرتے ہوئے یا شیخ یا شیخ ہزار بار اس طرح کرے کہ حرفِ ندا کو دل سے کھینچتے ہوئے دائیں طرف لے جائے اور لفظِ شیخ سے دل پر ضرب لگائے۔

(اخبار الاخبار ترجمہ شیخ بہاؤ الدین ابراہیم عطاء اللہ انصاری ،ص 199،مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

شاہ ولی اللہ اور نداء

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اطیب النغم فی مدح سیّدالعرب والعجم میں لکھتے ہیں:

وصلّی علیك اللّٰه یا خیر خلقه　　ویاخیر مامول ویاخیرَ واهب
ویاخیرمن یرجٰی لکشف رَزِیّة　　ومن جوده، قد فاق جودالسحائب
وانت مجیری من هجوم مُلمَّة　　اذا انشبت فی القلب شرّ المخالب

ترجمہ:اے خلقِ خدا سے بہتر! آپ پر اللہ تعالٰی درود بھیجے،اے بہترین شخص جس سے امید کی جاتی ہے اور اے بہترین عطا کرنے والے اور اے بہترین شخص کہ مصیبت کو دور کرنے میں جس سے امید رکھی جاتی ہے،اور جس کی سخاوت بارش پر فوقیت رکھتی ہے۔آپ ہی مجھے مصیبتوں کے ہجوم سے پناہ دینے والے ہیں جب وہ میرے دل میں بدترین پنجے گاڑتی ہیں۔

(اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم،فصل یازدہم ،ص22،مطبع مجتبائی ،دہلی)

یہی شاہ صاحب قصیدہ ''مدحیہ ہمزیہ'' میں لکھتے ہیں:

ینادی ضارعاً لخضوع قلب　　وذلّ وابتهال والتجاء
رسول اللّٰه یا خیرالبرایا　　نوالك ابتغی یوم القضاء
اذا ما حلّ خطب مدلهم　　فانت الحصن من کل البلاء
الیك توجهی وبك استنادی　　وفیك مطامعی وبك ارتجائی

اور خود ہی اس کی شرح و ترجمہ میں لکھتے ہیں ''فصل ششم در مخاطبہ جناب عالی علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات والتسلیمات ندا کند زاد و خوار شدہ بشکستگی دل و اظہار بے قدری خود بہ اخلاص در مناجات و بہ پناہ گرفتن بایں طریق کہ اے رسولِ خدا اے بہترین مخلوقات عطائے مے خواہم روز فیصل کردن ،وقتے کہ فرود آید کار عظیم در غایت تاریکی پس توئی پناہ از ہر بلا بسوئے تست رو آوردن من و بہ تست پناہ گرفتن من و در تست امید داشتنِ من اھ ملخصاً ''ترجمہ: چھٹی فصل عالی مرتبت سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارنے کے بیان میں۔آپ پر بہترین درود اور کامل ترین سلام ہو۔ذلیل و خوار شخص شکستہ دل،ذلت و رسوائی عجز و انکسار کے ساتھ پناہ طلب کرتے ہوئے یوں پکارتا ہے،اے اللہ تعالیٰ کے رسول،اے بہترین خلق! میں فیصلے کے دن آپ کی عطا کا طلبگار ہوں، جب انتہائی اندھیرے میں بہت بڑی مصیبت نازل ہوتو ہر بلا سے پناہ گاہ تو ہی ہے۔میری توجہ تیری طرف ہے،تجھ ہی سے میں پناہ لیتا ہوں،تجھ ہی سے طمع و امید رکھتا ہوں۔

(اطیب النغم فی مدح سیدالعرب والعجم، فصل ششم ،33,34،مطبع مجتبائی، دہلی)

حاضر وناظر

اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضروناظر ہیں۔

حاضر وناظر کا مطلب: حاضروناظر کا مطلب یہ ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبرانور میں موجود ہیں اور تمام عالم کو اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے ہتھیلی میں کوئی چیز اور جس جگہ چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں۔ حکیم الامت مفتی احمد یارخان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاضروناظر کا معنی بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں ''جہاں تک ہماری نظر کام کرتی ہے وہاں تک ہم ناظر ہیں اور جس جگہ تک ہماری دسترس ہو کہ تصرف کرلیں وہاں ہم حاضر ہیں۔۔۔عالم میں حاضروناظر کے شرعی معنی یہ ہیں کہ قوتِ قدسیہ والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالم کو اپنے کفِ دست (ہاتھ کی ہتھیلی) کی طرح دیکھے اور۔۔۔ایک ہی آن میں تمام عالم کی سیر کرے اور صدہا کوس پر حاجتمندوں کی حاجت روائی کرے۔'' (جاء الحق ،ص349،مکتبہ غوثیہ،کراچی)

معلوم ہوا کہ حاضروناظر کی دو شقیں ہیں:

(1) حضور صلی اللہ علیہ وسلم روضہ انور میں رہ کر تمام عالم کو دیکھ رہے ہیں۔

(2) جہاں چاہیں، جب چاہیں تشریف لے جاسکتے ہیں۔

نوٹ: اہل سنت کا یہ عقیدہ نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جسم اقدس کے ساتھ ہر جگہ تشریف فرما ہیں، ہاں جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں۔

پہلی شق پر دلائل:

حاضر وناظر بنا کر بھیجا

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ﴿یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِیرًا o وَدَاعِیًا إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِیرًا﴾ ترجمۂ کنز

الایمان: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی)! بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔ (پ22،سورۃ الاحزاب،آیت45,46)

علامہ ابوسعود العمادی (متوفی 982ھ) نے تفسیر ابوسعود میں، علامہ محمود آلوسی (متوفی 1270) نے تفسیر روح المعانی میں شاہد کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے ''(شاهِداً) على مَن بُعثتَ إليهم تُراقبُ أحوالهم وتُشاهدُ أعمالَهم وتتحمَّلُ منهم الشَّهادةَ بما صدرَ عنهُم منَ التَّصديقِ والتَّكذيبِ وسائرِ ما هُم عليهِ من الهدى والضَّلالِ وتُؤدِّيها يومَ القيامةِ أداءً مقبولا فيما لهم وما عليهم'' ترجمہ: آپ جن کی طرف بھیجے گئے ہیں ان پر شاہد ہیں (کہ) ان کے احوال کو دیکھتے اور اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں، اور جو بھی ان سے تصدیق یا تکذیب صادر ہوتی ہے آپ اس پر گواہ بن رہے ہیں، اسی طرح وہ ہدایت اور گمراہی جس پر وہ ہیں آپ اس کے (بھی) گواہ بن رہے ہیں، اور آپ یہ گواہی قیامت کے دن ادا فرمائیں گے جو کہ ان کے حق میں بھی قبول ہوگی اور ان کے خلاف بھی۔

(روح المعانی،تحتِ آیتِ مذکورہ،ج 11،ص222،دارالکتب العلمیہ،بیروت☆تفسیر ابی سعود، تحتِ آیتِ مذکورہ،ج 7،ص107،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

تمھارے گواہ

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ﴿وکذلک جعلنا کم امۃ وسطاً لتکونوا شھدآء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیداً﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اور بات یونہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔ (پ2،سورۃ البقرہ،آیت143)

قیامت کے دن دیگر انبیاء کرام کی امتیں عرض کریں گی کہ ہم تک تیرے پیغمبروں نے تیرے احکام نہ پہنچائے تھے، انبیائے کرام عرض کریں گے کہ ہم نے احکام پہنچا دیے تھے، اور اپنی گواہی کے لیے امتِ مصطفیٰ علیہ السلام کو پیش کریں گے، ان کی گواہی پر اعتراض ہوگا کہ تم نے ان پیغمبروں کا زمانہ نہ پایا، تم بغیر دیکھے کیسے گواہی دے رہے ہو۔ یہ عرض کریں گے کہ ہم سے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا تھا، تب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی گواہی لی جائے گی۔ آپ علیہ السلام دو گواہیاں دیں گے، ایک تو یہ کہ نبیوں نے تبلیغ کی، دوسری یہ کہ میری امت والے قابلِ گواہی ہیں، چونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی گواہی دیکھ کر ہوگی اس لیے قبول کرلی جائے گی، بس مقدمہ ختم، انبیاء علیہم السلام کے حق میں ڈگری دے دی جائے گی۔ چنانچہ اس آیت پاک کے تحت تفسیر خازن میں ہے "یقول لکفار الأمم:ألم یأتکم نذیر فینکرون ویقولون ما جاء نا من نذیر فیسأل اللہ الأنبیاء عن ذلك فیقولون :کذبوا قد بلغناهم فیسألهم البینة وهو أعلم بهم إقامة الحجة فیقولون أمة محمد تشهد لنا فیؤتی بأمة محمد علیہ الصلاۃ والسلام، فیشهدون لهم بأنهم قد بلغوا فتقول الأمم الماضیة من أین علموا وإنما أتوا بعدنا؟ فیسأل هذه الأمة. فیقولون :أرسلت إلینا رسولا وأنزلت علیه کتابا أخبرتنا فیه بتبلیغ الرسل وأنت صادق فیما أخبرت ثم یؤتی بمحمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فیسأل عن حال أمته فیزکیهم ویشهد بصدقهم "ترجمہ: اللہ تعالیٰ پچھلی امتوں کے کفار سے فرمائے گا: کیا تمہارے پاس نذیر (ڈرسنانے والا) نہ آیا تو وہ انکار کردیں گے اور کہیں گے: ہمارے پاس تو کوئی نذیر نہ آیا، اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام سے پوچھے گا تو وہ کہیں گے: یہ جھوٹ بول رہے ہیں ہم نے ان تک تیرا پیغام پہنچا دیا تھا، اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم

السلام سے گواہیاں مانگے گا حالانکہ وہ ان کی اقامتِ حجت کو اچھی طرح جانتا ہے، تو انبیاء علیہم السلام کہیں گے کہ امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری گواہی دے گی، امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بلایا جائے گا، وہ گواہی دیں گے کہ انبیاء علیہم السلام نے ان کو توحید کا پیغام پہنچا دیا ہے، پچھلی امتیں کہیں گی: انہوں نے کہاں سے جانا یہ تو ہم سے بعد میں آئے ہیں، اللہ تعالیٰ اس امت سے پوچھے گا تو یہ امت کہے گی: اے مالک ومولیٰ! تو نے اپنا رسول ہماری طرف بھیجا، ان پر تو نے کتاب اتاری، اس کتاب میں تو نے ہمیں رسولوں کی تبلیغ کے بارے میں خبر دی اور تو سچا ہے اس میں جو تو نے خبر دی ہے، پھر محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ ان سے ان کی امت کے معاملہ میں سوال فرمائے گا تو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ امت کا تزکیہ فرمائیں گے اور ان کے سچے ہونے کی گواہی دیں گے۔

(تفسیر خازن، سورۃ البقرۃ، آیت143، ج1، ص87، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "**ویکون الرسول علیکم شهیدًا** بما عملتم او فعلتم "ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے ہر ہر فعل اور ہر ہر عمل پر گواہ ہوں گے۔ (تفسیر ابن جریر، ج2، ص6)

زمین وآسمان کی بادشاھی

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ﴿وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ ترجمہ: اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔ (پ7، سورۃ الانعام، آیت75)

جب ابراہیم علیہ السلام کی نگاہ کا عالم یہ ہے تو سیدالانبیاء امام الانبیاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی نگاہ کا عالم کیا ہوگا۔

اعلیٰ حضرت کیا خوب فرماتے ہیں:

سرعرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت وملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

مشرق ومغرب سامنے

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی مختار صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشادفرمایا:((إِنَّ اللهَ زَوَى لِي الْأَرْضَ، فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا)) ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے میری لیے زمین کواٹھا دیا تو میں نے اس کے مشارق ومغارب کو دیکھ لیا۔

(صحیح مسلم،باب ہلاک ھذہ الامۃ بعضھم ببعض،ج 4،ص2215، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

ساری دنیا ایسے جیسے ھتھیلی

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، سرورِ کائنات صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشادفرمایا:((إن الله تعالى قد رفع لي الدنيا فأنا أنظر إليها وإلى ما هو كائن فيها إلى يوم القيامة كأنما أنظر إلى كفي هذه)) ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے میری لیے زمین کواٹھادیا، تو میں اس کواوراس میں موجود ہر چیز کو قیامت تک دیکھ رہا ہوں، جیسا کہ اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

(حلیۃ الاولیاء لابی نعیم،حدیث حدیر بن کریب،ج 6،ص101،دارالکتاب العربی،بیروت☆کنز العمال بحوالہ طبرانی ،ج 11،ص559،مؤسسۃ الرسالہ،بیروت☆مواہب اللدنیہ،الفصل الثالث فی انباء ہ،ج3،ص129،المکتبۃ التوفیقیہ،القاہرہ)

مدینہ منورہ سے مقام موتہ

مدینہ منورہ سے بہت دور مقام موتہ میں جنگ ہورہی تھی، نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جنگ کی باتیں مدینہ منورہ میں اپنے صحابہ کو بتارہے ہیں، حدیث کے راوی حضرت

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:((انَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى زَيْدًا، وَجَعْفَرًا، وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ، فَقَالَ :أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ:حَتَّى أَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللَّهِ، حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ)) ترجمہ: نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اس جنگ کرنے والے لشکر کے سپہ سالاروں حضرت زید، حضرت جعفر ،حضرت ابن رواحہ کی شہادت کی خبر آنے سے پہلے ہی ان کی شہادت کی خبر اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو (مدینہ منورہ ہی میں) دے دی، فرمایا: اب زید نے جھنڈا پکڑا اور وہ شہید ہوگئے، پھر جھنڈا جعفر نے پکڑلیا اور وہ شہید ہوگئے، پھر جھنڈا ابن رواحہ نے پکڑلیا اور وہ شہید ہوگئے، حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یہ بتا بھی رہے ہیں اور آنکھوں سے آنسو بھی جاری ہیں، (پھر فرمایا:) یہاں تک کہ جھنڈا اللہ کی تلوار خالد ابن ولید نے پکڑ لیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح عطا فرمادی۔

(صحیح بخاری،باب غزوہ موتۃ من ارض الشام،ج5،ص143،مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

دنیا سے حوض کوثر کو دیکھنا

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشادفرمایا:((إِنِّي وَاللَّهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الآنَ)) ترجمہ: اللہ کی قسم میں اپنے حوض کواس وقت دیکھ رہا ہوں۔

(صحیح بخاری، کتاب الجنائز،باب الصلوۃ علی الشہید،ج2،ص91،مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

صحیح بخاری کی ایک اور حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں((إِنَّ مَوْعِدَكُمُ الحَوْضُ، وَإِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَيْهِ مِنْ مَقَامِي هَذَا، وَإِنِّي لَسْتُ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا، وَلَكِنِّي أَخْشَى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوهَا)) ترجمہ: میرے تمہارے وعدے (ملاقات) کی جگہ حوض کوثر ہے اور میں اسی جگہ سے اسے دیکھ رہا ہوں، اور

مجھے تم پر یہ خوف نہیں کہ تم شرک کرو گے لیکن مجھے تم پر یہ خوف ہے کہ تم دنیا کے مال کو ایک دوسرے سے حاصل کرنے کی لالچ کرو گے۔

(صحیح بخاری،باب غزوۂ احد،ج5،ص94،مطبوعه دارطوق النجاۃ)

جنتی خوشہ کو دیکھااورپکڑا

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے،فرماتے ہیں((خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَصَلَّى، قَالُوا :يَا رَسُولَ اللَّهِ، رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ، ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ، قَالَ:إِنِّي أُرِيتُ الجَنَّةَ، فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُودًا، وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں سورج گرہن ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی،صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ اپنے مقام پر کھڑے کھڑے کوئی چیز توڑ رہے ہیں،فرمایا: بے شک میں نے جنت کو ملاحظہ فرمایا اور اس میں سے ایک خوشہ پکڑا،اگر میں یہ خوشہ لے آتا تو تم رہتی دنیا تک اسے کھاتے رہتے۔

(صحیح بخاری،باب رفع البصر الی الامام فی الصلوۃ،ج1،ص150،مطبوعه دارطوق النجاۃ)

آگے پیچھے سے یکساں دیکھنا

صحیح بخاری میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا((إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ وَرَائِي كَمَا أَرَاكُمْ)) ترجمہ: میں تمہیں پیچھے سے بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جیسے سامنے سے تمہیں دیکھتا ہوں۔

(صحیح بخاری،کتاب الصلوۃ،باب عظة الامام الناس فی اتمام الصلوۃ وذکر القبلة،ج 1،ص91، مطبوعه دارطوق النجاۃ)

دل کا خشوع بھی پوشیدہ نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:((هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِي هَا هُنَا، فَوَاللَّهِ مَا يَخْفَى عَلَيَّ خُشُوعُكُمْ وَلَا رُكُوعُكُمْ، إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظهری)) ترجمہ: تم کیا یہی دیکھتے ہو کہ میرا منہ ادھر ہے؟ اللہ کی قسم نہ مجھ پر تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور نہ ہی تمہارا رکوع، میں تمہیں پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

(صحیح بخاری،کتاب الصلوۃ،باب عظة الامام الناس فی اتمام الصلوۃ وذکر القبلة،ج 1،ص91، مطبوعه دارطوق النجاۃ)

مستقبل کے فتنے دیکھنا

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی ایک پہاڑی پر کھڑے ہو کر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے پوچھا:((هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى، إِنِّي لَأَرَى مَوَاقِعَ الفِتَنِ خِلاَلَ بُيُوتِكُمْ كَمَوَاقِعِ القَطْرِ)) ترجمہ: کیا تم دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ میں تمہارے گھروں میں بارش کی طرح فتنے گرتے دیکھ رہا ہوں۔

(صحیح بخاری،باب آطام المدینہ،ج3،ص21،مطبوعه دارطوق النجاۃ)

یہ شان ہے خدمتگاروں کی

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے،فرماتے ہیں:((انَّ عُمَرَ بَعَثَ جَيْشًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا يُدْعَى سَارِيَةَ.قَالَ :فَقَامَ عُمَرُ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَأَقْبَلَ يَصِيحُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ:يَا سَارِيَةُ الْجَبَلَ يَا سَارِيَةُ الْجَبَلَ فَقَدِمَ رَسُولُ الْجَيْشِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ:يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَقِينَا عَدُوَّنَا فَهَزَمُونَا فَإِذَا صَائِحٌ يَصِيحُ:يَا سَارِيَةُ الْجَبَلَ فَاسْتَنَدْنَا بِأَظْهُرِنَا إِلَى الْجَبَلِ فَهَزَمَهُمُ

اللّٰہُ)) ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لشکر (ایک مہینہ کی مسافت پر نہاوند) بھیجا، اس پر حضرت ساریہ کو امیر بنایا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دورانِ خطبہ منبر پر حضرت ساریہ کو پکارا: اے ساریہ پہاڑ کو لو، اے ساریہ پہاڑ کو لو۔ پھر جب اس لشکر سے قاصد آیا، اس سے سوال کیا تو اس نے جواب دیا: اے امیر المؤمنین! دشمن کی ہم سے لڑائی ہوئی، وہ ہمیں شکست دینے لگا کہ اچانک ہم نے آواز سنی: اے ساریہ پہاڑ کو لو، ہم نے اپنی پشتوں کو پہاڑ کی طرف کرلیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دے دی۔

(دلائل النبوۃلابی نعیم، ماظہر علی یدعمر، ج1، ص579، دارالنفائس، بیروت ☆ دلائل النبوۃللبیہقی، باب ماجاء فی اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج 6، ص370، دارالکتب العلمیہ، بیروت ☆ مشکوۃ المصابیح، باب الکرامات، الفصل الثالث، ج 3، ص1678، المکتب الاسلامی، بیروت)

اولیاء کی شان

حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ((فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا)) ترجمہ: جب میں بندے کو اپنے محبوب بنالیتا ہوں تو اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے، اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ (صحیح بخاری، باب التواضع، ج8، ص105، مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''فَإِذَا صَارَ نُورُ جَلَالِ اللّٰهِ سَمْعًا لَهُ سَمِعَ الْقَرِيبَ وَالْبَعِيدَ وَإِذَا صَارَ ذَلِكَ النُّورُ بَصَرًا لَهُ رَأَى الْقَرِيبَ وَالْبَعِيدَ وَإِذَا صَارَ ذَلِكَ النُّورُ يَدًا لَهُ قَدَرَ عَلَى التَّصَرُّفِ فِي الصَّعْبِ وَالسَّهْلِ وَالْبَعِيدِ وَالْقَرِيبِ'' ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور بندے کے کان بن جاتا

ہے تو وہ قریب وبعید سے سن لیتا ہے اور جب یہ نور اس کی آنکھیں بن جاتا ہے تو بندہ قریب اور بعید کو دیکھتا ہے اور جب یہ نور اس کے ہاتھ بن جاتا ہے تو وہ مشکل اور آسانی میں دور اور قریب میں تصرف پر قادر ہو جاتا ہے۔

(تفسیر کبیر، سورۃ الکہف، آیت9تا12، ج21، ص436، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

چاہیں تو اشارے سے اپنے کایا ہی پلٹ دیں دنیا کی
یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور پرنور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ''وعزۃ ربی ان السعداء والاشقیاء لیعرضون علی عینی فی اللوح المحفوظ'' ترجمہ: عزت الٰہی کی قسم بے شک سب سعید وشقی میرے سامنے پیش کیے جاتے ہیں میری آنکھ لوح محفوظ میں ہے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر کلمات اخبر بہا عن نفسہ محدثابنعمۃ ربہ، ص 50، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

مزید آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ''لولا لجام الشریعۃ علی لسانی لاخبرتکم بما تاکلون و ماتدخرون فی بیوتکم انتم بین یدی کالقواریر یری مافی بواطنکم وظواھرکم'' ترجمہ: اگر میری زبان پر شریعت کی روک نہ ہوتی تو میں تمہیں خبر دیتا جو کچھ تم کھاتے اور جو کچھ اپنے گھروں میں اندوختہ کرکے رکھتے ہو تم میرے سامنے شیشہ کی مانند ہو، میں تمہارا ظاہر و باطن سب دیکھ رہا ہوں۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر کلمات اخبر بہا عن نفسہ محدثابنعمۃ ربہ، ص55، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

موسیٰ علیہ السلام کی نگاہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا((لَمَّا كَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى كَانَ يُبْصِرُ دَبِيبَ النَّمْلِ عَلَى الصَّفَا فِي اللَّيْلَةِ الظَّلْمَاءِ مِنْ مَسِيرَةِ عَشَرَةِ فَرَاسِخَ)) ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ سے کلام کیا (اور تجلی دیکھی) تو وہ اندھیری رات میں سیاہ چیونٹی کو دس فرسخ (تیس میل) کے فاصلہ سے صفا پر دیکھ لیتے۔

(المعجم الصغیر للطبرانی، من اسمہ احمد، ج1، ص65، المکتب الاسلامی، بیروت ☆الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، الفصل الرابع وفور عقلہ وفصاحۃ لسانہ، ج1، ص165، دارالفیحاء، عمان ☆تفسیر ابن کثیر، سورۃ الاعراف، آیت 143، ج3، ص425، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھا، بلکہ صرف کلام کیا اور تجلی دیکھی، وہ بھی پہاڑ پر پڑی، پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہوگئے، قرآن مجید میں ہے ﴿وَلَمَّا جَاءَ مُوسَى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرَانِي وَلَكِنِ انْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَى صَعِقًا﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور جب موسیٰ ہمارے وعدے پر حاضر ہوا اور اس سے اس کے رب نے کلام فرمایا عرض کی: اے رب میرے مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں فرمایا تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گا، ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا، پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اسے پاش پاش کردیا اور موسیٰ گرا بے ہوش۔ (سورۃ الاعراف، آیت143)

اس اس کلام اور تجلی دیکھنے کی وجہ سے بصارت میں اتنا اضافہ ہوگیا کہ تیس

میل کے فاصلے پر سیاہ چیونٹی سیاہ رات میں سیاہ زمین پر چل رہی ہو تو اسے اس طرح دیکھتے ہیں جیسے ہتھیلی میں کوئی چیز، تو ان کی نگاہ کا عالم کیا ہوگا جنہوں نے اپنے رب کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿مازاغ البصر وما طغیٰ﴾ ترجمہ: آنکھ نہ کسی طرف پھری، نہ حد سے بڑھی۔ (پ27، سورۃ النجم، آیت17)

فرق طالب ومطلوب میں دیکھے کوئی   قصۂ طور ومعراج سمجھے کوئی
کوئی بے ہوش، جلووں میں گم ہے کوئی   کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ((فرأیتہ عزوجل **وضع کفہ بین کتفی فوجدت بردانا ملہ بین ثدی فتجلی لی کل شیء وعرفت**)) ترجمہ: میں نے اللہ عزوجل کا دیدار کیا، اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا، میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی، پس میرے لیے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔

(سنن الترمذی، ج5، ص 221، دارالغرب الاسلامی، بیروت)

امام علی بن ابی بکر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 807ھ) فرماتے ہیں: ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: اِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ مَرَّتَيْنِ: مَرَّةً بِبَصَرِهِ وَمَرَّةً بِفُؤَادِهِ)) ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا، ایک مرتبہ سر کی آنکھوں سے اور ایک مرتبہ دل کی آنکھوں سے۔

(مجمع الزوائد، باب منہ فی الاسراء، ج1، ص79، مکتبۃ القدسی، القاہرہ)

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ''ولما کانت ہذہ القوۃ حصلت للکلیم بالتجلی فحصولها للنبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بعد الاسراء''

ترجمہ: جب تجلی کی وجہ سے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو اتنی قوت بصارت حاصل ہوئی تو نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی بصارت کا معراج کے بعد کیا حال ہوگا۔

(نسیم الریاض شرح شفاء،ج1،ص381،دارالکتاب العربی،بیروت)

شیخ محقق اور ان سے پہلے کے علماء کا مؤقف

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”با چندیں اختلاف وکثرت مذاہب کہ درعلماء امت است یک کس را دریں مسئلہ خلافی نیست کہ آنحضرت علیہ السلام بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز وتوہم تاویل دائم وباقی است وبراعمال امت حاضر وناظر است ومرطالبان حقیقت را ومتوجہان آنحضرت را مفیض ومربی است“ ترجمہ: اس اختلاف ومذاہب کے باوجود جو علمائے امت میں ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ حضور علیہ السلام حقیقی زندگی کے ساتھ بغیر تاویل ومجاز کے احتمال کے باقی ودائم ہیں اور امت کے اعمال پر حاضر وناظر ہیں اور حقیقت کے طلبگاروں اور حاضرین بارگاہ کو فیض پہنچاتے اور ان کی تربیت فرماتے ہیں۔ (مکتوبات برحاشیہ اخبار الاخیار،ص155،مطبوعہ مکتبہ نوریہ،سکھر)

امام ابن حاج مکی اور امام قسطلانی

امام ابن حاج مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 737ھ) ”مدخل“ میں اور امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 923ھ) ”مواہب اللدنیہ“ میں لکھتے ہیں: ”لَا فَرْقَ بَيْنَ مَوْتِهِ وَحَيَاتِهِ أَعْنِي فِي مُشَاهَدَتِهِ لِأُمَّتِهِ وَمَعْرِفَتِهِ بِأَحْوَالِهِمْ وَنِيَّاتِهِمْ وَعَزَائِمِهِمْ وَخَوَاطِرِهِمْ، وَذَلِكَ عِنْدَهُ جَلِيٌّ لَا خَفَاءَ فِيهِ“ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ووفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں، نیتوں، ارادوں اور دل کے خطرات کو

پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر ایسا روشن ہے کہ جس میں کچھ پوشیدگی نہیں۔

(مدخل لابن حاج،فصل زیارة سید الاولین وآخرین،ج1،ص259،دارالتراث،بیروت☆مواہب اللدنیہ،الفصل الثانی فی زیارة قبرہ الشریف،ج5،ص595،المکتبۃ التوفیقیہ،القاہرہ)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مؤقف

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ) امام ابومنصور عبد القاہر بن طاہر کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”قَالَ: الْمُتَكَلِّمُونَ الْمُحَقِّقُونَ مِنْ أَصْحَابِنَا أَنَّ نَبِيَّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ بَعْدَ وَفَاتِهِ، وَأَنَّهُ يُسَرُّ بِطَاعَاتِ أُمَّتِهِ وَيَحْزَنُ بِمَعَاصِي الْعُصَاةِ مِنْهُم“ ترجمہ: ہمارے اصحاب میں سے محققین متکلمین فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اپنی وفات کے بعد بھی زندہ ہیں، اپنی امت کی نیکیوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور امت کے گناہگاروں کے گناہوں پر غمگین ہوتے ہیں۔

(الحاوی للفتاوی،انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء،ج2،ص180،دارالفکر للطباعۃ والنشر،بیروت)

علامہ اسماعیل حقی

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 1127ھ) فرماتے ہیں ”فشاهد خلقه وما جرى عليه من الإكرام والإخراج من الجنة بسبب المخالفة وما تاب الله عليه الى آخر ما جرى عليه وشاهد خلق إبليس وما جرى عليه من امتناع السجود لآدم“ ترجمہ: حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش اور جوان کا اکرام کیا گیا، پھر لغزش کے سبب جنت سے اخراج ہوا، پھر ان کی توبہ قبول کی گئی اور آخر تک تمام واقعات پر حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے مشاہدہ فرمائے، ابلیس کی پیدائش اور آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے جو اس پر گزری اس سب پر بھی

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم شاہد تھے۔

(تفسیر روح البیان،سورۂ فتح،آیت8,9،ج9،ص18،دارالفکر،بیروت)

قاضی شوکانی

وہابیہ کے امام قاضی شوکانی نے لکھا ''وَقَدْ ذَهَبَ جَمَاعَةٌ مِنَ الْمُحَقِّقِينَ إِلَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حَيٌّ بَعْدَ وَفَاتِهِ، وَأَنَّهُ يُسَرُّ بِطَاعَاتِ أُمَّتِهِ '' ترجمہ: محققین کی ایک جماعت کا یہ مؤقف ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنے وصال کے بعد زندہ ہیں اور اپنی امت کی نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں۔

(نیل الاوطار،باب انعقاد الجمعة باربعین،ج3،ص295،دارالحدیث،مصر)

شاہ عبد العزیز دہلوی

شاہ عبدالعزیز دہلوی لکھتے ہیں ''یعنی وباشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ ازدین من رسیدہ وحقیقت ایمان او چیست وحجابے کہ بداں ازترقی محجوب ماندہ است کدام است پس او میشناسد گناہان شمارا و درجات ایمان شمارا واعمال نیک وبد شمارا واخلاص ونفاق شمارا '' ترجمہ: یعنی تمہارے رسول تم پر گواہ ہوں گے کیوں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نورِ نبوت کی وجہ سے ہر دین دار کے اس رتبہ پر مطلع ہیں کہ جس تک وہ پہنچا ہوا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور اس حجاب سے بھی واقف ہیں جس کی وجہ سے وہ ترقی سے رکا ہوا ہے، پس نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تمہارے گناہوں کو، تمہارے ایمان کے درجات کو، تمہارے اچھے برے اعمال کو اور تمہارے خلوص ومنافقت کو پہچانتے ہیں۔

(تفسیر عزیزی،ج1،ص518)

دوسری شق پر دلائل: حاضر وناظر کی دوسری شق یہ ہے کہ ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جہاں چاہیں جب چاہیں تشریف لے جاسکتے ہیں۔

مجھے بیداری میں دیکھے گا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں ((مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقَظَةِ، وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي)) ترجمہ: جس نے مجھے خواب میں دیکھا عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا، شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا۔

(صحیح بخاری،باب من رأی النبی صلی الله علیه وسلم فی المنام،ج9،ص33،مطبوعه دارطوق النجاة)

اولاً تو اس حدیث پاک سے یہ پتا چلا کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم دنیا کے مختلف کونوں میں بسنے والے لوگوں کو خواب میں تشریف لاکر دیدار کراتے ہیں، کیونکہ جس نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو خواب میں دیکھا اس نے یقیناً آپ ہی کو دیکھا۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں: ((مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَخَيَّلُ بِي)) ترجمہ: جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے مجھ ہی کو دیکھا کہ شیطان میری مشابہت اختیار نہیں کرسکتا۔

(صحیح بخاری،باب من رأی النبی صلی الله علیه وسلم فی المنام،ج9،ص33،مطبوعه دارطوق النجاة)

ثانیاً یہ کہ جسے خواب میں زیارت کراتے ہیں اس کے لیے بشارت ہے کہ اسے بیداری میں بھی زیارت کرائیں گے۔

موسیٰ علیہ السلام کہاں سے کہاں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، شفیع امت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حدیثِ معراج میں ارشاد فرماتے ہیں ((مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ)) ترجمہ: میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے

تھے۔

(صحیح مسلم،باب من فضائل موسیٰ علیہ السلام،ج 4،ص1845،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

پھر جب مسجدِ اقصیٰ پہنچے تو وہاں دیگرانبیاء علیہم السلام کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام بھی موجود تھے،جن کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت فرمائی۔صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا((وَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، فَإِذَا مُوسَى قَائِمٌ يُصَلِّي- إِذَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّي- إِذَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّي- فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَأَمَمْتُهُمْ)) ترجمہ: میں نے اپنے آپ کو انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں دیکھا، حضرت موسیٰ،حضرت عیسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے،جب نماز(کی جماعت)کا وقت ہوا تو میں نے ان کی امامت کروائی۔

(صحیح مسلم،باب ذکرالمسیح ابن مریم والمسیح الدجال،ج 1،ص156،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

پھر جب آسمانوں پرتشریف لے کر گئے تو موسیٰ علیہ السلام وہاں پربھی موجود تھے۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا((ثُمَّ انْطَلَقْنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، فَأَتَيْتُ عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ :مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ)) ترجمہ: پھر ہم چلے یہاں تک کہ چھٹے آسمان تک پہنچ گئے، میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور ان کو سلام کیا،انہوں نے عرض کیا: صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید۔

(صحیح مسلم،باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج 1،ص149،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

سننِ نسائی میں ہے((ثُمَّ صُعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَإِذَا فِيهَا

مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ)) ترجمہ: پھر میں چھٹے آسمان پر چڑھا تو اس میں موسیٰ علیہ السلام تھے۔

(سنن نسائی،فرض الصلوۃ وذکر اختلاف الناقلین ،ج1،ص221)

جب موسیٰ علیہ السلام جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں تو جو سید الانبیاء ہیں، نبی الانبیاء ہیں ،امام الانبیاء ہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ان کے پاس یہ طاقت نہ ہو، یقیناً وہ بھی جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاسکتے ہیں۔

نکتہ : ہوسکتا ہے کسی کے ذہن میں یہ خیال آئے کہ موسیٰ علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مسجد اقصیٰ پہنچ گئے،اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آسمان پر پہنچ گئے۔اس کے جواب میں علماء فرماتے ہیں کہ دراصل موسیٰ علیہ السلام رفتارِ نبوت سے گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار تھے،اور رفتارِ نبوت کے سامنے براق کی رفتار کچھ بھی نہیں۔اگر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رفتار سے تشریف لے جاتے تو یقیناً موسیٰ علیہ السلام سے پہلے تشریف لے جاتے۔

ہر شخص کی قبر میں

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:((انَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ، وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ، أَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهِ، فَيَقُولَانِ:مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم، فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ، فَيَقُولُ:أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ)) ترجمہ: بے شک بندے کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے،اس کے ساتھی لوٹتے ہیں اور وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے، پھر دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں ،اسے بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں: تو ان صاحب یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟ اگر وہ مؤمن ہے تو کہتا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے بندے

اوراس کے رسول ہیں۔

(صحیح بخاری،باب ماجاء فی عذاب القبر،ج2،ص98،مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

اشعۃ اللمعات میں ہے "یا باحضار ذات شریف دے دو عیانے به ایں طریق کہ درقبر مثالے دے علیہ السلام حاضر ساختہ باشد دوردریں جابشارتے است عظیم مر مشتان غمزدہ راہ کہ برامید ایں شادی جاں دہنڈہ وزندہ در گورروند جائے دارد" ترجمہ: **یا قبر میں آپ** صلی اللہ علیہ وسلم **بذاتِ خود تشریف لاتے ہیں اس طرح کہ قبر میں آپ** صلی اللہ علیہ وسلم **وجودِ مثالی کے ساتھ تشریف لاتے ہیں،اس جگہ عاشقانِ غمزدہ کے لیے بڑی بشارت ہے کہ اگر اس شادی کی امید پر جان دے دیں اور زندہ قبروں میں چلے جائیں تو اس کا موقعہ ہے۔**

(اشعۃ اللمعات،ج1،ص115،مطبوعہ لکھنؤ ہند)

قبر میں سرکار آئیں تو میں قدموں پر گروں
گر فرشتے بھی اٹھائیں تو میں ان سے یوں کہوں
اب تو پائے ناز سے میں اے فرشتو کیوں اٹھوں
مر کے پہنچا ہوں یہاں اس دلربا کے واسطے

مدینہ سے کربلا

حضرت سلمیٰ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ) فرماتی ہیں:((**دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ، وَهِيَ تَبْكِي، فَقُلْتُ :مَا يُبْكِيكِ؟ قَالَتْ :رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ** صلی اللہ علیہ وسلم، **تَعْنِي فِي الْمَنَامِ، وَعَلَى رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ التُّرَابُ، فَقُلْتُ :مَا لَكَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ :شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَيْنِ آنِفًا**)) ترجمہ: میں ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوئی تو وہ

رو رہی تھیں، میں نے عرض کیا: آپ کیوں رو رہی ہیں؟ جواب دیا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی ہے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور داڑھی شریف پر گردوغبار لگی ہوئی تھی،میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا کیا حال ہے یعنی آپ اتنے پریشان کیوں ہیں؟ ارشاد فرمایا: میں ابھی ابھی حسین کی شہادت گاہ میں تشریف لے گیا تھا۔

(جامع الترمذی،باب مناقب ابو محمد الحسن بن علی،ج6،ص120،دارالغرب الاسلامی،بیروت)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے،فرماتے ہیں:((**رَأَيْتُ النَّبِيَّ** صلی اللہ علیہ وسلم، **فِيمَا يَرَى النَّائِمُ بِنِصْفِ النَّهَارِ وَهُوَ قَائِمٌ أَشْعَثَ أَغْبَرَ، بِيَدِهِ قَارُورَةٌ فِيهَا دَمٌ، فَقُلْتُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا هَذَا؟ قَالَ: هَذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ، لَمْ أَزَلْ أَلْتَقِطُهُ مُنْذُ الْيَوْمِ فَأَحْصَيْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ فَوَجَدُوهُ قُتِلَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ**)) ترجمہ: میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دوپہر کے وقت خواب میں دیکھا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں کھڑے تھے کہ آپ کے بال بکھرے ہوئے تھے اور گردآلود تھے اور آپ کے دست اقدس میں بوتل تھی جس میں خون تھا،میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ کیا چیز ہے،فرمایا: یہ حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے،میں آج اسے اٹھاتا رہا ہوں،حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: میں نے وہ دن یاد رکھا،تو اسی دن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا گیا۔

(مسند امام احمد بن حنبل،مسند عبد اللہ بن عباس،ج4،ص336،مؤسسۃ الرسالۃ،بیروت)

شہادت کے وقت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "الحاوی للفتاوی" میں ایک روایت نقل کرتے ہیں((**قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ: ثُمَّ أَتَيْتُ عثمان لِأُسَلِّمَ عَلَيْهِ وَهُوَ**

مَحْصُورٌ فَقَالَ:مَرْحَبًا بِأَخِي، رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -فِي هَذِهِ الْخُوخَةِ فَقَالَ:يَا عثمان حَصَرُوكَ؟ قُلْتُ:نَعَمْ، قَالَ: عَطَّشُوكَ؟ قُلْتُ:نَعَمْ، فَأَدْلَى لِي دَلْوًا فِيهِ مَاءٌ فَشَرِبْتُ حَتَّى رَوِيتُ حَتَّى إِنِّي لَأَجِدُ بَرْدَهُ بَيْنَ ثَدْيَيَّ وَبَيْنَ كَتِفَيَّ، فَقَالَ:إِنْ شِئْتَ نُصِرْتَ عَلَيْهِمْ، وَإِنْ شِئْتَ أَفْطَرْتَ عِنْدَنَا، فَاخْتَرْتُ أَنْ أُفْطِرَ عِنْدَهُ فَقُتِلَ ذَلِكَ الْيَوْمَ .انْتَهَى.وَهَذِهِ الْقِصَّةُ مَشْهُورَةٌ عَنْ عثمان مُخَرَّجَةٌ فِي كُتُبِ الْحَدِيثِ بِالْإِسْنَادِ أَخْرَجَهَا الحارث بن أبي أسامة فِي مُسْنَدِهِ وَغَيْرُهُ)) ترجمہ:صحابیِ رسول حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جس وقت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ محصور تھے میں آپ کے پاس سلام کے لیے حاضر ہوا،عثمان غنی رضی اللہ عنہ مجھے فرمانے لگے:مرحبا اے بھائی!میں نے رسول اللہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کواس گلی میں دیکھا ہے، مجھے حضور نے فرمایا:اے عثمان !لوگوں نے تمہارا محاصرہ کررکھا ہے؟میں نے عرض کی:جی ہاں، پھرفرمایا:انہوں نے تمہیں پیاسا رکھا ہوا ہے،میں نے عرض کی:جی ہاں،تو حضور صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم میرے لیے ایک ڈول لٹکا دیا،جس میں پانی تھا، میں نے پیا، یہاں تک کہ سیراب ہوگیا اور میں نے اس کی ٹھنڈک سینے اور کندھوں کے درمیان محسوس کی، پھرفرمایا:اگرتم چاہوتو میں تمہاری مدد کروں اور اگر چاہوتو افطار ہمارے پاس کرنا، میں نے رسول اللہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کے پاس افطار کرنے کو اختیار کرلیا،(حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں)پھر حضرت عثمان اسی دن شہید کردیئے گئے۔(امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں)عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا یہ قصہ مشہور ہے اور کتب احادیث میں سند کے ساتھ موجود ہے،اسے حارث بن ابی اسامہ وغیرہ نے اپنے مسند میں روایت کیا ہے۔

(الحاوی للفتاوی،ج2،ص315، دارالفکر للطباعۃ والنشر،بیروت)

ملک الموت کے لیے دنیا مثل طشت

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشادفرماتا ہے﴿اِذَا جَاءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا﴾ترجمہ:جب تم میں سے کسی کوموت آئے تواس کو ہمارے بھیجے ہوئے وفات دیتے ہیں۔ (پ7،سورۃ الانعام،آیت61)

روح ملک الموت علیہ السلام نکالتے ہیں، ایک وقت میں بعض اوقات ہزاروں لوگ وفات پاتے ہیں،ان سب کی روح دیگر ماتحت فرشتوں کے ساتھ ملک الموت علیہ السلام نکالتے ہیں،اس آیت پاک کے تحت تفسیر خازن میں لکھا ہے''قولہ توفتہ رسلنا ملك الموت وحده وإنما ذكر بلفظ الجمع تعظيما له.وقال مجاهد: جعلت الأرض لملك الموت مثل الطشت يتناول من حيث شاء'' ترجمہ:آیت مبارکہ میں رسل سے مرادصرف ملک الموت ہیں،جمع کا لفظ صرف تعظیم کے لیے استعمال کیا گیا ہے،حضرت مجاہد فرماتے ہیں:زمین ملک الموت علیہ السلام کے لیے طشت کی مثل کردی گئی ہے وہ جہاں سے چاہتے ہیں(روح)اٹھا لیتے ہیں۔

(تفسیر خازن،تحت آیتِ مذکورہ،ج2،ص120،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں جس کسی کو کوئی خوبی عطا فرمائی ہے تو اپنے حبیب صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کواس کی مثل یا اس سے بڑھ کر عطا فرمائی ہے، جب ملک الموت علیہ السلام کے ہر جگہ تصرف کرنے کا یہ عالم ہے تو سید الانبیاء والرسل صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم میں اس صفت وخوبی کا عالم کیا ہوگا۔

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ)فرماتے ہیں''وَلَا يَمْتَنِعُ رُؤْيَةُ ذَاتِهِ الشَّرِيفَةِ بِجَسَدِهِ وَرُوحِهِ، وَذَلِكَ لِأَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَسَائِرَ الْأَنْبِيَاءِ أَحْيَاءٌ رُدَّتْ إِلَيْهِمْ أَرْوَاحُهُمْ بَعْدَ مَا قُبِضُوا وَأُذِنَ لَهُمْ بِالْخُرُوجِ مِنْ قُبُورِهِمْ وَالتَّصَرُّفِ فِي الْمَلَكُوتِ الْعُلْوِيِّ وَالسُّفْلِيِّ، وَقَدْ أَلَّفَ الْبَيْهَقِيُّ جُزْءًا فِي حَيَاةِ الْأَنْبِيَاءِ ''ترجمہ:حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی زیارت جسم وروح کے ساتھ ممتنع نہیں، کیونکہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور تمام انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں،ان کی ارواح قبض کرنے کے بعد ان کے اجسام میں لوٹا دی جاتی ہیں اور انہیں اجازت ہوتی ہے کہ وہ قبروں سے نکلیں اور عالم علوی اور سفلی میں تصرف کریں،اور تحقیق امام بیہقی نے حیاتِ انبیاء کے بارے میں ایک جزء تالیف کیا ہے۔

(الحاوی للفتاوی،ج2،ص317،دارالفکر للطباعۃ النشر،بیروت)

مزید فرماتے ہیں''النَّظَرِ فِي أَعْمَالِ أُمَّتِهِ وَالِاسْتِغْفَارِ لَهُمْ مِنَ السَّيِّئَاتِ، وَالدُّعَاءِ بِكَشْفِ الْبَلَاءِ عَنْهُمْ، وَالتَّرَدُّدِ فِي أَقْطَارِ الْأَرْضِ لِحُلُولِ الْبَرَكَةِ فِيهَا، وَحُضُورِ جِنَازَةِ مَنْ مَاتَ مِنْ صَالِحِ أُمَّتِهِ، فَإِنَّ هَذِهِ الْأُمُورَ مِنْ جُمْلَةِ أَشْغَالِهِ فِي الْبَرْزَخِ كَمَا وَرَدَتْ بِذَلِكَ الْأَحَادِيثُ وَالْآثَارُ ''ترجمہ:اپنی امت کے اعمال پر نظر رکھنا،ان کے لیے گناہوں سے استغفار کرنا،ان سے بلاؤں کے دور ہونے کی دعا کرنا،اطرافِ زمین میں برکت دینے کے لیے آنا جانا اور کوئی نیک امتی فوت ہوجائے تو اس کے جنازہ میں تشریف لانا،یہ تمام امور حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے عالمِ برزخ میں اشغال ہیں جیسا کہ اس کے بارے میں احادیث وآثار وارد ہوئے ہیں۔

(الحاوی للفتاوی،انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء،ج2،ص184,185،دارالفکر للطباعۃ النشر،بیروت)

امام غزالی اور علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہما

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1127ھ) فرماتے ہیں''قال الامام الغزالی رحمہ اللہ تعالیٰ والرسول علیہ السلام له الخيار فى طواف العوالم مع أرواح

الصحابة رضی اللہ عنہم لقد رآه كثير من الأولياء''ترجمہ:امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو ارواحِ صحابہ کے ساتھ عالم میں سیر فرمانے کا اختیار حاصل ہے اور آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو کثیر اولیاء رحمہم اللہ نے بھی دیکھا ہے۔

(تفسیر روح البیان،سورۂ ملک،آیت29,30،ج10،ص99،دارالفکر،بیروت)

خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی کا عقیدہ

خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی نے لکھا:''اس بات کو خوب یاد کر لینا ضروری ہے کہ یہ عقیدہ سب کا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور عالم غیب میں اور جنت میں جہاں چاہیں باذنہ چلتے پھرتے ہیں اور اس عالم میں بھی حکم ہو تو آسکتے ہیں اور صلاۃ وسلام ملائکہ پہنچاتے ہیں اور اعمالِ امت آپ پر پیش ہوتے ہیں اور جس وقت حق تعالیٰ چاہے دنیا کے احوال کشف ہو جاتے ہیں،اس میں کوئی مخالف نہیں۔''

(براہین قاطعہ،ص203,204)

شاہ عبد العزیز محدث دھلوی

مجموعہ کمالات حالاتِ عزیزی میں ہے''جناب مولانا (عبد العزیز) صاحب نے اول سال جو کلام مجید حفظ کر کے سنایا تھا،نماز تراویح ہو چکی تھی،اس عرصہ میں ایک سوار بہت خوب زرہ بکتر وغیرہ لگائے ہوئے برچھا ہاتھ میں لیے تشریف لائے اور کہا محمد رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کہاں تشریف رکھتے ہیں؟ جو وہاں تھے سب نے دوڑ کر ان کو گھیر لیا اور پوچھا کہ حضرت یہ کیا تقریر ہے اور آپ کا نام کیا ہے؟انہوں نے فرمایا کہ میرا نام ابوہریرہ ہے،جناب سید عالم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا تھا کہ ہم عبد العزیز کا کلام مجید سننے چلیں گے،پھر مجھ کو ایک کام کے واسطے بھیج دیا،اس سبب سے دیر میں آیا،یہ بات کہہ کر غائب ہو گئے۔''

(مجموعہ کمالات حالاتِ عزیزی،ص19)

علمِ مصطفی صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم

سوال: کیا اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے نبی محمد مصطفی صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو علمِ غیب عطا فرمایا ہے؟

جواب: قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو کثیر علمِ غیب عطا فرمایا ہے، تفصیل دیکھنی ہو تو امام اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسائل (1) خالص الاعتقاد (2) انباء المصطفی (3) ازاحۃ العیب (4) الدولۃ المکیہ وغیرھا اور حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ''جاء الحق'' سے علمِ غیب کے باب کا مطالعہ کریں، کچھ دلائل درج ذیل ہیں:

پسندیدہ رسولوں کو غیب

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے﴿وماکان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء﴾ ترجمہ: اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ عام لوگوں تمہیں غیب کا علم دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

(پ4، سورہ آل عمران، آیت 179)

اور سورۃ جن میں ارشاد ہوتا ہے﴿علم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول﴾ ترجمہ: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے

(پ29، سورہ جن، آیت 26)

اس آیت پاک سے پتا چلا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ رسولوں کو غیبوں پر مطلع فرماتا ہے اور کوئی مسلمان اس بات میں شک نہیں کرسکتا ہے کہ ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب اور رسول ہیں۔

سب کچھ سکھا دیا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے﴿وعلمک ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیماً﴾ ترجمہ: اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

(پ5، سورۃ النساء، آیت 113)

اس آیت کے تحت تفسیر جلالین میں ہے ''ای مِن الْاَحکام وَالْغَیب'' ترجمہ: یعنی احکام اور غیب کی جو باتیں نہ جانتے تھے سب سکھا دیں۔

(تفسیر جلالین، ج1، ص122، دارالحدیث، القاہرہ)

اس آیت کے تحت تفسیر حسینی میں ہے ''آں علم ماکان ومایکون ہست کہ حق سبحانہ درشب اسرابداں حضرت عطا فرمود، چنانچہ درحدیث معراج ہست کہ من درزیر عرش بودم قطرہ درحلق من ریختند فعلمت ماکان ومایکون'' ترجمہ: یہ ماکان وما یکون کا علم ہے کہ حق تعالیٰ نے شبِ معراج میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو عطا فرمایا، چنانچہ حدیثِ معراج میں ہے کہ ہم عرش کے نیچے تھے، ایک قطرہ ہمارے حلق میں ڈالا گیا، پس ہم نے سارے گزشتہ اور آئندہ کے واقعات معلوم کرلیے۔

(تفسیر قادری اردو ترجمہ تفسیر حسینی، سورۃ النساء، آیت113، ج1، ص192)

غیب بتانے میں بخیل نہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے﴿وما ھو علی الغیب بضنین﴾ ترجمہ: اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

(پ30، سورۃ التکویر، آیت24)

تفسیر خازن اور تفسیر بغوی میں اس آیت کریمہ کے تحت لکھا ہے ''اَنَّہُ یَأْتِیہِ عِلْمُ الْغَیْبِ فَلَا یبخل بہ علیھم بَلْ یُعَلِّمُکُمْ وَیُخْبِرُکُمْ بِہٖ'' ترجمہ: نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس علم غیب آتا ہے، پس وہ اس میں بخل نہیں کرتے بلکہ تمہیں سکھاتے

ہیں اور اس کی خبر دیتے ہیں۔

(تفسیر خازن،ج 4،ص399،دارالکتب العلمیه،بیروت☆تفسیر بغوی،ج6،ص1006،دارالسلام للنشر والتوزیع،ریاض)

علمِ ماکان ومایکون

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ o عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾ترجمۂ کنزالایمان: انسانیت کی جان محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کو پیدا کیا، ماکان ومایکون کا بیان انہیں سکھایا۔ (سورۂ رحمن،آیت3,4)

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 597ھ) اس آیت کے تحت فرماتے ہیں ''أنه محمّد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، علّمه بیان کلّ شیء ما کان وما یکون، قاله ابن کیسان ''ترجمہ:اس آیت میں انسان سے مراد محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو علمِ ماکان ومایکون (جو ہو چکا اور جو ہوگا) ہر چیز کا بیان سکھا دیا ہے، یہ قول ابن کیسان کا ہے۔

(تفسیرزادالمسیر،تحت آیتِ مذکورہ،ج4،ص206،دارالکتاب العربی،بیروت)

تفسیر خازن اور تفسیر معالم التنزیل (تفسیر بغوی) میں اس کے تحت لکھا ہے واللفظ للبغوی ''وَقَالَ ابن کیسان:(**خَلَقَ الْإِنْسَانَ**)یَعْنِی مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (**عَلَّمَهُ الْبَيَانَ**)یَعْنِی بَیَانَ مَا کَانَ وَمَا یَکُونُ؛ لِأَنَّهُ کَانَ یُبِینُ عَنِ الْأَوَّلِینَ وَالْآخَرِینَ وَعَنْ یَوْمِ الدِّین''ترجمہ:ابن کیسان کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں انسان سے مراد محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہیں اور بیان سے مراد علمِ ماکان ومایکون (جو کچھ ہو چکا اور جو ہوگا) ہے، اس لیے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اولین وآخرین اور قیامت کے دن کی خبریں دیتے ہیں۔

(تفسیر خازن،تحت مذکورہ آیات،ج4،ص225،دارالکتب العلمیه،بیروت☆تفسیر معالم التنزیل،تحت مذکورہ آیات،ج6،ص916،دارالسلام للنشر والتوزیع،ریاض)

یہ غیب کی خبریں ہیں

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے﴿ذَلِکَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْکَ﴾ترجمۂ کنزالایمان: یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں۔

(پ3،سورۂ عمران،آیت44)

علمِ غیب پر منافقین کا اعتراض

کسی شخص کی اونٹنی گم ہوگئی، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے غیب کی خبر دیتے ہوئے بتا دیا کہ وہ کس جگہ پر ہے، تو منافقین آپس میں ہنسنے لگے کہ غیب کی خبریں دے رہے ہیں اور ہمارے بارے میں معلوم ہی نہیں ہے تو اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں، ﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ o لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ﴾ ترجمہ: اے محبوب! اگر تم ان سے پوچھو گے تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل کر رہے تھے، تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو، بہانے نہ بناؤ، تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔ (پ10،سورة التوبة،آیت65،66)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ) نے درمنثور میں نقل کیا ''وَأخرج ابْن أبی شیبَة وَابْن الْمُنْذر وَابْن أبی حَاتِم وَأَبُو الشَّیْخ عَن مُجَاهِد فِی قَوْله (**وَلَئِن سَأَلتهمْ لیَقُولن إِنَّمَا كُنَّا نَخُوض وَنَلْعَب**) قَالَ: قَالَ رجل من الْمُنَافِقین یحدثنا مُحَمَّد: أَن نَاقَة فلَان بوادی کَذَا وَکَذَا فِی یَوْم کَذَا وَکَذَا وَمَا یدریه بِالْغَیْبِ''ترجمہ: امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت مجاہد سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے شان نزول میں روایت کیا، حضرت مجاہد فرماتے ہیں (کسی کا ناقہ گم ہو گیا تھا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ: وہ فلاں جنگل میں ہے)۔ ایک منافق بولا: محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) ہمیں

بیان کرتے ہیں کہ فلاں کا ناقہ فلاں دن فلاں وادی میں ہے، محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) غیب کیا جانیں۔اسی پر اللہ عزوجل نے یہ آیتِ کریمہ اتاری کہ ان سے فرمادیجئے کہ:اللہ اور اس کے رسول اور اس کی آیتوں سے ٹھٹھا کرتے ہو، بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے ایمان کے بعد۔

(تفسیر درمنثور،سورۃ التوبہ،آیت65,66،ج4،ص230،دارالفکر،بیروت)

امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 311) نے بھی اس آیت کے تحت ایسا ہی لکھا ہے۔ (تفسیر طبری،ج14،ص335،مؤسسۃ الرسالۃ،بیروت)

ہر شے کا روشن بیان

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے﴿وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ تِبْیَانًا لِکُلِّ شَیْءٍ﴾ترجمہ:اتاری ہم نے تم پر کتاب جو ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ (سورۃ النحل،آیت89)

جب فرقان مجید میں ہر شے کا بیان ہے اور بیان بھی کیسا؟ روشن بیان، اور اہلسنت کے مذہب میں شے ہر موجود کو کہتے ہیں، تو عرش تا فرش تمام کائنات جملہ موجودات اس بیان کے احاطے میں داخل ہوئے اور ان موجودات میں کتابت لوحِ محفوظ بھی ہے، اور لوحِ محفوظ میں کیا لکھا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے﴿وَکُلُّ صَغِیرٍ وَکَبِیرٍ مُسْتَطَرٌ﴾ترجمہ:ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔ (سورۃ القمر،آیت53)

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے﴿وَلَا حَبَّةٍ فِی ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا یَابِسٍ إِلَّا فِی کِتَابٍ مُبِین﴾ترجمہ:کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک مگر یہ کہ سب ایک روشن کتاب میں لکھا ہے۔ (سورۃ الانعام،آیت59)

جب قرآن مجید میں ہر چیز حتی کہ لوح محفوظ کے مکتوب کا بھی روشن بیان موجود ہے اور قرآن مجید اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر اتارا تو پتا چلا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو تمام موجودات اور لوح محفوظ کے مندرجات کا علم اللہ تعالیٰ نے عطا فرمادیا۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ دلیل دینے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں''تو بحمد اللہ تعالیٰ کیسے نص صحیح قطعی سے روشن ہوا کہ ہمارے حضور صاحبِ قرآن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اللہ عزوجل نے تمام موجودات جملہ ما کان و ما یکون الیٰ یوم القیمۃ، جمیع مندرجاتِ لوح محفوظ کا علم دیا اور شرق و غرب و سماء و ارض و عرش و فرش میں کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔''

(فتاوی رضویہ،ج29،ص488،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا غیب کی خبریں دینا

قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول موجود ہے﴿وَأُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَأْکُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِی بُیُوتِکُمْ﴾ترجمہ:اور میں تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور اپنے گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہو۔ (سورۂ آل عمران،آیت49)

جب اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علم کا یہ عالم ہے تو ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جو کہ سید الانبیاء ہیں ان کے علم کی شان کیا ہوگی۔ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی430ھ) فرماتے ہیں''فان قیل فَإِنَّ عِیسَی کَانَ یُخبِرُ بِالْغُیُوبِ، وَیُنبِیءُ بِمَا یَأْکُلُونَ فِی بُیُوتِهِمْ وَبِمَا یَدَّخِرُونَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کَانَ یُخبِرُ مِنْ ذَلِكَ بِأَعَاجِیبَ؛ لِأَنَّ عِیسَی کَانَ یُخبِرُ بِمَا یَأْکُلُونَ مِنْ وَرَاءِ جِدَارٍ فِی مَبِیتِهِمْ وَتَصَرُّفِهِمْ فِی آکِلِهِمْ،ومحمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم أخبر بِمَا کَانَ مِنْهُ مَسِیرَةَ شَهْرٍ وَأَکْثَرَ،

کـإِخْبَارُهُ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِـوَفَـاةِ الـنَّـجَـاشِـيِّ، وَمَنِ اسْتُشْهِدَ فِي الْغَزَاةِ، زَيْدٌ، وَجَـعْـفَـرٌ، وَعَبْـدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ، وَكَانَ يَأْتِيهِ السَّائِلُ يَسْأَلُهُ فَيَقُولُ:إِنْ شِئْتَ أَخْبَرْتُكَ عَمَّا جِئْتَ تَسْأَلُ عَنْهُ وَأَشْبَاهُ ذَلِك ''ترجمہ:اگر کہا جائے کہ حضرت عیسی علیہ السلام غیب کی خبریں دیتے تھے اور وہ کچھ بتا دیتے تھے جولوگ گھروں میں کھا کرآتے تھے اور جو کچھ گھروں میں چھوڑ کرآتے تھے تو (اس کا جواب یہ ہے کہ) نبی کریم صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس سے بھی عجیب تر خبریں دی ہیں، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو یہی بتاتے تھے کہ لوگ دیوار کے پیچھے کیا کھاتے اور چھوڑ کرآتے ہیں مگر نبی کریم صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ایک ماہ یا اس سے بھی زائد مسافت پر واقع ہونے والے حوادث کی خبر دے دیتے تھے، جیسا کہ آپ نے نجاشی کے وصال، اورغزوۂ موتہ میں حضرت زید، جعفر اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر دی، اور آپ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس سائل آتا کہ وہ سوال کرے تو نبی کریم صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اسے فرماتے: اگر تم چاہوتو جوسوال کرنے تم آئے ہو میں تمہیں بتا دوں، وغیرہ وغیرہ۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم،القول فیما اوتی عیسی علیہ السلام،ج1،ص617،دارالنفائس،بیروت)

ابتداءِ خلق سے دخول جنت ونار تک

صحیح بخاری شریف میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:((قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَقَامًا، فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الخَلْقِ، حَتَّى دَخَلَ أَهْلُ الجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ، وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ، حَفِظَ ذَلِكَ مَنْ حَفِظَهُ، وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَـــــهُ)) ترجمہ: ایک بار سید عالم صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ہم میں کھڑے ہوکر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں کے جنت اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک کا حال ہم سے بیان فرما دیا، یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا۔

(صحیح بخاری،باب ماجاء فی قولہ تعالیٰ ﴿وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ

عَلَيْهِ﴾،ج4،ص106،مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

ایک مجلس میں ہر چیز کا بیان معجزہ ہے

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں''وَدَلَّ ذَلِكَ عَلَى أَنَّهُ أَخْبَرَ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ بِجَمِيعِ أَحْوَالِ الْمَخْلُوقَاتِ مُنْذُ ابْتُدِئَتْ إِلَى أَنْ تَفْنَى إِلَى أَنْ تُبْعَثَ فَشَمِلَ ذَلِكَ الْإِخْبَارَ عَنِ الْمَبْدَإِ وَالْمَعَاشِ وَالْمَعَادِ وَفِي تَيْسِيرِ إِيرَادِ ذَلِكَ كُلِّهِ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ مِنْ خَوَارِقِ الْعَادَةِ أَمْرٌ عَظِيمٌ''ترجمہ: یہ حدیث پاک اس کی دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں تمام مخلوق کے احوال جب سے خلقت شروع ہوئی اور جب تک فنا ہوگی اور جب اٹھائی جائے گی سب بیان فرما دیا اور یہ بیان مبدأ (مخلوق کے آغازِ پیدائش) ،معاش (رہنے سہنے) اور معاد (قیامت کے دن اٹھنے) سب کو محیط تھا،ان سب کو خرقِ عادت ایک ہی مجلس میں بیان کر دینا نہایت عظیم معجزہ ہے۔

(فتح الباری،باب ماجاء فی قولہ تعالیٰ ﴿وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ .... ﴾،ج6، ص291،دارالمعرفۃ،بیروت)

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 855ھ)اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں''وَفِيه:دلَالَة على أَنه أخبر فِي الْمجْلس الْوَاحِد بِجَمِيع أَحْوَال الْمَخْلُوقَات من ابتدائها إِلَى انتهائها، وَفِي إِيرَاد ذَلِك كُله فِي مجْلِس وَاحِد أَمر عَظِيم من خوارق الْعَادة''ترجمہ: یہ حدیث پاک دلیل ہے کہ نبی صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ایک مجلس میں اول سے آخر تک تمام مخلوقات کے تمام حالات بیان فرما دیئے اور ان سب کا ایک ہی مجلس میں بیان فرما دینا نہایت عظیم معجزہ ہے۔

(عمدۃ القاری،باب ماجاء فی قولہ تعالیٰ ﴿وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ﴾،ج15، ص110،داراحیاء التراث العربی، بیروت)

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 1014ھ) فرماتے ہیں ''وَقَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ: أَیْ أَخْبَرَنَا عَنِ الْمَبْدَأِ شَیْئًا بَعْدَ شَیْءٍ إِلَی أَنِ انْتَهَی الْإِخْبَارُ عَنْ حَالِ الِاسْتِقْرَارِ فِی الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، وَدَلَّ ذَلِكَ عَلَی أَنَّهُ أَخْبَرَ فِی الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ بِجَمِیعِ أَحْوَالِ الْمَخْلُوقَاتِ مِنَ الْمَبْدَأِ وَالْمَعَادِ وَالْمَعَاشِ، وَتَیْسِیرُ إِیرَادِ ذَلِكَ كُلِّهِ فِی مَجْلِسٍ وَاحِدٍ مِنْ خَوَارِقِ الْعَادَةِ أَمْرٌ عَظِیمٌ'' ترجمہ: ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ابتداء خلق سے یکے بعد دیگرے چیزوں کی خبریں دیتے گئے یہاں تک جنت اور جہنم میں ٹھہرنے تک سب کچھ بتا دیا، اور یہ حدیث پاک اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مخلوقات کے جمیع احوال یعنی ابتداء وانتہا اور معاشرت کی خبریں ایک مجلس میں دیں، ایک مجلس میں خلافِ عادت ان تمام چیزوں کو بیان کرنا عظیم معجزہ ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب بدأ الخلق وذکر الانبیاء علیہم السلام، ج9، ص3436، دارالفکر، بیروت)

ان عبارات سے پتا چلا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ بدرالدین عینی، علامہ قسطلانی اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے اکابر محدثین کا یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتداء خلق سے لے کر دخولِ جنت ونار تک سب علم عطا فرمایا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے صحابہ کے سامنے بیان بھی فرمایا ہے۔

علمِ ماکان ومایکون

صحیح مسلم میں ہے ((أَبُو زَیْدٍ یَعْنِی عَمْرَو بْنَ أَخْطَبَ، قَالَ: صَلَّی بِنَا رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْفَجْرَ، وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتَّی حَضَرَتِ الظُّهْرُ، فَنَزَلَ فَصَلَّی، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَخَطَبَنَا حَتَّی حَضَرَتِ الْعَصْرُ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّی، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَخَطَبَنَا حَتَّی غَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَأَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ

كَائِنٌ فَأَعْلَمُنَا أَحْفَظُنَا)) ترجمہ: حضرت ابوزید یعنی عمرو بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف فرما ہوکر ہمیں خطبہ دیتے رہے یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہوگیا، اتر کر نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہمیں خطبہ دیتے رہے یہاں تک کہ عصر کا وقت ہوگیا، اتر کر عصر کی نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے، تو غروبِ آفتاب تک ہمیں خطبہ دیتے رہے، اس خطبہ (بیان) میں ہمیں علمِ ماکان ومایکون (یعنی جو ہو چکا اور جو ہونا ہے) کی خبر دے دی، ہم میں سے زیادہ علم والا وہ ہے جس نے اس خطبے کو سب سے زیادہ یاد رکھا۔

(صحیح مسلم، باب اخبار النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج4، ص2217، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

کوئی پرندہ پر مارنے والا نہیں

امام احمد نے مسند اور طبرانی نے معجم میں بسند صحیح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں: ((لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما یحرّك طائر جناحیه فی السمّاء الّا ذکر لنا منه علما)) ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس حال پر چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرندہ پَر مارنے والا ایسا نہیں جس کا علم حضور نے ہمارے سامنے بیان نہ فرما دیا ہو۔

(مسند احمد بن حنبل، عن ابی ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج5، ص153، المکتب الاسلامی، بیروت☆المعجم الکبیر للطبرانی، باب من غرائب مسند ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج 2، ص155، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ)

نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض وشرح زرقانی للمواہب میں ہے ''ھذا تمثیل لبیان کل شیء تفصیلاً تارۃً واجمالاً اُخریٰ'' ترجمہ: یہ ایک مثال دی

ہے اس کی کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ہر چیز بیان فرمادی، کوئی تفصیلاً کوئی اجمالاً۔

(نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض ،فصل و من ذٰلك مااطلع ،ج3،ص153،مرکز اہلسنت برکایت رضا ، گجرات☆شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ ،المقصدالثامن، الفصل الثالث ،القسم الثانی،ج7،ص206، دارالمعرفة ،بیروت)

امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ''و لا شك ان اللّٰہ تعالیٰ قد اطلعه علی اَزْیَدَمن ذٰلك و القٰی علیه علم الاوّلین والاخرین ''ترجمہ: اور کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو اس سے زیادہ علم دیا اور تمام اگلے پچھلوں کا علم حضور پر القاء کیا، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

(المواہب اللدنیہ ،المقصدالثامن ،الفصل مااخبربه صلی الله علیه وسلم من الغیب،ج3، ص560،المکتب الاسلامی، بیروت)

جو چاہو پوچھو

صحیح بخاری میں ہے ((عَنْ أَبِی مُوسَی، قَالَ:سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ أَشْیَاءَ كَرِهَهَا، فَلَمَّا أُكْثِرَ عَلَيْهِ غَضِبَ، ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ :سَلُونِی عَمَّا شِئْتُمْ قَالَ رَجُلٌ :مَنْ أَبِی؟ قَالَ:أَبُوكَ حُذَافَةُ فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ:مَنْ أَبِی يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ :أَبُوكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ مَا فِی وَجْهِهِ قَالَ :يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا نَتُوبُ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ)) ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے ایسے سوالات کیے گئے جو آپ کو ناپسند تھے، جب سوالات زیادہ ہونے لگے تو آپ ناراض ہوگئے، پھر لوگوں سے فرمایا: جو چاہو مجھ سے پوچھ لو۔ ایک شخص عرض گزار ہوا: میرا باپ کون ہے؟ فرمایا: تیرا باپ حذافہ ہے، ایک دوسرا آدمی کھڑا ہوکر عرض کرنے لگا: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! میرا والد کون ہے؟ فرمایا: تمہارا والد سالم شیبہ کا آزاد کردہ غلام ہے، جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے چہرۂ اقدس پر غضب کے آثار دیکھے تو

عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! ہم اللہ عزوجل کی طرف توبہ کرتے ہیں۔ (صحیح بخاری،باب الغضب فی الموعظة والتعلیم،ج1،ص30،مطبوعه دارطوق النجاة)

ہر چیز کا علم

جامع ترمذی شریف وغیرہ کتب کثیرہ ائمہ حدیث میں باسانید عدیدہ وطرق متنوعہ دس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ((فرأیته عزوجل وضع کفه بین کتفی فوجدت بردانا مله بین ثدی فتجلی لی کل شیء وعرفت)) ترجمہ: میں نے اللہ عزوجل کا دیدار کیا، اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا، میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی، پس میرے لیے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔

(سنن الترمذی ،ج5 ،ص 221، دارالغرب الاسلامی ،بیروت)

امام ترمذی اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں ''هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ هَذَا الحَدِيثِ، فَقَالَ:هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيح '' ترجمہ: یہ حدیث حسن صحیح ہے، میں نے امام بخاری سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(سنن الترمذی ،ج5 ،ص 222، دارالغرب الاسلامی ،بیروت)

زمین وآسمان کا علم

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں ((فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمَاوَاتِ وَمَا فِی الْأَرْضِ)) ترجمہ: میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

(سنن الترمذی ،ج5 ،ص 222، دارالغرب الاسلامی ،بیروت)

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوۃ میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں ''پس دانستم هرچه در آسمانها وهرچه در زمین ها بود عبارت

است از حصولِ تمامہ علوم جزوی و کلّی واحاطہ آں

''ترجمہ: چنانچہ میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے یہ تعبیر ہے تمام علوم کے حصول اور ان کے احاطہ سے چاہے وہ علوم جزوی ہوں یا کُلی۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الصلوۃ، باب المساجد و مواضع الصلوۃ، ج 1، ص333، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

مشرق ومغرب کا علم

ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں ((فَعَلِمْتُ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالمَغْرِبِ)) ترجمہ: میں نے جان لیا جو کچھ مشرق ومغرب کے درمیان ہے۔

(سنن الترمذی، ج5، ص 222، دارالغرب الاسلامی، بیروت)

عذاب کیوں ہورہا ہے؟

صحیح بخاری میں ہے ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَیْنِ، فَقَالَ: إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لاَ يَسْتَتِرُ مِنَ البَوْلِ، وَأَمَّا الآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً، فَشَقَّهَا نِصْفَيْنِ، فَغَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لِمَ فَعَلْتَ هَذَا؟ قَالَ: لَعَلَّهُ يُخَفِّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا)) ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ان دونوں کو عذاب ہورہا ہے اور کسی بڑے معاملہ کے سبب عذاب نہیں ہورہا، ان میں سے ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلیاں کھاتا پھرتا تھا، پھر ایک سبز شاخ لی اور اس کے دو حصے کیے، پھر ہر قبر پر ایک حصہ گاڑ دیا۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! ایسا کیوں کیا؟ فرمایا: جب تک یہ خشک نہ ہوں تو ان کے عذاب میں تخفیف رہے گی۔

(صحیح بخاری، باب ماجاء غسل البول، ج1، ص53، مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں ''حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غیب جانتے ہیں کہ یہ بھی جان لیا کہ ان پر عذاب ہورہا ہے اور یہ بھی جان لیا کہ کس بناء پر ہورہا ہے نیز یہ جان لیا کہ ان شاخوں کے رکھنے سے تخفیف ہوگی اور یہ بھی جان لیا کہ کب تک ہوگی۔ اس حدیث میں اکٹھے چار علمِ غیب کی خبر ہے۔ (نزھۃ القاری، ج2، ص109، برکاتی پبلشرز، کراچی)

کل کیا ہوگا؟

صحیح بخاری میں ہے، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ: لَأُعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ، قَالَ: فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَاهَا، فَقَالَ: أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ. فَقِيلَ: هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ، قَالَ: فَأَرْسَلُوا إِلَيْهِ. فَأُتِيَ بِهِ فَبَصَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ، فَبَرَأَ حَتَّى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ، فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ)) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے غزوۂ خیبر کے روز فرمایا: یہ جھنڈا کل میں ایسے شخص کو دوں گا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں فتح عطا فرمائے گا، جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں، راوی کہتے ہیں: لوگوں نے رات بے چینی سے گزاری کہ دیکھتے ہیں کل جھنڈا کسے ملتا ہے، جب صبح ہوئی تو لوگ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، ہر ایک کی خواہش تھی کہ جھنڈا اسے دیا جائے۔ رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے

ارشاد فرمایا: علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟ عرض کی گئی: یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں، فرمایا: انہوں بلاؤ، انہیں بلایا گیا تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اوران کے لیے دعا فرمائی، وہ ایسے شفایاب ہوگئے گویا انہیں تکلیف ہوئی ہی نہ ہو، پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے انہیں جھنڈا عطا فرما دیا۔

(صحیح بخاری، باب غزوۃ خیبر، ج5، ص134، مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

دوسری روایت ہے ((فَأَعْطَاهُ فَفُتِحَ عَلَيْهِ)) ترجمہ: حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے انہیں جھنڈا عطا فرمایا اور انہیں کے ہاتھ پر فتح حاصل ہوئی۔

(صحیح بخاری، باب غزوۃ خیبر، ج5، ص134، مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

کون کہاں مرے گا؟

سرور کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے غزوۂ بدر شروع ہونے سے پہلے ہی مرنے والے کافروں کی جگہوں کی نشاندہی فرمادی تھی، چنانچہ صحیح مسلم میں ہے ((فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: هَذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ، قَالَ: وَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ هَاهُنَا، هَاهُنَا، قَالَ: فَمَا مَالَ أَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: یہ فلاں کافر کے قتل ہونے کی جگہ ہے (راوی کہتے ہیں) اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اپنا ہاتھ زمین پر رکھتے تھے کہ یہاں یہاں (فلاں کافر مرے گے)، راوی (یعنی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں: ان میں سے کوئی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ہاتھ کی جگہ سے نہ ہٹا (یعنی جس کے بارے میں جہاں فرمایا تھا وہیں مرا)۔

(صحیح مسلم، باب غزوۂ بدر، ج3، ص1403، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

وصال کب ہوگا؟

صحیح بخاری میں ہے ((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِي شَكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ، ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ، قَالَتْ: فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَتْ: سَارَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُقْبَضُ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ أَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ)) ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے اس مرض میں بلایا جس میں آپ کا وصال ہوا، ان کو سرگوشی میں کوئی بات بتائی تو وہ رونے لگیں، پھر بلا کر سرگوشی کی تو وہ ہنس پڑیں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس بارے میں ان سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے سرگوشی میں مجھے بتایا کہ اسی مرض میں ان کا وصال ہوجائے گا تو میں رونے لگی، پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے سرگوشی میں مجھے بتایا کہ ان کے گھر والوں میں سے سب سے پہلی میں ہوں جو ان کے پیچھے دنیا سے جاؤں گی، تو میں ہنس پڑی۔

(صحیح بخاری، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، ج4، ص204، مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

کون قتل کرے؟

حضرت سیدنا عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی کی تعمیر کے لیے اینٹیں اٹھا کر لا رہے تھے، نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے انہیں دیکھا تو ارشاد فرمایا ((وَيْحَ عَمَّارٍ، تَقْتُلُهُ الفِئَةُ البَاغِيَةُ، يَدْعُوهُمْ إِلَى الجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ قَالَ: يَقُولُ عَمَّارٌ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الفِتَنِ)) ترجمہ: وائے عمار! اسے باغی گروہ قتل کرے گا، یہ انہیں جنت کی طرف بلائیں گے اور وہ انہیں جہنم کی طرف بلائیں گے، راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے: میں فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔

(صحیح بخاری، باب التعاون فی بناء المساجد، ج1، ص97، مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

محدث شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں ''اس فرمانِ عالی میں تین غیبی خبریں ہیں: ایک یہ کہ حضرت عمار شہید ہوں گے، دوسرے یہ کہ مظلوم ہوں گے، تیسرے یہ کہ ان کے قاتل باغی ہوں گے یعنی امام برحق پر بغاوت کرنے والے۔ یہ تینوں خبریں مِن وعَن اسی طرح ظاہر ہوئیں۔

(مرأة المناجيح، كتاب الفضائل، باب في المعجزات، ج8، ص179، نعیمی کتب خانه، گجرات)

تو ان میں سے ہے

صحیح بخاری میں ہے((قَالَ: عُمَيْرٌ، فَحَدَّثَتْنَا أُمُّ حَرَامٍ: أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ البَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوا، قَالَتْ أُمُّ حَرَامٍ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا فِيهِمْ؟ قَالَ: أَنْتِ فِيهِمْ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ مَغْفُورٌ لَهُمْ، فَقُلْتُ: أَنَا فِيهِمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: لاَ)) ترجمہ: حضرت عمیر کہتے ہیں کہ ہمیں ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: میری امت میں پہلا لشکر جو سمندر کے راستے جہاد کرے گا، وہ (اپنے لیے جنت) واجب کرلے گا، ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا میں ان میں ہوں؟ ارشاد فرمایا: ہاں تم ان میں سے ہو۔ پھر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کا جو پہلا لشکر قیصر کے شہر میں جہاد کرے گا، وہ مغفور (بخشا ہوا) ہے۔ میں نے عرض کیا: کیا میں ان میں ہوں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔

(صحيح بخاری، كتاب الجهاد والسير، باب ماقيل في قتال الروم، ج4، ص42، مطبوعه دارطوق النجاة)

صحیح بخاری کی ایک دوسری روایت میں یہ کلمات بھی ہیں((فَرَكِبَتِ البَحْرَ

فِي زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ البَحْرِ، فَهَلَكَتْ)) ترجمہ: حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں سمندر کے راستے جہاد میں گئیں، سمندر پار کرکے جب خشکی پر اتر کر چوپائے پر سوار ہوئیں تو اس سے گر کر وفات پاگئیں۔

(صحيح بخاری، كتاب الجهاد والسير، باب الدعاء بالجهاد والشهادة للرجال والنساء، ج4، ص16، مطبوعه دارطوق النجاة)

ایک صدیق، دو شہید

صحیح بخاری میں ہے((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُحُدٍ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، فَرَجَفَ بِهِمْ، فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ، قَالَ: اثْبُتْ أُحُدُ فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ، أَوْ صِدِّيقٌ، أَوْ شَهِيدَانِ)) ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر چڑھے، ان کے ساتھ ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بھی احد پہاڑ پر چڑھے، پہاڑ لرزنے لگا، تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پاؤں سے ٹھوکر مار کر ارشاد فرمایا: اے احد! ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔

(صحيح بخاری، باب مناقب عمر بن خطاب، ج5، ص11، مطبوعه دارطوق النجاة)

چلتا پھرتا شہید

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں((انَّ طَلْحَةَ مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: شَهِيدٌ يَمْشِي عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ)) ترجمہ: بے شک حضرت طلحہ نبی مکرم نور مجسم شاہ بنی آدم رسول محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ شہید ہے جو

زمین پر چل رہا ہے۔

(ابن ماجہ،فصل طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ،ج 1،ص46،داراحیاء الکتب العربیہ،بیروت)

البانی نے اس حدیث کو صحیح لکھا ہے۔

(ابن ماجہ،فصل طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ،ج 1،ص46،داراحیاء الکتب العربیہ،بیروت)

جامع ترمذی میں حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى شَهِيدٍ يَمْشِي عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ)) ترجمہ: جو خوش آئے کہ زمین پر چلتا پھرتا شہید دیکھے تو وہ طلحہ بن عبید اللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کو دیکھ لے۔

(جامع الترمذی،مناقب ابی محمد طلحہ بن عبید اللہ،ج6،ص96،دارالغرب الاسلامی،بیروت)

حبشه کی خبر مدینه میں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:((نَعَى لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ النَّجَاشِيَ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ، فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، فَقَالَ:اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ)) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نے ہمیں حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے وصال کی خبر اسی دن دی جس دن ان کا انتقال ہوا،آپ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو۔

(صحیح مسلم،باب فی التکبیر علی الجنازہ،ج2،ص657،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

تمھارے پاس قالین ہوں گے

صحیح بخاری میں ہے((عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ، قَالَ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ:هَلْ لَكُمْ مِنْ أَنْمَاطٍ قُلْتُ :وَأَنَّى يَكُونُ لَنَا الْأَنْمَاطُ؟ قَالَ: أَمَا إِنَّهُ سَيَكُونُ لَكُمُ الْأَنْمَاطُ فَأَنَا أَقُولُ لَهَا يَعْنِي امْرَأَتَهُ أَخِّرِي عَنِّي أَنْمَاطَكِ،

فَتَقُولُ:أَلَمْ يَقُلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ:إِنَّهَا سَتَكُونُ لَكُمُ الْأَنْمَاطُ فَأَدَعُهَا)) ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صَلَّى اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نے (مجھ سے) فرمایا: کیا تمہارے پاس قالین ہے؟ میں نے عرض کیا: ہمارے پاس قالین کہاں سے آئیں گے؟ ارشاد فرمایا: یاد رکھو عنقریب تمہارے پاس قالین ہوں گے۔(حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اب واقعی وہ وقت آگیا ہے کہ ہمارے گھر میں قالین ہیں) جب میں اپنی بیوی سے کہتا ہوں کہ اپنا قالین مجھ سے دور رکھو تو وہ کہتی ہے: کیا نبی پاک صَلَّى اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ تمہارے پاس عنقریب قالین ہوں گے؟ اس پر میں اسے چھوڑ دیتا ہوں یعنی خاموش ہوجاتا ہوں۔ (صحیح بخاری ،باب علامات النبوۃ فی الاسلام،ج 4،ص205،مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

جنت میں داخل ہونے والا آخری

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّى اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:((انِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا، وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا، رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ كَبْوًا، فَيَقُولُ اللَّهُ:اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَيَأْتِيهَا، فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى، فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ:يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَى، فَيَقُولُ:اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى، فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ:يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَى، فَيَقُولُ:اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ أَمْثَالِهَا -أَوْ:إِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشَرَةِ أَمْثَالِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ:تَسْخَرُ مِنِّي أَوْ:تَضْحَكُ مِنِّي وَأَنْتَ الْمَلِكُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ وَكَانَ يَقُولُ:ذَاكَ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً)) ترجمہ: جہنم سے نکلنے والوں

میں سے آخری نکلنے والے کو اور جنت میں آخری داخل ہونے والے کو میں اچھی طرح جانتا ہوں، ایک آدمی آگ سے گھسیٹتا ہوا نکلے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ، وہ وہاں جائے گا، اسے خیال آئے گا کہ جنت بھری ہوئی ہے، وہ وہاں سے لوٹ آئے گا اور عرض کرے گا: اے میرے رب میں نے جنت بھری ہوئی پائی، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ، وہ وہاں جائے گا، اسے خیال آئے گا کہ جنت بھری ہوئی ہے، وہ (دوبارہ) وہاں سے لوٹ آئے گا اور عرض کرے گا: اے میرے رب میں نے جنت بھری ہوئی پائی، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ، جنت میں تمہارے لیے دنیا کے برابر بلکہ اس سے بھی دس گنا ہے، وہ عرض کرے گا: کیا تو مجھ سے تمسخر کرتا ہے حالانکہ تو بادشاہ ہے، (راوی کہتے ہیں کہ) میں نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو دیکھا کہ حضور ہنسے حتی کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے دندانِ مبارکہ ظاہر ہو گئے، فرمایا کرتے کہ یہ جنت والوں میں سے ادنی درجہ کا ہوگا۔ (صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ج8، ص117، مطبوعہ دار طوق النجاة)

مستقبل میں آنے والے بدمذہبوں کی نشانیاں

صحیح بخاری میں ہے((انَّ أَبَا سَعِيدٍ الخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْسِمُ قِسْمًا، أَتَاهُ ذُو الخُوَيْصِرَةِ، وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اعْدِلْ، فَقَالَ: وَيْلَكَ، وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ، قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ. فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ائْذَنْ لِي فِيهِ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ؟ فَقَالَ: دَعْهُ، فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلاَتَهُ مَعَ صَلاَتِهِمْ، وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ، يَقْرَءُونَ القُرْآنَ لاَ يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يُنْظَرُ إِلَى نَصْلِهِ فَلاَ يُوجَدُ

فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى رِصَافِهِ فَمَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى نَضِيِّهِ - وَهُوَ قِدْحُهُ -، فَلاَ يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى قُذَذِهِ فَلاَ يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، قَدْ سَبَقَ الفَرْثَ وَالدَّمَ، آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ، إِحْدَى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ المَرْأَةِ، أَوْ مِثْلُ البَضْعَةِ تَدَرْدَرُ، وَيَخْرُجُونَ عَلَى حِينِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَأَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ هَذَا الحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ، فَأَمَرَ بِذَلِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَأُتِيَ بِهِ، حَتَّى نَظَرْتُ إِلَيْهِ عَلَى نَعْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي نَعَتَهُ)) ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تھے اور آپ کچھ تقسیم فرما رہے تھے کہ آپ کے پاس چھوٹی کوکھ والا ایک شخص آیا جو بنی تمیم سے تھا کہنے لگا یا رسول اللہ انصاف کیجیے، حضور نے فرمایا: تیری خرابی ہو اگر میں انصاف نہ کروں تو اور کون انصاف کرے گا، اگر میں عدل وانصاف نہ کروں تو تو خائب وخاسر ہو جائے، اس کی اس گستاخی پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجیے میں اس کی گردن ماردوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو کہ اس کے کچھ ساتھی ہوں گے کہ تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابلے میں اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابلے میں حقیر جانو گے، یہ قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا یہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے شکار (ہونے والے جانور) سے تیر نکل جاتا ہے، اگر اس (تیر) کے پھل (یعنی نوکدار حصے) کو دیکھا جائے تو (خون اور گندگی وغیرہ سے) کچھ نہیں پایا جائیگا، پھر اس کی بندش کو دیکھا جائے تب بھی کچھ نہیں پایا جائیگا، اور پھر اس کی لکڑی کو دیکھا جائے تب بھی (خون اور گندگی وغیرہ سے) کچھ نہ پایا جائے، اسی طرح اگر تیر کے پر کو دیکھا جائے تو

اس پر بھی کچھ نہیں ہوگا حالانکہ وہ لید اور خون سے گزرا ہے، ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک کالا آدمی ہوگا جس کا بازو عورت کے پستان کی طرح یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہوگا جب لوگوں میں اختلافات پیدا ہوجائینگے تو اس وقت یہ لوگ نکلیں گے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ حدیث میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنی تھی اور میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لوگوں کے ساتھ جنگ کی ہے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آدمی کو تلاش کرنے کا حکم دیا جب اسے لایا گیا تو میں نے خود اس میں وہ تمام نشانیاں دیکھیں جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمائیں تھیں۔

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، ج 4، ص 200، مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

صحیح بخاری کی ایک اور روایت میں اس شخص کی علامات ان الفاظ سے بیان فرمائیں ((فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ العَيْنَيْنِ، مُشْرِفُ الوَجْنَتَيْنِ، نَاشِزُ الجَبْهَةِ، كَثُّ اللِّحْيَةِ، مَحْلُوقُ الرَّأْسِ، مُشَمَّرُ الإِزَارِ)) ترجمہ: پھر ایک شخص کھڑا ہوا جس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئیں تھیں اور گال ابھرے ہوئے تھے، پیشانی آگے کو ابھری ہوئی تھی، داڑھی گھنی، سر منڈا اور شلوار چڑھی ہوئی تھی۔

(صحیح بخاری، باب بعث علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج 5، ص 163، مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

خوارج کا تعارف

علماء فرماتے ہیں: یہ خارجی لوگ اولا حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے لشکر کے سپاہی تھے اور جان و مال قربان کرتے تھے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت

امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح کی تو یہ لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض و عداوت میں اتنے بڑھے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متنفر ہوگئے، جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صلح کے لئے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو حکم بنایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو حکم بنایا تو ان خارجی لوگوں نے کہا کہ حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں مشرک ہوگئے کیونکہ ان حضرات نے اللہ عزوجل کے سوا کسی کو اپنا حکم بنایا، ذاتی و عطائی کا فرق مٹاتے ہوئے، صحابہ کو مشرک ٹھہرانے کے لئے یہ آیت پڑھتے تھے، ﴿ان الحکم الا للہ﴾ ترجمہ: حکم تو سب اللہ ہی کا ہے۔ لیکن قرآن شریف کی اس آیت سے منکر ہوگئے جس میں بندوں کو حکم بنانے کی اجازت دی گئی ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے، ﴿وان خفتم شقاق بینھما فابعثو حکما من اھلہ وحکما من اھلھا﴾ ترجمہ: تو ایک پنچ (صلح کرانے والا) مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے۔ جس طرح آج بھی کچھ لوگ ذاتی و عطائی کا فرق کیے بغیر مسلمانوں کو مشرک بنانے کے لئے قرآن شریف کی بعض آیتیں پڑھتے ہیں اور بعض آیتوں سے انکار کر دیتے ہیں، اللہ عزوجل کی عطا سے بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علم غیب کے ماننے والوں کو مشرک سمجھتے ہوئے اپنے باطل عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے انہیں یہ آیت تو یاد رہتی ہے ﴿فقل انما الغیب للہ﴾ ترجمہ: تم فرماؤ غیب تو اللہ کے لئے ہے۔ لیکن قرآن عظیم کی وہ آیت جس میں اس بات کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا ہے وہ یاد نہیں رہتی ﴿وما ھو علی الغیب بضنین﴾ ترجمہ: اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ﴿عالم الغیب فلایظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول﴾ تر

ترجمہ:غیب کا جاننے والا تو اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ایسے لوگ اگر ذاتی وعطائی کا فرق مان لیتے تو ہرگز قرآنی آیتوں کا انہیں انکار نہ کرنا پڑتا اور مسلمانوں کو مشرک کہنے سے محفوظ رہتے ،الحمدللہ اہلسنت وجماعت ذاتی و عطائی کا فرق مانتے ہوئے دونوں آیتوں پر ایمان لائے ،بے شک ذاتی علم غیب اللہ عزوجل کے سوائے کسی کو نہیں اور اسکی عطا سے اسکے پسندیدہ رسولوں کو بھی علم غیب ہے،خوارج کی تعداد دس ہزار تھی اولا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما خوارج کے درمیان تشریف لے گئے اور انہیں ذاتی وعطائی کا فرق سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ بے شک حقیقی حکم تو اللہ ہی ہے لیکن اس کی عطا سے اس کے بندے بھی حکم ہیں اور دلیل میں مذکورہ آیت ﴿وان خفتم شقاق بينهما فابعثو حكما من اهله وحكما من اهلها﴾ پیش فرمائی،،حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سمجھانے پر پانچ ہزار خارجیوں نے توبہ کر لی باقی پانچ ہزار حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار ذوالفقار سے مارے گئے ،حضرت مولا علی جب اس جہاد سے فارغ ہوئے تو خارجیوں کی لاشیں بکھری پڑی تھیں بظاہر یہ لوگ قرآن پڑھنے والے تھے،حضرت علی نے اپنے ساتھیوں کو اس بات کا یقین دلانے کے لئے کہ ہم نے ان لوگوں کو قتل کیا ہے جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار ہونے والے جانور سے نکل جاتا ہے،(اور جن کے بارے میں فرمایا تھا)ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک کالا آدمی ہوگا جس کا ایک بازو پستان کی طرح یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہوگا ،اس شخص کی لاش تلاش کرنیکا حکم دیا،تلاش بسیار کے بعد وہ لاش ملی جو کہ بہت سی لاشوں کے درمیان دبی ہوئی تھی بالکل وہی علامات موجود تھیں جو کہ حضور انور نے ارشاد فرمائی تھی اس سے بڑھ کر رسول اللہ کے علم غیب کا

ثبوت کیا ہوگا۔ (ملخصا،مرآۃ المناجیح،ج8،ص199،نعیمی کتب خانہ،گجرات)

یہ نکلتے رہیں گے

سنن نسائی میں ہے،حضرت ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:((سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأُذُنِي، وَرَأَيْتُهُ بِعَيْنِي، أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ فَقَسَمَهُ، فَأَعْطَى مَنْ عَنْ يَمِينِهِ، وَمَنْ عَنْ شِمَالِهِ، وَلَمْ يُعْطِ مَنْ وَرَاءَهُ شَيْئًا، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ وَرَائِهِ فَقَالَ :يَا مُحَمَّدُ، مَا عَدَلْتَ فِي الْقِسْمَةِ رَجُلٌ أَسْوَدُ مَطْمُومُ الشَّعْرِ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَبْيَضَانِ، فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَضَبًا شَدِيدًا وَقَالَ :وَاللَّهِ لَا تَجِدُونَ بَعْدِي رَجُلًا هُوَ أَعْدَلُ مِنِّي، ثُمَّ قَالَ :يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ كَأَنَّ هَذَا مِنْهُمْ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، سِيمَاهُمُ التَّحْلِيقُ، لَا يَزَالُونَ يَخْرُجُونَ حَتَّى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ، وَالْخَلِيقَةِ)) ترجمہ:میں نے اپنی آنکھوں سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے،اور اپنے دونوں کانوں سے یہ سنا ہے کہ:ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس مال غنیمت لایا گیا آپ نے اسے تقسیم کر دیا،جو آپ کے دائیں تھے اور جو بائیں تھے انہیں دیا اور جو پیچھے تھے انہیں نہیں دیا چنانچہ پیچھے سے ایک شخص کھڑا ہوا اس نے کہا کہ اے محمد تو نے تقسیم میں عدل نہیں کیا،وہ شخص کالا تھا اور اس کا سر منڈھا ہوا تھا اور دو سفید چادریں اس پر تھیں اس کے اس گستاخانہ جملے پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شدید غضبناک ہوئے اور فرمایا میرے بعد مجھ سے بڑھ کر تم عادل نہ پاؤ گے،پھر فرمایا:آخری زمانے میں ایک قوم نکلے گی گویا یہ بھی ان میں سے ہے،جو قرآن بہت پڑھیں گے لیکن ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا

اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے، ان کی علامت سر منڈانا ہے، یہ نکلتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ مسیح دجال کے ساتھ نکلے گا تو جب تم ان سے ملو تو انہیں قتل کر دو اور جان لو کہ یہ بدترین مخلوق ہے۔

(سنن نسائی، کتاب تحریم الدم، باب من شهر سيفه ثم وضعه فی الناس، ج 7، ص119، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب)

نجد سے شیطان کا سینگ نکلے گا

صحیح بخاری میں ہے ((عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا، وَفِي يَمَنِنَا قَالَ: قَالُوا: وَفِي نَجْدِنَا؟ قَالَ: قَالَ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا وَفِي يَمَنِنَا قَالَ: قَالُوا: وَفِي نَجْدِنَا؟ قَالَ: قَالَ: هُنَاكَ الزَّلاَزِلُ وَالفِتَنُ، وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ)) ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے شام اور ہمارے یمن میں برکت عطا فرما، راوی کہتے ہیں: لوگوں نے عرض کیا: اور ہمارے نجد میں؟ پھر دعا فرمائی: اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے شام اور ہمارے یمن میں برکت عطا فرما، راوی کہتے ہیں: لوگوں نے عرض کیا: اور ہمارے نجد میں؟ راوی کہتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔

(صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: الفتنة من قبل المشرق، ج2، ص33، مطبوعہ دار طوق النجاة)

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ''وبنجد يطلع قرن الشَّيْطَان، أَي: أمته وَحزبه'' ترجمہ: نجد میں شیطان کا سینگ نکلے گا یعنی شیطانی گروہ اور شیطانی جماعت نکلے گی۔ (عمدۃ القاری، ج7، ص59، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

صلح کروائے گا

صحیح بخاری میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى المِنْبَرِ وَالحَسَنُ إِلَى جَنْبِهِ، يَنْظُرُ إِلَى النَّاسِ مَرَّةً وَإِلَيْهِ مَرَّةً، وَيَقُولُ: ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ المُسْلِمِينَ)) ترجمہ: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے سنا اور امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پہلو میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی لوگوں کی طرف دیکھتے اور کبھی امام حسن کی طرف اور فرما رہے تھے: میرا یہ بیٹا سردار ہے اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کروا دے گا۔

(صحیح بخاری، باب مناقب الحسن والحسين رضی الله تعالیٰ عنهما، ج 5، ص26، مطبوعہ دار طوق النجاة)

اس صلح کا بیان ہے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں پیش آئی، جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ چالیس ہزار جاں نثار تھے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ کی تیاری تھی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح کرتے ہوئے آپ کے حق میں سلطنت سے دست برداری کر لی۔ اس حدیث پاک سے جہاں یہ پتا چلا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم علمِ غیب جانتے ہیں وہاں یہ بات بھی پتا چلی کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس صلح سے راضی اور خوش ہیں۔

صحابہ کرام اور علمِ غیب

امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 923ھ) فرماتے ہیں ''قد اشتهر وانتشر امره صلی اللہ علیہ وسلم بين اصحابه بالاطلاع على الغيوب'' ترجمہ: بے شک صحابہ کرام میں مشہور و معروف تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غیبوں کا علم ہے۔

(المواہب اللدنیۃ، المقصد الثامن، الفصل الثالث، ج3، ص125، المکتبۃ التوفیقیہ، القاہرہ)

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ (1122ھ) **فرماتے ہیں** ''اصحابہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جازمون باطلاعہ علی الغیب '' **ترجمہ: صحابہ کرام یقین کے ساتھ حکم لگاتے تھے کہ رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ **کو غیب کا علم ہے۔**

(شرح الزرقانی علی المواہب الدنیۃ،الفصل الثالث ،ج10،ص113،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

امام ابن حاج مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علمِ غیب

امام ابن حاج مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 737ھ) ''**مدخل**'' **میں لکھتے ہیں:**

''لَا فَرْقَ بَیْنَ مَوْتِہٖ وَحَیَاتِہٖ أَعْنِی فِی مُشَاھَدَتِہٖ لِأُمَّتِہٖ وَمَعْرِفَتِہٖ بِأَحْوَالِھِمْ وَنِیَّاتِھِمْ وَعَزَائِمِھِمْ وَخَوَاطِرِھِمْ، وَذٰلِکَ عِنْدَہٗ جَلِیٌّ لَا خَفَاءَ فِیہِ'' **نبی کریم** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ **کی حیات ووفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ حضور** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ **اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں، نیتوں، ارادوں اور دل کے خطرات کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ **پر ایسا روشن ہے کہ جس میں کچھ پوشیدگی نہیں۔** (مدخل لابن حاج،فصل زیارۃ سید الاولین وآخرین،ج1،ص259،دارالتراث،بیروت)

علامہ نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علمِ غیب

علامہ نظام الدین نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 850ھ) **فرماتے ہیں**

''وَیَعْلَمُ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ما بَیْنَ أَیْدِیھِمْ من أولیات الأمور قبل خلق الخلائق۔۔وَما خَلْفَھُمْ من أحوال القیامۃ '' **ترجمہ: حضرت محمد مصطفیٰ** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ **مخلوق کے پیدا ہونے سے پہلے کے حالات جانتے ہیں اور بعد کے یعنی قیامت کے احوال بھی جانتے ہیں۔**

(تفسیر نیشاپوری،سورۂ بقرہ،آیت255،ج2،ص19،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علم غیب

مواہب اللدنیہ میں امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 923ھ) **حضور**

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ **کے اسم مبارک ''نبی'' کے بیان میں فرمایا** ''النبوۃ ماخوذۃ من النباء وھوالخبر ای ان اللّٰہ تعالیٰ اطلعہ علیٰ غیبہ '' **ترجمہ: نبوت ماخوذ ہے نباء سے اور اس کا مطلب ہے خبر دینا یعنی حضور کو نبی اس لیے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو اپنے غیب کا علم دیا۔**

(المواہب اللدنیہ ،المقصد الثانی،الفصل الاول،ج،ص،ج1،ص468 ،المکتبۃ التوفیقیہ،القاہرہ)

امام ابن حجر مکی اور علامہ شامی

امام ابن حجر مکّی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 974ھ) ''**کتاب الاعلام**'' **اور علامہ شامی** رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1252ھ) ''**سل الحسام**'' **میں فرماتے ہیں** ''الخواص یجوزان یعلمواالغیب فی قضیۃ او قضایا کما وقع لکثیر منھم و اشتھر'' **ترجمہ: جائز ہے کہ اولیاء کو کسی واقعے یا وقائع میں علم غیب ملے جیسا کہ ان میں بہت کے لیے واقع ہو کر مشہور ہوا۔**

(الاعلام بقواطع الاسلام ،ص359،مکتبۃ الحقیقۃ بشارع دارالشفقۃ،استنبول ترکی☆سل الحسام،رسالہ من رسائل ابن عابدین ،ج2،ص311،سہیل اکیڈیمی ،لاہور)

علامہ دمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علمِ غیب

علامہ کمال الدین دمیری رحمۃ اللہ علیہ (808ھ) **فرماتے ہیں** ''وکتاب الجفر جلد کتب فیہ الإمام جعفر بن محمد الصادق لآل البیت کل ما یحتاجون إلی علمہ وکل ما یکون إلی یوم القیامۃ '' **ترجمہ: جفر ایک جلد ہے کہ امام جعفر صادق** رضی اللہ تعالیٰ عنہ **نے لکھی اور اس میں اہل بیت کرام کے لیے جس چیز کے علم کی انہیں حاجت پڑے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب تحریر فرما دیا۔** (حیوۃ الحیوان الکبریٰ،تحت لفظ الجفرۃ ،ج1،ص283،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علمِ غیب

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (1014ھ) فرماتے ہیں"علمہ صلی اللہ علیہ وسلم حاو لفنون العلم (الیٰ ان قال)ومنها علمه بالامور الغيبية "ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اقسام علم کو حاوی ہے غیبوں کا علم بھی علمِ حضور کی شاخوں سے ایک شاخ ہے۔

(الزبدة العمدةشرح البردة تحت شعرو واقفون لديه عندحدّهم ، ص57، جمعية علماء، سكندريه خير پور)

ایک مقام پرفرماتے ہیں"كون علمهما من علومه صلی اللہ علیہ وسلم ان علومه تتنوع الى الكليات والجزئيات و حقائق و دقائق وعوارف ومعارف تتعلق بالذات والصفات وعلمهما يكون سطرامن سطور علمه ونهراً من بحور علمه ثم مع هذا هو من بركة وجوده صلی اللہ علیہ وسلم"

ترجمہ:لوح وقلم کا علم علومِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ٹکڑا اس لیے ہے کہ حضور کے علم متعدد انواع ہیں کلیات، جزئیات، حقائق دقائق،عوارف اور معارف کہ ذاتِ و صفاتِ الٰہی سے متعلق ہیں اورلوح وقلم کا علم تو حضور کے مکتوب علم سے ایک سطر اور اس کے سمندروں سے ایک نہر ہے، پھر بایں ہمہ وہ حضور ہی کی برکت وجود سے تو ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔(الزبدة العمدة فی شرح البردة، ص18،ناشر جمعية علماء سكندريه ،خير پور سنده)

علامہ مناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علمِ غیب

علامہ مناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 1031ھ) فرماتے ہیں"النفوس القدسية إِذا تجردت عَن العلائق الْبُدَنِيَّة اتَّصَلت بالملأ الْأَعْلَى وَلم يبْق لَهَا حجاب فترى وَتسمع الْكل كالمشاهد"ترجمہ:پاک جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا ہوتی ہیں، ملاءاعلیٰ سے مل جاتی ہیں اوران کے لیے کچھ پردہ نہیں رہتا تو سب کچھ ایسا دیکھتی سنتی ہیں جیسے یہاں موجود ہیں۔

(التيسيرشرح جامع صغير،حرف الحاء،ج1،ص502،مكتبة الامام الشافعي،رياض)

علامہ شہاب الدین خفاجی اور علمِ غیب

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1069ھ) فرماتے ہیں"ذكر العراقی فی شرح المهذب انه صلی اللہ علیہ وسلم عرضت عليه الخلائق من لدن ادم علیہ الصلوۃ والسلام الى قيام الساعة فعرفهم كلّهم كما علم ادم الاسماء"

ترجمہ:امام عراقی شرح مہذب میں فرماتے ہیں کہ آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے لے کر قیامت تک کی تمام مخلوقات الٰہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر عرض کی گئیں تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ان سب کو پہچان لیا جس طرح آدم علیہ الصلوۃ والسلام کو تمام نام تعلیم ہوئے تھے۔

(نسيم الرياض، الباب الثالث، فصل فيما وردمن ذكر مكانته،ج 2،ص208 ،مركز اہلسنت بركاتِ رضا ،گجرات الهند)

امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علم غیب

امام اجل محمد بوصیری شرف الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ"مدحیہ ہمزیہ"میں عرض کرتے ہیں:

لك ذات العلوم من عالم الغيب ومنها لأدم الاسماء

ترجمہ:عالم غیب سے آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے علوم کی ذات ہے اور آدم علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے نام۔

(مجموع المتون، متن قصيدة الهمزيه الشئون الدينية،ص11، دولة قطر)

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ"قصیدہ بردہ"شریف میں عرض کرتے ہیں:

فانّ من جودك الدّنيا وضرّتها ومن علومك علم اللّوح والقلم

ترجمہ:یعنی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت دونوں حضور کے خوانِ جود وکرم سے ایک ٹکڑا ہیں اور لوح وقلم کا تمام علم جن میں ما کان و ما یکون مندرج ہے حضور کے

علوم سے ایک حصہ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلک وصحبک وبارک وسلم۔''

(مجموع المتون ،متن قصیدۃ البردۃ ،ص10،الشئون الدینیۃ، دولۃ قطر)

شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علمِ غیب

محقق علی الاطلاق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''ہر چہ در دنیا است از زمانِ آدم تا اوان نفخہ اولیٰ بروے صلی اللہ علیہ وسلم منکشف ساختند تا ہمہ احوال او را از اول تا آخر معلوم کرد ویارانِ خود را نیز از بعضے ازاں احوال خبر داد'' ترجمہ: جو کچھ دنیا میں ہے آدم علیہ السلام کے زمانے سے نفخہ اُولیٰ تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف کردیا ہے یہاں تک کہ تمام احوال آپ کو اول سے آخر تک معلوم ہوگئے ان میں سے کچھ اپنے دوستوں کو بھی بتادیئے۔

(مدارج النبوۃ،باب پنجم، وصل خصائص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج 1،ص144، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

نیز فرماتے ہیں ''﴿وھو بکل شیء علیم﴾ و وے صلی اللہ علیہ وسلم دانا ست برہمہ چیز از شیونات ذات الٰہی و احکام صفات حق و اسماء وافعال و آثار بجمیع علوم ظاہر و باطن اول و آخر احاطہ نمودہ و مصداق ﴿فوق کل ذی علم علیم﴾ شدہ علیہ من الصلوات افضلھا و من التحیات اتمّھا و اکملھا'' ترجمہ: وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے اور حضور سرور عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم تمام چیزوں کو جانتے ہیں، اللہ کی شانوں اور اس کے احکام اور صفات کے احکام اور اسماء وافعال و آثار ہیں، اور تمام علوم ظاہر وباطن، اول و آخر کا احاطہ کرلیا اور ﴿فوق کل ذی علم علیم﴾ (ترجمہ: ہر ذی علم سے بڑھ کر علم والا ہے) کا مصداق ہوگئے، ان پر اللہ کی

بہترین رحمتیں اور اتم واکمل تحیات ہوں۔

(مدارج النبوۃ،مقدمۃ الکتاب ،ج1،ص2,3،مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علمِ غیب

شاہ ولی اللہ صاحب فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں ''افاض علیّ من جنابہ المقدس صلی اللہ علیہ وسلم کیفیۃ ترقی العبد من حیّزہ الیٰ حیّز القدس فیتجلّی لہ حینئذٍ کل شیء کما اخبرعن ھذا المشھد فی قصۃ المعراج المنامی'' ترجمہ: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے علم عطا ہوا کہ بندہ کیونکر اپنی جگہ سے مقامِ مقدس تک ترقی کرتا ہے کہ ہر شے اس پر روشن ہوجاتی ہے جیسا کہ قصّہ معراج کے واقعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام سے خبر دی۔

(فیوض الحرمین، ص169،محمد سعید اینڈ سنز ،کراچی)

نیز اسی میں ہے ''العارف ینجذب الیٰ حیّز الحق فیصیر عبداللّٰہ فتجلّی لہ کل شیء'' ترجمہ: عارف مقامِ حق تک کھنچ کر بارگاہِ قرب میں ہوتا ہے تو وہ اللہ کا سچا بندہ ہوجاتا ہے پس ہر چیز اس پر روشن ہوجاتی ہے۔

(فیوض الحرمین، مشھد قَدَم صدقٍ عندربھم کی تفسیر ،ص 175،محمد سعید اینڈ سنز ، کراچی)

علامہ علاء الدین حصکفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علمِ غیب

علامہ علاء الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''(فُرِضَ)سَنَةَ تِسْعٍ وَإِنَّمَا أَخَّرَهُ صلی اللہ علیہ وسلم لِعَشْرٍ لِعُذْرٍ مَعَ عِلْمِهِ بِبَقَاءِ حَيَاتِهِ لِيُكْمِلَ التَّبْلِيغَ'' ترجمہ: حج 9ھ میں فرض ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے 10ھ تک کسی عذر سے مؤخر فرمایا ،حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حیات مبارکہ کے باقی رہنے کا علم تھا تاکہ تبلیغ مکمل ہوجائے۔

(درمختار مع ردالمحتار، کتاب الحج،ج2،ص455،دارالفکر،بیروت)

امداد اللہ مہاجر مکی اور علمِ غیب

حاجی امداداللہ مہاجر مکی لکھتے ہیں ''لوگ کہتے ہیں کہ علمِ غیب انبیاء واولیاء کو نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہلِ حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت وادراک مغیبات کا ان کو ہوتا ہے، اصل میں یہ علمِ حق ہے، آنحضرت علیہ السلام کو حدیبیہ اور حضرت عائشہ کے معاملات کی خبر نہ تھی اس کو دلیل اپنے دعوی کی سمجھتے ہیں، یہ غلط ہے کیونکہ علم کے واسطے توجہ ضروری ہے۔ (شمائم امدادیہ، ص110)

اشرف علی تھانوی اور علمِ غیب

اشرف علی تھانوی دیوبندی نے لکھا ''شریعت میں وارد ہوا کہ رسل واولیاء غیب اور آئندہ کی خبر دیا کرتے ہیں۔''

(تکمیل الیقین، ص135، مطبوعہ ہندستان پرنٹنگ پریس)

قاسم نانوتوی اور علمِ غیب

قاسم نانوتوی نے لکھا ''علوم اولین مثلاً اور ہیں اور علوم آخرین اور، لیکن وہ سب علمِ رسول میں مجتمع ہیں، اس طرح سے عالم حقیقی رسول اللہ ہیں اور انبیاء باقی اور اولیاء بالعرض ہیں۔'' (تحذیر الناس، ص4)

علمِ غیب اور عقیدۂ اہل سنت

غیر خدا کے لیے علم ذاتی

سوال: جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے لیے ذاتی علم مانے اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

''بلاشبہہ جو غیرِ خدا کو بے عطائے الٰہی خود بخود علم مانے قطعاً کافر ہے اور جو اس کے کفر میں تردد کرے وہ بھی کافر ہے۔'' (فتاوی رضویہ، ج29، ص408، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

ایک مقام پر فرماتے ہیں ''بلاشبہ غیر خدا کے لیے ایک ذرہ کا علم ذاتی نہیں اس قدر خود ضروریات دین سے اور منکر کافر۔''

(فتاوی رضویہ، ج29، ص450، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں ''العلم ذاتی مختص بالمولیٰ سبحنه وتعالیٰ لایمکن لغیره ومن اثبت شیئامنه ولو ادنٰی من اَدنٰی من ادنی من ذرة لاحد من العٰلمین فقد کفر واشرك'' ترجمہ: علمِ ذاتی اللہ عزوجل سے خاص ہے اس کے غیر کے لیے محال ہے، جو اس میں سے کوئی چیز اگرچہ ایک ذرّہ سے کمتر سے کمتر غیر خدا کے لیے مانے وہ یقیناً کافر ومشرک ہے۔

(الدولة المکیه، النظر الاول، ص6، مطبعہ اہل سنت، بریلی)

مطلقاً علم غیب کا انکار

سوال: جو شخص یہ کہے کہ ''حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو علم غیب مطلقاً نہ تھا یا یہ کہے کہ ''حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو بالکل غیب پر اطلاع نہ دی گئی، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا کہنے والا کافر ہے۔ امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''انکار علم غیب کہ اگر نہ صرف لفظ بلکہ معنی کا انکار

ہواور علی الاطلاق ہو کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو اصلاً غیب پر اطلاع نہ دی گئی تو یہ انکار بذاتِ خود کفر ہے کہ آیاتِ قرآنیہ ونصوصِ قاطعہ کے علاوہ خود نفس نبوتِ حضور کا انکار کیا ہے۔" (فتاوی رضویہ شریف، جلد29، صفحہ242، رضافاؤنڈیشن، مرکز الاؤلیاء، لاہور)

ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں: "اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو تمام اولین وآخرین وشرق وغرب وعرش وفرش وماتحت الثری وجملہ ما کان وما یکون الیٰ آخر الایام کے ذرے ذرے کا علم تفصیلی عطا فرمایا اس کا بیان ہمارے رسالہ "انباء المصطفیٰ" و"خالص الاعتقاد" و"الدولۃ المکیہ" وغیرہا میں ہے۔ جو کہے حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو علم غیب مطلقاً نہ تھا یا حضور کا علم اور سب آدمیوں کے برابر ہے وہ کافر ہے، امام حجۃ الاسلام غزالی وغیرہ اکابر فرماتے ہیں: "النبوۃ ھی الاطلاع علی الغیب" ترجمہ: نبوت کا معنی غیب پر مطلع ہونا ہے۔"

(فتاوی رضویہ شریف، جلد29، صفحہ283، رضافاؤنڈیشن، مرکز الاؤلیاء، لاہور)

مخلوق میں سب سے زیادہ علم

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اس پر بھی اجماع ہے کہ اس فضل جلیل میں محمد رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا حصہ تمام انبیاء وتمام جہان سے اتم واعظم ہے، اللہ عزوجل کی عطا سے حبیب اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو اتنے غیبوں کا علم ہے جن کا شمار اللہ عزوجل ہی جانتا ہے، مسلمانوں کا یہاں تک اجماع تھا۔"

(فتاوی رضویہ، ج29، ص451، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "(1) اللہ تعالیٰ عالم بالذات ہے، اس کے بغیر بتائے کوئی ایک حرف بھی نہیں جان سکتا (2) حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور دیگر انبیائے کرام کو رب تعالیٰ نے اپنے بعض غیوب کا علم دیا ہے (3) حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا علم ساری خلقت سے زیادہ ہے، حضرت آدم وخلیل علیہما السلام اور ملک

الموت وشیطان بھی خلقت ہیں، یہ تین باتیں ضروریاتِ دین میں سے ہیں، ان کا انکار کفر ہے۔" (جاء الحق، ص80، مکتبہ غوثیہ، کراچی)

کثیر علمِ غیب عطائی اور علم ماکان ومایکون کا انکار

سوال: جو اس بات کا منکر ہو کہ "اللہ تعالیٰ نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو کثیر علمِ غیب عطا فرمایا ہے" اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اور جو شخص علم ما کان وما یکون میں کلام کرے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: کثیر علم غیب عطائی کا منکر ہے تو گمراہ بددین ہے۔ اور جو کثیر علم غیب کا منکر نہ ہو صرف ما کان وما یکون میں اختلاف کرے اور ادب کے دائرے میں رہے تو وہ گمراہ ہے نہ بددین، صرف خطا پر ہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ارشاد فرماتے ہیں: "اگر علم غیب بعطائے الٰہی کثیر و وافر اشیاء وصفات واحکام وبرزخ ومعاد واشراط ساعت وگزشتہ وآئندہ کا منکر ہے تو صریح گمراہ بددین ومنکر قرآن عظیم واحادیث متواترہ ہے اور ان میں ہزاروں غیب وہ ہیں جن کا علم حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو ملنا ضروریات دین سے ہے اور ضروریات دین کا منکر یقیناً کافر، ہاں اگر تمام خباثتوں سے پاک ہو اور علم غیب کثیر و وافر بقدر مذکور پر ایمان رکھے اور عظمت کے ساتھ اس کا اقرار کرے صرف احاطہ جمیع ما کان وما یکون میں کلام کرے اور ان میں ادب وحرمت ملحوظ رکھے تو گمراہ نہیں صرف خطا پر ہے۔

(فتاوی رضویہ شریف، جلد06، صفحہ541، رضافاؤنڈیشن، مرکز الاؤلیاء، لاہور)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پانچ غیبوں میں سے بہت سے جزئیات کا علم دیا ہے، جو اس قسم دوم کا منکر ہے وہ گمراہ وبدمذہب ہے کہ صدہا احادیث کا انکار کرتا ہے۔"

(جاء الحق مع سعید الحق، ص80، مکتبہ غوثیہ، کراچی)

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا علم

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو کتنا علم عطا فرمایا ہے؟

جواب: اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''بے شک حضرت عزت (عزت عظمۃ) نے اپنے حبیب اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو تمامی اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا۔شرق تا غرب،عرش تا فرش سب انہیں دکھایا۔ملکوت السموت والارض (زمین وآسمان کی بادشاہی) کا شاہد بنایا،روزِ اول سے روزِ آخر تک سب ماکان ومایکون (جو ہو چکا اور جو ہوگا) انہیں بتایا،اشیائے مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔علم عظیم حبیب کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم ان سب کو محیط ہوا۔نہ صرف اجمالاً بلکہ صغیر وکبیر،ہر رطب و یابس،جو پتہ گرتا ہے زمین کی اندھیریوں میں جو دانہ کہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا، للّٰہ الحمد کثیراً۔

بلکہ یہ جو کچھ بیان ہوا ہرگز ہرگز محمد رسول اللہ کا پورا علم نہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین وکرم، بلکہ علم حضور سے ایک چھوٹا حصہ ہے، ہنوز (ابھی تک) احاطہ علم محمدی میں وہ ہزار دو ہزار بے حد وکنار سمندر لہرا رہے ہیں جن کی حقیقت کو وہ خود جانیں یا ان کا عطا کرنے والا ان کا مالک ومولیٰ۔''

(فتاوی رضویہ،ج29،ص486،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

ایک مقام پر فرماتے ہیں ''یہ شرق تا غرب،سماوات وارض،عرش تا فرش،ماکان وما یکون من اوّل یوم الیٰ آخرالایام سب کے ذرے ذرّے کا حال تفصیل سے جاننا وہ بالجملہ جملہ مکتوبات لوح ومکنونات قلم کو تفصیلاً محیط ہونا علوم محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے۔۔۔اللہ عزوجل کے بے شمار رحمتیں امام اجل محمد بوصیری شرف الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ پر قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں:

فانّ من جودك الدّنيا و ضرّتها   و من علومك علم اللّوح و القلم

ترجمہ:یعنی یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دنیا وآخرت دونوں حضور کے خوانِ جودوکرم سے ایک ٹکڑا ہیں اور لوح وقلم کا تمام علم جن میں ماکان وما یکون مندرج ہے حضور کے علوم سے ایک حصہ۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلک وصحبک وبارک وسلم۔''

(مجموع المتون،متن قصيدة البردة،ص10،الشئون الدينية،دولة قطر)(فتاوی رضویہ،ج29،ص501،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

اختلافی علوم غیبیہ

سوال: کیا کچھ علوم غیبیہ ایسے ہیں جن میں علماءِ اہل سنت ہی کا اختلاف ہو؟

جواب: جمہور علماء باطن اور ان کی اتباع میں کثیر علماءِ ظاہر کا عقیدہ یہی ہے کہ روزِ اول سے روزِ آخر تک ہر چیز کا اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے اور لوح محفوظ میں مندرج تمام علم عطا فرمایا ہے جیسا کہ آیات اور احادیث (جو ماقبل میں گزریں) کے عموم کا تقاضا ہے،علماء ظاہر کی ایک تعداد نے درج ذیل علوم میں اختلاف کیا ہے:(1) کسی نے متشابہات کے علم میں اختلاف کیا (2) کسی نے علوم خمسہ (قیامت کب ہوگی،بارش کب ہوگی،ماں کے پیٹ میں کیا ہے،کل کیا ہوگا،کون کہاں مرے گا) کے ہر ہر واقعہ کے علم ہونے میں اختلاف کیا (3) کسی نے تعینِ وقتِ قیامت کے علم میں اختلاف کیا۔

یہ علوم ایسے ہیں کہ ان کے انکار کرنے والے پر کفر،گمراہی یا فسق کا حکم نہیں لگے گا کہ یہ علوم علماءِ اہل سنت ہی میں مختلف فیہ ہیں۔امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''ہمارے علماء میں اختلاف ہوا کہ بے شمار علوم غیب جو مولیٰ عزوجل نے اپنے محبوب اعظم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو عطا فرمائے آیا وہ روزِ اوّل سے یومِ آخر تک تمام کائنات کو شامل ہیں جیسا کہ عموم آیات واحادیث کا مفاد ہے یا ان میں

تخصیص ہے۔ بہت اہلِ ظاہر جناب خصوص گئے ہیں، کسی نے کہا متشابہات کا، کسی نے کہا خمس کا، کسی نے کہا ساعت کا، اور عام علماء باطن اور ان کے اتباع سے بکثرت علماءِ ظاہر نے آیات واحادیث کو ان کے عموم پر رکھا۔

(فتاوی رضویہ، ج29، ص453، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

خالق اور مخلوق کے علم میں فرق

سوال: بدمذہب کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علمِ ماکان وما یکون ثابت کرنا شرک ہے؟

جواب: (اس بات کا جواب سمجھاتے ہوئے امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ خالق اور مخلوق کے علم کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:) افسوس کہ ان شرک فروش اندھوں کو اتنا نہیں سوجھتا کہ

(1) علمِ الٰہی ذاتی ہے اور علمِ خلق عطائی۔
(2) وہ واجب یہ ممکن۔
(3) وہ قدیم یہ حادث۔
(4) وہ نامخلوق یہ مخلوق۔
(5) وہ نامقدور یہ مقدور۔
(6) وہ ضروری البقا یہ جائز الفنا۔
(7) وہ ممتنع التغیر یہ ممکن التبدّل۔

ان عظیم تفرقوں کے بعد احتمالِ شرک نہ ہوگا مگر کسی مجنون (پاگل) کو۔

(فتاوی رضویہ، ج29، ص500، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اللہ تعالی کا جمیع علم ماننا کیسا؟

سوال: اگر کوئی شخص یہ گمان کرے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا سارا علم عطا فرمایا ہے یعنی علم نبی جمیع معلوماتِ الٰہیہ کو محیط ہے، تو یہ کیسا ہے؟

جواب: یہ گمان باطل اور خطا پر مبنی ہے۔ امام اہلسنت مجدد دین وملت حضور سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "فلو فرضنا ان زاعما یزعم باحاطة علومه صلی اللہ علیہ وسلم بجمیع المعلومات الالهية فمع بطلان زعمه و خطا وهمه لم تكن فيه مساواة لعلم الله تعالى لما ذكرنا من الفروق الهائله"

ترجمہ: اگر ہم فرض کریں کہ کوئی گمان کرنے والا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع معلوماتِ الٰہیہ کا محیط جانے تو اتنا تو ضرور ہے کہ اس کا گمان باطل اور اس کا وہم خطا مگر علمِ الٰہی سے برابری اب بھی نہ ہوئی ان بڑے فرقوں کے سبب جو ہم اوپر ذکر کر آئے۔

(الدولة المكية بالمادة الغيبية، ص46، مکتبہ رضویہ، کراچی)

ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں "بلاشبہ غیر خدا کا علم معلوماتِ الٰہیہ کو حاوی نہیں ہوسکتا، مساوی درکنار تمام اولین وآخرین وانبیاء ومرسلین وملائکہ ومقربین سب کے علوم مل کر علومِ الٰہیہ سے وہ نسبت نہیں رکھ سکتے جو کروڑ ہا کروڑ سمندروں سے ایک ذرا سی بوند کے کروڑویں حصے کو کہ وہ تمام سمندر اور یہ بوند کا کروڑواں حصہ دونوں متناہی ہیں، اور متناہی کو متناہی سے نسبت ضرور ہے بخلاف علومِ الٰہیہ کو غیر متناہی در غیر متناہی در غیر متناہی ہیں۔ اور مخلوق کے علوم اگرچہ عرش وفرش شرق وغرب وجملہ کائنات از روزِ اول تا روزِ آخر کو محیط ہو جائیں آخر متناہی ہیں کہ عرش وفرش دو حدیں ہیں۔ روزِ اول وروزِ آخر دو حدیں ہیں۔ اور جو کچھ دو حدوں کے اندر ہو سب متناہی ہے۔

بالفعل غیر متناہی کا علمِ تفصیلی مخلوق کو مل ہی نہیں سکتا تو جملہ علومِ خلق کو علمِ الٰہی

سے اصلاً نسبت ہونی ہی محال قطعی ہے نہ کہ معاذ اللہ توہم مساوات۔

(فتاوی رضویہ،ج29،ص450،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

عالم الغیب کا اطلاق

سوال: حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو "عالم الغیب" کہنا کیسا؟

جواب: حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو یقیناً اللہ تعالیٰ کثیر علمِ غیب عطا فرمایا ہے مگر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو "عالم الغیب" کہنے سے علماء منع فرماتے ہیں کہ اس سے "علمِ ذاتی" متبادر ہوتا ہے اور علمِ ذاتی صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔فتاوی رضویہ میں ہے "ہماری تحقیق میں لفظ "عالم الغیب" کا اطلاق حضرت عزت عزجلالہ کے ساتھ خاص ہے کہ اُس سے عرفاً علم بالذات متبادر ہے۔۔۔حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قطعاً بے شمار غیوب وما کان ما یکون کے عالم ہیں مگر عالم الغیب صرف اللہ عزوجل کو کہا جائے گا جس طرح حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قطعاً عزت جلالت والے ہیں تمام عالم میں ان کے برابر کوئی عزیز وجلیل ہے نہ ہوسکتا ہے مگر محمد (عزوجل) کہنا جائز نہیں بلکہ اللہ عزوجل و محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔"

(فتاوی رضویہ،ج29،ص405،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

ذہن سے اترنا علم کی نفی نہیں کرتا

امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "علم تھا لیکن کسی وقت ذہنِ اقدس سے اتر گیا، اس لیے کہ قلبِ مبارک کسی اور اہم اور اعظم کام میں مشغول تھا، ذہن سے اترنا علم کی نفی نہیں کرتا، بلکہ پہلے علم ہونے کو چاہتا ہے۔"

(الدولۃ المکیہ مترجم،ص 110)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں "امر اہم واعظم واجل واعلیٰ میں اشتغال بارہا امر سہل سے ذہول کا باعث ہوتا ہے۔"

(فتاوی رضویہ،ج29،ص518،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

علم اور غیب کا اکٹھا استعمال

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لیے علماء نے علم اور غیب دونوں کا اکٹھا استعمال کیا ہے؟ مثلاً فلاں کو اللہ تعالیٰ نے علمِ غیب عطا فرمایا ہے۔

جواب: جی ہاں! تفسیر بیضاوی اس آیتِ کریمہ ﴿وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا﴾ کے تحت ہے "وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلماً مما یختص بنا ولا یعلم إلا بتوفیقنا وھو **علم الغیوب**" ترجمہ: اللہ عزوجل فرماتا ہے وہ علم کہ ہمارے ساتھ خاص ہے اور بے ہمارے بتائے ہوئے معلوم نہیں ہوتا وہ **علمِ غیب** ہم نے خضر کو عطا فرمایا ہے۔

(تفسیر بیضاوی،سورۃ الکہف،آیت65،ج3،ص287،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 310ھ) نے حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے ((﴿قَالَ إِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِیعَ مَعِیَ صَبْرًا﴾، وکان رجلا یعلم **علم الغیب** قد علّم ذلك)) ترجمہ: حضرت خضر علیہ الصلوۃ والسلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا: آپ میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیں گے۔خضر **علمِ غیب** جانتے تھے انہیں علم غیب دیا گیا تھا۔

(تفسیر الطبری،ج18،ص66،داراحیاء التراث العربی، بیروت)

تفسیر طبری ہی میں ہے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: خضر علیہ الصلوۃ والسلام نے کہا: ((ولم تُحط من علم الغیب بما أعلم)) ترجمہ: جو **علم غیب** میں جانتا ہوں آپ کا علم اُسے محیط نہیں۔

(تفسیر الطبری،ج18،ص67،داراحیاء التراث العربی، بیروت)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وما هو علی الغیب بضنین﴾ ترجمہ: اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

(پ30،سورۃ التکویر،آیت24)

تفسیر خازن اور تفسیر بغوی میں اس آیت کریمہ کے تحت لکھا ہے ''اَنَّـهُ یَاْتِیـهِ عِلْمُ الْغَیْبِ فَلَا یبخل به علیهم بَلْ یُعَلِّمُکُمْ وَیُخْبِرُکُمْ بِهِ ''ترجمہ: نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس **علم غیب** آتا ہے، پس وہ اس میں بخل نہیں کرتے بلکہ تمہیں سکھاتے ہیں اور اس کی خبر دیتے ہیں۔

(تفسیر خازن،ج 4،ص399،دارالکتب العلمیہ،بیروت☆تفسیر بغوی،ج6،ص1006،دارالسلام للنشر والتوزیع،ریاض)

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ **مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف میں کتاب عقائد تالیف حضرت شیخ ابوعبداللہ شیرازی سے نقل فرماتے ہیں** ''وَنَعْتَقِدُ أَنَّ الْعَبْدَ یُنْقَلُ فِی الْأَحْوَالِ حَتّٰی یَصِیرَ إِلَی نَعْتِ الرُّوحَانِیَّةِ **فَیَعْلَمَ الْغَیْبَ**، وَتُطْوَی لَهُ الْأَرْضُ، وَیَمْشِی عَلَی الْمَاءِ ''ہمارا عقیدہ ہے کہ بندہ ترقیِ مقامات پاکر صفتِ روحانی تک پہنچتا ہے اس وقت اسے **علمِ غیب** حاصل ہوتا ہے، زمین کو اس کے لیے لپیٹ دیا جاتا ہے اور وہ پانی پر چلتا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ، کتاب الایمان ،الفصل الاول،ج1،ص62،دارالفکر،بیروت)

امام شعرانی کتاب الیواقیت والجواہر میں حضرت شیخ اکبر سے نقل فرماتے ہیں ''للمجتهدين القدم الراسخ فی **علوم الغیب** ''ترجمہ: علوم غیبیہ میں ائمہ مجتہدین کے لیے مضبوط قدم ہے۔

(الیواقیت والجواہر ،البحث التاسع والاربعون ،ج2،ص480،داراحیاء التراث العربی ،بیروت)

علم غیب ذاتی اور عطائی کی تقسیم

سوال: جن آیات، احادیث یا اقوالِ علماء میں علمِ غیب کے اثبات کی نفی کی گئی ہے، ان کا کیا جواب ہے؟

جواب: اہل سنت حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے لیے عطائی اور غیر محیط علم مانتے

ہیں، جس جگہ علمِ غیب کی نفی کی گئی ہے اس سے مراد ذاتی اور محیط حقیقی (غیر محدود، غیر متناہی) علم ہے اور علمِ ذاتی اور محیط حقیقی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے جبکہ علمِ عطائی اور غیر محیط مخلوق کے لیے ہے۔ امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس بات کو دلائل کے ساتھ سمجھاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''مخالفین کو تو محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے فضائل کریمہ کی دشمنی نے اندھا بہرا کر دیا، انہیں حق نہیں سوجھتا مگر تھوڑی سی عقل والا سمجھ سکتا ہے کہ یہاں کچھ بھی دشواری نہیں۔ علم یقیناً اُن صفات میں سے ہے کہ غیر خدا کو بعطائے خدا مل سکتا ہے، تو ذاتی وعطائی کی طرف اس کا انقسام یقینی، یونہی محیط وغیر محیط کی تقسیم بدیہی (واضح ہے)، ان میں اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہونے کے قابل صرف ہر تقسیم کی قسم اول ہے یعنی علم ذاتی وعلم محیط حقیقی۔

تو آیاتِ واحادیث واقوال علماء جن میں دوسرے کے لیے اثباتِ علم غیب سے انکار ہے ان میں قطعاً یہی قسمیں مراد ہیں۔ فقہا کہ حکمِ تکفیر کرتے ہیں انہیں قسموں پر حکم لگاتے ہیں کہ آخر مبنائے تکفیر یہی تو ہے کہ خدا کی صفتِ خاصہ دُوسرے کے لیے ثابت کی۔ اب یہ دیکھ لیجئے کہ خدا کے لیے علم ذاتی خاص ہے یا عطائی، حاشا للہ علم عطائی خدا کے ساتھ ہونا درکنار خدا کے لیے محال قطعی ہے کہ دوسرے کے دیئے سے اسے علم حاصل ہو پھر خدا کے لیے علم محیط حقیقی خاص ہے یا غیر محیط، حاشاللہ علم غیر محیط خدا کے لیے محال قطعی ہے جس میں بعض معلومات مجہول رہیں، تو علمِ عطائی غیر محیط حقیقی غیر خدا کے لیے ثابت کرنا خدا کی صفتِ خاصہ ثابت کرنا کیونکر ہوا۔ تکفیر فقہاء اگر اس طرف ناظر ہو تو معنی یہ ٹھہریں گے کہ دیکھو تم غیر خدا کے لیے وہ صفت ثابت کرتے ہو جو زنہار خدا کی صفت نہیں ہو سکتی لہذا کافر ہو یعنی وہ صفت غیر کے لیے ثابت کرنی چاہیے تھی جو خاص خدا کی صفت ہے، کیا کوئی احمق ایسا اخبث جنون گوارا کرسکتا

ہے۔ولکن النجدیة قوم لایعقلون،ترجمہ:لیکن نجدی بے عقل قوم ہے۔

امام ابن حجر مکی فتاوٰی حدیثیہ میں فرماتے ہیں''وما ذکرناه فی الآیة صرح به النووی رحمہ اللہ تعالیٰ فی فتاواه فقال معناها لایعلم ذٰلك استقلالاً وعلم احاطة بكل المعلومات الّا اللّٰه تعالی ''ترجمہ:ہم نے جو آیاتِ کی تفسیر کی امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فتاوٰی میں اس کی تصریح کی،فرماتے ہیں آیت کے معنٰی یہ ہیں کہ غیب کا ایسا علم صرف خدا کو ہے جو بذاتِ خود ہو اور جمیع معلومات کو محیط ہو۔

(فتاوٰی حدیثیہ،مطلب فی حکم ماااذا قال فلان یعلم الغیب،ص228،مصطفٰی البابی،مصر)

نیز شرح ہمزیہ میں فرماتے ہیں''انه تعالیٰ اختص به لکن من حیث الاحاطة فلا ینافی ذلك اطلاع الله تعالیٰ لبعض خواصه علی کثیر من المغیبات حتی من الخمس التی قال صلی اللہ علیہ وسلم فیهن خمس لا یعلمهن الا الله ''ترجمہ:غیب اللہ کے لیے خاص ہے مگر بمعنی احاطہ تو اس کے منافی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض خاصوں کو بہت سے غیبوں کا علم دیا یہاں تک کہ ان پانچ میں سے جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(افضل القراء لقراء ام القرٰی،تحت شعرلك ذات العلوم،ص44-143،مجمع الثقافی،ابوظبی)

تفسیر کبیر میں ہے''قوله ولا اعلم الغیب یدل علی اعترافه بانه غیر عالم بکل المعلومات ''یعنی آیت میں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا تم فرمادو میں غیب نہیں جانتا،اس کے یہ معنی ہیں کہ میرا علم جمیع معلومات الٰہیہ کو حاوی نہیں۔

امام قاضی عیاض شفا شریف اور علامہ شہاب الدین خفاجی اس کی شرح نسیم الریاض میں فرماتے ہیں''(هذه المعجزة)فی اطلاعه صلی اللہ علیہ وسلم علی الغیب (المعلومة علی القطع) بحیث لایمکن انکارها اوالتردد فیها لا حدٍ من

العقلاء (لکثرة رواتها واتفاق معانیها علی الاطلاع علی الغیب) وهذا لاینافی الآیات الدالة علی انه لایعلم الغیب الا اللّٰه وقوله **ولوکنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر** فان المنفی علمه من غیرواسطة وامّا اطلاعه صلی اللہ علیہ وسلم علیه باعلام اللّٰه تعالیٰ له فامرمتحقق بقوله تعالیٰ **فلا یظهر علٰی غیبه احداً الّا من ارتضٰی من رسول** ''ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ علم غیب یقیناً ثابت ہے جس میں کسی عاقل کو انکار یا تردّد کی گنجائش نہیں کہ اس میں احادیث بکثرت آئیں اور ان سب سے بالاتفاق حضور کا علم غیب ثابت ہے اور یہ ان آیتوں کے کچھ منافی نہیں جو بتاتی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا اور یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کہنے کا حکم ہوا کہ میں غیب جانتا تو اپنے لیے بہت خیر جمع کر لیتا،اس لیے کہ آیتوں میں نفی اس علم کی ہے جو بغیر خدا کے بتائے ہو اور اللہ تعالیٰ کے بتائے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ملنا تو قرآن عظیم سے ثابت ہے، کہ اللہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسول کے۔

(نسیم الریاض شرح الشفا للقاضی عیاض ،ومن ذٰلك ما اطلع علیه من الغیوب ،ج 3، ص150،مرکز اہلسنت برکات رضا)

تفسیر نیشاپوری میں ہے''لا اعلم الغیب فیه دلالة علی ان الغیب بالاستقلال لا یعلمه الّا اللّٰه ''ترجمہ:آیت کے یہ معنی ہیں کہ علم غیب جو بذاتِ خود ہو وہ خدا کے ساتھ خاص ہے۔

(غرائب القرآن (تفسیرالنیسابوری)،ج6،ص110،مصطفٰی البابی ،مصر)

تفسیر انموذج جلیل میں ہے''معناه لایعلم الغیب بلادلیل الا اللّٰه او بلا تعلیم الا اللّٰه او جمیع الغیب الا اللّٰه ''ترجمہ:آیت کے یہ معنی ہیں کہ غیب کو بلا دلیل و بلا تعلیم جاننا یا جمیع غیب کو محیط ہونا یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔

جامع الفصولین میں ہے" یجاب بانہ یمکن التوفیق بان المنفی ھو العلم بالاستقلال لا العلم بالاعلام اوالمنفی ھو المجزوم بہ لا المظنون ویؤیدہ،قولہ تعالیٰ **اتجعل فیھا من یفسد فیھا** الآیۃ لانّہ غیب اخبر بہ الملٰئکۃ ظنا منھم اوبا علام الحق فینبغی ان یکفر لوادعاہ مستقلاً لا لو اخبربہ باعلام فی نومہ اویقظتہ بنوع من الکشف اذلامنافاۃ بینہ وبین الآیۃ لما مرّمن التوفیق "ترجمہ: **(یعنی فقہانے دعوی علمِ غیب پرحکمِ کفرکیااورحدیثوں اورآئمہ ثقات کی کتابوں میں بہت غیب کی خبریں موجود ہیں جن کا انکارنہیں ہوسکتا) اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں تطبیق یوں ہوسکتی ہے کہ فقہاء نے اس کی نفی کی ہے کہ کسی کے لیے بذاتِ خودعلمِ غیب مانا جائے، خدا کے بتائے سے علمِ غیب کی نفی نہ کی، یانفی قطعی کی ہے نہ ظنی کی، اوراس کی تائید یہ آیت کریمہ کرتی ہے، فرشتوں نے عرض کیا تُو زمین میں ایسوں کوخلیفہ کرے گا جواس میں فساد وخونریزی کریں گے۔ ملائکہ غیب کی خبر بولےمگر ظناً یا خدا کے بتائے سے،توتکفیراس پرچاہیے کہ کوئی بے خدا کے بتائے علمِ غیب ملنے کا دعوٰی کرے نہ یوں کہ براہِ کشف جاگتے یا سوتے میں خدا کے بتائے سے، ایسا علمِ غیب آیت کے کچھ منافی نہیں۔**

(جامع الفصولین ،الفصل الثامن والثلاثون،ج2،ص302،اسلامی کتب خانہ ،کراچی)

ردالمحتار میں امام صاحبِ ہدایہ کی مختارات النوازل سے ہے" لوادعی علم الغیب بنفسہ یکفر "ترجمہ: **اگر بذاتِ خودعلمِ غیب حاصل کر لینے کا دعوٰی کرے تو کافر ہے۔** (ردالمحتار، کتاب الجہاد ،باب المرتد،داراحیاء التراث العربی ،بیروت)

اسی میں ہے" قال فی التتار خانیۃ وفی الحجۃ ذکر فی الملتقط انہ لایکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وان الرسل یعرفون بعض الغیب قال اللّٰہ تعالیٰ ﴿**عالم الغیب فلا یظھر علٰی غیبہ احدا**

الامن ارتضٰی من رسول﴾ اہ قلت بل ذکروا فی کتب العقائد ان من جملۃ کرامات الاولیاء الاطلاع علی بعض المغیبات و ردوا علی المعتزلۃ المستدلین بھذہ الآیۃ علی نفیھا "ترجمہ: **تاتارخانیہ میں ہے کہ فتاوی حجہ میں ہے،ملتقط میں فرمایا: جس نے اللہ ورسول کو گواہ کر کے نکاح کیا کافر نہ ہوگا۔اس لیے کہ اشیاء نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی روحِ مبارک پر عرض کی جاتی ہیں اور بے شک رسولوں کو بعض علم غیب ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پرکسی کو مسلط نہیں کرتا۔مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو، میں (علامہ شامی) کہتا ہوں: بلکہ ائمہ اہلسنت نے کتبِ عقائد میں فرمایا کہ بعض غیبوں کا علم ہونا اولیاء کی کرامت سے ہے اورمعتزلہ نے اس آیت کو اولیاء کرام سے اس کی نفی پردلیل قرار دیا۔ ہمارے ائمہ نے اس کا رَد کیا یعنی ثابت فرمایا کہ آیہ کریمہ اولیاء سے بھی مطلقاً علمِ غیب کی نفی نہیں فرماتی۔**

(ردالمحتار،کتاب النکاح ،قبیل فصل فی المحرمات،ج 3،ص297،داراحیاء التراث العربی، بیروت)

تفسیرغرائب القرآن ورغائب الفرقان میں ہے" لم ینف الاالدرایۃ من قبل نفسہ وما نفی الدرایۃ من جھۃ الوحی "ترجمہ: **رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنی ذات سے جاننے کی نفی فرمائی ہے خدا کے بتائے سے جاننے کی نفی نہیں فرمائی۔** (غرائب القرآن (تفسیر النیساپوری)،ج26،ص8،مصطفٰی البابی، مصر)

تفسیرجمل شرح جلالین وتفسیر خازن میں ہے" المعنی لا اعلم الغیب الا ان یطلعنی اللّٰہ تعالیٰ علیہ "ترجمہ: **آیت میں جو ارشاد ہوا کہ میں غیب نہیں جانتا۔ اس کے معنٰی یہ ہیں کہ میں بے خدا کے بتائے نہیں جانتا۔**

(تفسیرالجمل،ج 3،ص158☆تفسیر الخازن،پارہ 7،سورۃ الاعراف ،آیت 188،تحت قولہ ﴿ولو کنت اعلم الغیب ؛...﴾ ،ج2،ص280،دار الکتب العلمیہ ،بیروت،)

تفسیر البیضاوی میں ہے'' ﴿لااعلم الغیب﴾ مالم یوح الی ولم ینصب علیہ دلیل ''ترجمہ: آیت کے یہ معنی ہیں کہ جب تک کوئی وحی یا کوئی دلیل قائم نہ ہو مجھے بذاتِ خود غیب کا علم نہیں ہوتا۔

(انوارالتنزیل (تفسیر البیضاوی)،ج2،ص410،دارالفکر بیروت)

تفسیر عنایۃ القاضی میں ہے'' ﴿وعندہ مفاتیح الغیب﴾ وجہ اختصاصھا بہ تعالیٰ انہ لایعلمھا کما ھی ابتداءً الّا ھو ''ترجمہ: یہ جو آیت میں فرمایا کہ غیب کی کنجیاں اللہ ہی کے پاس ہیں اُس کے سوا انہیں کوئی نہیں جانتا اس خصوصیت کے یہ معنی ہیں کہ ابتداءً بغیر بتائے ان کی حقیقت دوسرے پر نہیں کھلتی۔

(عنایۃ القاضی علی تفسیر البیضاوی،ج4،ص73،دارصادر،بیروت)

تفسیر علامہ نیشاپوری میں ہے'' (**قل لا اقول لکم**) لم یقل لیس عندی خزائن اللّٰہ لیعلم ان خزائن اللّٰہ وھی العلم بحقائق الاشیاء وماھیاتھا عندہ صلی اللہ علیہ وسلم باستجابۃ دعاءہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ ارنا الاشیاء کما ھی ولکنہ یکلم الناس علی قدر عقولھم (**ولا اعلم الغیب**) ای لا اقول لکم ھذا مع انہ قال صلی اللہ علیہ وسلم علمت ماکان وما سیکون اھ مختصراً ''ترجمہ: ارشاد ہوا کہ اے نبی! فرمادو کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں، یہ نہیں فرمایا کہ اللہ کے خزانے میرے پاس نہیں۔ بلکہ یہ فرمایا کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس ہیں، تاکہ معلوم ہوجائے کہ اللہ کے خزانے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں مگر حضور لوگوں سے انکی سمجھ کے قابل باتیں فرماتے ہیں، اور وہ خزانے کیا ہیں، تمام اشیاء کی حقیقت و ماہیت کا علم حضور نے اسی کے ملنے کی دعا کی اور اللہ عزوجل نے قبول فرمائی پھر فرمایا: میں نہیں جانتا یعنی تم سے نہیں کہتا کہ مجھے غیب کا علم ہے، ورنہ حضور تو خود فرماتے ہیں مجھے ماکان وما یکون کا علم

ملا یعنی جو کچھ ہو گزرا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے انتہی۔

(غرائب القرآن (تفسیر النیسابوری)،ج7،ص112،مصطفٰی البابی، مصر)

الحمدللہ اس آیۂ کریمہ کی ''فرمادو میں غیب نہیں جانتا'' ایک تفسیر وہ تھی جو تفسیر کبیر سے گزری کہ احاطہ جمیع غیوب کی نفی ہے، نہ کہ غیب کا علم ہی نہیں۔

دوسری وہ تھی جو بہت کتب سے گزری کہ بے خدا کے بتائے جاننے کی نفی ہے نہ یہ کہ بتائے سے بھی مجھے علم غیب نہیں۔

اب بحمدللہ تعالیٰ سب سے لطیف تر یہ تیسری تفسیر ہے کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ مجھے علم غیب ہے، اس لیے کہ اے کافرو! تم ان باتوں کے اہل نہیں ہو ورنہ واقع میں مجھے ماکان وما یکون کا علم ملا ہے۔ والحمدللّٰہ رب العلمین۔''

(فتاوی رضویہ،ج29،ص444تا450،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

مسائلِ علمِ غیب سے متعلق حاصل کلام

فتاوی رضویہ میں ہے''مسلمانو! مسائل تین قسم کے ہوتے ہیں:

ایک ''ضروریات دین'' اُن کا منکر بلکہ اُن میں ادنیٰ شک کرنے والا بالیقین کافر ہوتا ہے ایسا کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔

دوم ''ضروریات عقائد اہلسنت'' ان کا منکر بدمذہب گمراہ ہوتا ہے۔

سوم وہ مسائل کہ علمائے اہلسنت میں مختلف فیہ ہوں اُن میں کسی طرف تکفیر و تضلیل ممکن نہیں۔۔۔۔

بعینہ یہی حالت مسئلہ علم غیب کی ہے۔ اس میں بھی تینوں قسم کے مسائل موجود ہیں:

قسم اول:

(1) اللہ عزوجل ہی عالم بالذات ہے اُس کے بتائے بغیر ایک حرف کوئی نہیں

جان سکتا۔

(2) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ عزوجل نے اپنے بعض غیوب کا علم دیا۔

(3) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اوروں سے زائد ہے ابلیس کا علم معاذ اللہ علم اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں۔

(4) جو علم اللہ عزوجل کی صفت خاصہ ہے جس میں اُس کے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شریک کرنا بھی شرک ہو وہ ہرگز ابلیس کے لیے نہیں ہوسکتا جو ایسا مانے قطعاً مشرک کافر ملعون بندہ ابلیس ہے۔

(5) زید وعمرو ہر بچے پاگل، چوپائے کو علمِ غیب میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مماثل کہنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صریح توہین اور کھلا کفر ہے، یہ سب مسائل ضروریاتِ دین سے ہیں اور ان کا منکر، ان میں ادنیٰ شک لانے والا قطعاً کافر، یہ قسمِ اول ہوئی۔

قسمِ دوم:

(6) اولیاءِ کرام نفعنا اللہ تعالیٰ ببرکاتہم فی الدارین کو بھی کچھ علومِ غیب ملتے ہیں مگر بوساطت رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ معتزلہ خذلہم اللہ تعالیٰ کہ صرف رسولوں کے لیے اطلاع غیب مانتے اور اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا علومِ غیب کا اصلاً حصہ نہیں مانتے گمراہ ومبتدع ہیں۔

(7) اللہ عزوجل نے اپنے محبوبوں خصوصاً سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم کو غیوب خمسہ سے بہت جزئیات کا علم بخشا جو یہ کہے کہ خمس میں سے کسی فرد کا علم کسی کو نہ دیا گیا ہزارہا احادیث متواترۃ المعنیٰ کا منکر اور بدمذہب خاسر ہے، یہ قسم دوم ہوئی۔

قسمِ سوم:

(8) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تعیینِ وقتِ قیامت کا بھی علم ملا۔

(9) حضور کو بلا استثناء جمیع جزئیات خمس کا علم ہے۔

(10) جملہ مکنونات قلم ومکتوبات لوح بالجملہ روزِ اول سے روزِ آخر تک تمام ما کان وما یکون مندرجہ لوحِ محفوظ اور اس سے بہت زائد کا عالم ہے جس میں ماورائے قیامت تو جملہ افراد خمس داخل اور دربارہ قیامت اگر ثابت ہو کہ اس کی تعیین وقت بھی درج لوح ہے تو اسے بھی شامل، ورنہ دونوں احتمال حاصل۔

(11) حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حقیقتِ روح کا بھی علم ہے۔

(12) جملہ متشابہات قرآنیہ کا بھی علم ہے۔

یہ پانچوں مسائل قسم سوم سے ہیں کہ ان میں خود علماء وآئمہ اہل سنت مختلف رہے ہیں جس کا بیان بعونہ تعالیٰ عنقریب واضح ہوگا ان میں مثبت ونافی کسی پر معاذ اللہ کفر کیا معنی ضلال یا فسق کا بھی حکم نہیں ہوسکتا جب کہ پہلے سات مسئلوں پر ایمان رکھتا ہو اور ان پانچ کا انکار اُس مرض قلب کی بنا پر نہ ہو جو وہابیہ قاتلہم اللہ تعالیٰ کے نجس دلوں کو ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل سے جلتے اور جہاں تک بنے تنقیص وکمی کی راہ چلتے ہیں۔

(فتاوی رضویہ، تمہید خالص الاعتقاد، ج29، ص413تا416، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

ماخذ و مراجع

القرآن الکریم
ترجمۂ کنزالایمان
تفسیر روح البیان
تفسیر خازن
تفسیر بغوی
روح المعانی
تفسیر الماتریدی تاویلاتِ اہل سنت
تفسیر جلالین
تفسیر الجمل
تفسیر زادالمسیر
تفسیر بیضاوی
عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی
الجامع لاحکام القرآن لقرطبی
تفسیر خزائن العرفان
نورالعرفان
تفسیر قادری اردو ترجمہ تفسیر حسینی
تفسیر عزیزی
تفسیر نسفی
تفسیر درمنثور
تفسیر عرائس البیان
تفسیر نیشاپوری
تفسیر صاوی
تفسیر ابن کثیر
مفاتیح الغیب
جامع البیان (تفسیر ابن جریر)
تفسیر کشاف
غرائب القرآن
تفسیر ابن عباس
صحیح بخاری
صحیح مسلم
جامع الترمذی
سنن ابن ماجہ
سنن نسائی
سنن ابی داؤد
سنن دارمی
سنن دارقطنی
صحیح ابن خزیمہ
الجزء المفقود من المصنف عبد الرزاق
المستدرک للحاکم
السنن الکبری للبیہقی
مسند احمد بن حنبل
مصنف ابن ابی شیبہ
الادب المفرد
المعجم الکبیر للطبرانی
المعجم الصغیر للطبرانی
مسند ابویعلی الموصلی
عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی
مشکوۃ المصابیح
الترغیب والترہیب
شعب الایمان
کنزالعمال
مجمع الزوائد
فیض القدیر
التیسیر شرح الجامع الصغیر
عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری
فتح الباری شرح صحیح البخاری
شرح الصحیح المسلم للنووی
شرح السنۃ للبغوی
مرقاۃ المفاتیح
اشعۃ اللمعات
مرأۃ المناجیح
نزہۃ القاری
الدرالمختار شرح تنویرالابصار
ردالمحتار علی الدرالمختار
حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار
مراقی الفلاح علی ہامش الطحطاوی
ہدایہ
فتح القدیر
جامع الفصولین

میلا دالنبی صلی اللہ علیہ وسلم اور معمولات ونظریات

دررالحکام شرح غررالحکام
بہارشریعت
فتاوٰی خیریہ
فتاوی رضویہ
فتاوی مصطفویہ
فتاوی امجدیہ
فتاوٰی حدیثیہ
فتاوٰی الرملی فی فروع الفقہ الشافعی
الحاوی للفتاوٰی
فتاوٰی ہندیہ
فتاوی عزیزی
مسلم الثبوت
التوضیح والتلویح
المستطرف فی فن مستطرف
الوجیز
المواہب اللدنیہ
الحدیقۃ الندیۃ
الاعلام بقواطع الاسلام
الیواقیت والجواہر
سل الحسام
سیرتِ حلبیہ
شرح الزرقانی علی المواہب
دلائل النبوۃ للبیہقی
دلائل النبوۃ لابی نعیم
الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی
نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض
الخصائص الکبری للسیوطی
السیرۃ النبویۃ لابن کثیر
السیرۃ النبویۃ لابن ہشام
سبل الہدیٰ والرشاد
وفاء الوفا للسمہودی
خلاصۃ الوفاء
مدارج النبوۃ
الدولۃ المکیہ
جذب القلوب الی دیارالمحبوب
حسن المقصد فی عمل المولد
افضل القری لقراء ام القری
المیلادالنبوی لابن الجوزی
کتاب الخمیس
مطالع المسرات
میلادالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
تحفۃ المودود باحکام المولود لابن القیم
انسان العیون
سبل الہدی
ماثبت بالسنۃ
مجمع بحارالانوار
الصحاح
تاج العروس
الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیۃ
الروض الانف
میزان الاعتدال فی نقدالرجال
تذکرۃ الحفاظ
الطبقات الکبرٰی لابن سعد
الکامل فی التاریخ
تاریخ بغداد
الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب
حلیۃ الاولیاء لابی نعیم
تاریخ دمشق الکبیر
نزہۃ الخاطر الفاتر
اخبارالاخیار
لواقح الانوار فی طبقات الاخیار
الاصابۃ فی تمیزالصحابۃ
البدایۃ والنہایہ
التقریر والتحریر
اسعاف الراغبین
المجموع شرح المہذب
توحید وشرک
جاء الحق
مکتوبات امام ربانی
حصن حصین
الفتوحات الاحمدیۃ علی الہمزیۃ
قصیدہ بردہ شریف
الزبدۃ العمدۃ شرح البردۃ
عقدالجواہر فی مولدالنبی الازہر
قصیدۃ نعمان مع خیرات الحسان

الجوہر المنظم
اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم
مختارات من اجل الشعر فی مدح الرسول صلی اللہ علیہ وسلم
سلک الدرر فی اعیان القرن
القول المفید فی اُدلۃ الاجتہاد والتقلید
حیوۃ الحیوان الکبریٰ
کیمیائے سعادت
رسالۂ قشیریہ
بہجۃ الاسرار
مدخل لابن حاج
شرح الصدور
احیاء العلوم
فیصلۂ ہفت مسئلہ
الدر الثمین
فیوض الحرمین
الشمامۃ العنبریۃ
نیل الاوطار
تحفۃ الذاکرین بعدۃ الحصن الحصین
المہند علی المفند
شمائم امدادیہ
تکمیل الیقین
تحذیر الناس
امداد السلوک
نشر الطیب
ہدیۃ المہدی
امداد الفتاوی
براہین قاطعہ
مجموعہ کمالات حالاتِ عزیزی